سلسلۂ دارالمصنفین نمبر ۳۴

طبقات الامم

مُصنّفہٗ

قاضی ابوالقاسم صاعد بن احمد اندلسی المتوفی ۴۶۲ھ

کا اردو ترجمہ

جسمیں

دنیا کی مختلف قوموں اور خصوصاً مسلمانوں کے علوم و فنون کی تاریخ ہے،

از

قاضی احمد میاں اختر (جوناگڑھی)

باہتمام مولوی مسعود علی ندوی

در مطبع معارف اعظم گڈھ طبع گردید

سنہ ۱۳۴۶ھ سنہ ۱۹۲۸ء

انتساب

اُن مذہبی، قومی، اور علمی خدمات کی بنا پر جو علّامہ
(الحاج) سید سلیمان صاحب ندوی مدّتِ دراز سے ملک
مین انجام دے رہے ہین، اس ناچیز ترجمہ کو ان کے
اسم گرامی سے مُعنون کرتا ہون،

ھمی شرم دارم کہ پائے ملخ را
سوئے بارگاہِ سلیمان فرستم،

"مترجم"

فہرستِ مضامین

سنہ ۱۹ء مین مجھے طبقات الامم کے ترجمہ کرنے کا خیال پیدا ہوا، اور مین نے اپنے محترم علامہ سید سلیمان ندوی سے استصواب کیا تو انھون نے نہ صرف میرے اس خیال کی تائید کرکے میرے عزم کو اور بھی پختہ کر دیا، بلکہ دار المصنفین کے سلسلۂ تصانیف مین اُسے شائع کرنے کا وعدہ بھی فرمایا، اگرچہ اسی وقت سے مین نے ترجمہ کا کام شروع کر دیا تھا لیکن ریاستی ملازمت کی لگاتار مصروفیتون، اور فرائض کی اہم ذمہ داریون نے مجھے عرصۂ دراز تک دستکش ہونے پر مجبور کر دیا، اور اسی اثنا مین کبھی خالی الذہن ہوکر کچھ لکھنے لکھانے کا موقعہ نہ ملا، جب مجھے بکلی فراغِ خاطر نصیب ہوا تو مین اوّلین فرصت مین اس ادھورے کام کی تکمیل پر مستعد ہوگیا، اور بحمد اللہ کہ اب یہ ترجمہ مکمل ہوکر قارئینِ کرام کے ہاتھون مین پہنچنے کا شرف حاصل کرتا ہے،

یہ یاد رہے کہ اس ترجمہ مین عنوانات اکثر مترجم کے قائم کئے ہوئے ہین، نیز حتی الامکان مصنف کے اصل ماخذون کا حوالہ بہم پہنچایا گیا ہے، اس کے علاوہ تاریخی، جغرافی، اور لغوی ذیلی حواشی کا اضافہ کیا ہے، کتاب مین جو نام مذکور ہین، ان کی بابت مزید معلومات دوسری مستند کتابون کے حوالہ سے مہیا کئے گئے ہین، شروع مین مصنف کے سوانح، مضامین کی فہرست، اور آخر مین اشخاص اور مقامات کے نامون وغیرہ کے مفصل انڈکس دیئے گئے ہین،

چونکہ طبقات کے دونون مطبوعہ نسخے اغلاط اور تصحیفات سے بھرے ہوئے ہین اور انکی تصحیح کی کوئی صورت نہ تھی، اس لیے جہانتک ممکن ہوسکا متعدد معتبر کتابون کی مدد سے نامون اور سنون وغیرہ کے علاوہ اصل قلمی نسخون اور طباعت کی اکثر غلطیون کی تصحیح کر دیگئی ہے، اس پر بھی اگر ترجمہ مین اس قسم کی کوئی فروگذاشت نظر آئے تو اس کو بتقاضاے انسانی خطا و نسیان پر محمول کر کے درگذر کیا جائے، کہ مترجم نے اپنے نزدیک کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا، ومن بلغ جهده فقد بالغ عذرہ، بعض ضروری حواشی کہین چھوڑ دیئے ہون تو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کی تحقیق سے مترجم قاصر رہا ہے،

آخر مین مین اپنے فاضل دوست اور ہموطن مولوی میمن عبد العزیز صاحب راجکوٹی (پروفیسر عربی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ) کا ممنون ہون کہ بعض مشکلات کے حل مین انھون نے میری امداد فرمائی ہے، نیز میرے مکرم دوست جناب مولوی عبد الشکور صاحب سورتی (تاجر کتب عربیہ بمبئی) کا شکریہ ادا کرنا بھی مجھ پر واجب ہے کہ اس ترجمہ کے اثنا مین مجھے ان کے عظیم الشان کتب خانہ سے بہت کچھ مستفید ہونے کا موقعہ ملتا رہا ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرۂ مصنّف[1]

اندلس کے اسلامی عہد مین جو قابل ترین علما گذرے ہین، ان مین قاضی صاعد کا نام نامی خصوصیت کیساتھ قابلِ ذکر ہے: اگرچہ افسوس ہے کہ ایسے جیّد عالم، فاضل، فلسفی اور سائنسٹ کے حالات سے مورخین نے بالکل اعتنا نہین کیا ہوائے ابن بشکوال کے جس نے صرف چار سطرون مین اس یگانۂ روزگار فاضل اجل کے حالات لکھدینا کافی سمجھا، سیر و اخبار کی کتابون مین اکثر صاعد کا نام حوالہ کے طور پر آتا ہے، لیکن ان کی زندگی کے متعلق کچھ بھی معلومات حاصل نہین ہوتین، اس لیے ان کے حالات کا پتہ لگانا ہمارے لیے بہت دشوار ہوگیا ہے، اس وقت ہمارے پاس ان کی ایک عظیم الشان علمی یادگار کتاب طبقات الامم کی صورت مین موجود ہے، جو خوش قسمتی سے قلمی نسخون سے پہلے بیروت اور پھر مصر مین شائع ہوگئی ہے

[1] ہمنے "صاعد اندلسی" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جو رسالۂ معارف (بابتہ ستمبر ۱۹۲۵ء) مین چھپ چکا ہے یہان وہی تھوڑی سی ترمیم کیساتھ نقل کردیا ہے، اخیر[2] اس کتاب کو سینٹ جوزف کالج بیروت کے ایک عیسائی پروفیسر ریورنڈ لوئی شیخو نے ایک قلمی نسخہ سے جو اسے دمشق سے دستیاب ہوا تھا، پہلے اپنے عربی رسالہ المشرق ۱۹۱۱ء مین، اور بعد ازان ۱۹۱۲ء مین برٹش میوزیم کے دو قلمی نسخون سے تصحیح کرکے مثل تدوین و طباعۃ یورپ شائع کیا، چندسال پیشتر بیروتی اڈیشن سے ایک اور اڈیشن مصر مین چھپا ہے، طبقات کا مطبوعہ نسخہ بہت غلط ہے اس لیے پڑھتے وقت احتیاط کرنی چاہیئے اور اس کی

(دیکھے صفحہ ۲)

اور اپنے مصنف کی زندگی کے بعض پہلوؤن پر روشنی ڈالتی ہے، اسکی مدد سے ذیل مین ہم ان کے مختصر حالات قلمبند کرتے ہین،

نام نسب، ولادت | صاعد نام، باپ کا نام احمد بن عبد الرحمٰن بن محمد بن صاعد کنیت ابو القاسم، نسب کے لحاظ سے وہ عربی النسل اور خاندان بنو تغلب سے ہین، اصل وطن آبائی قرطبہ، مریہ مین ۴۲۰ھ (۱۰۲۹ء) مین پیدا ہوئے،[۱]

تحصیلِ علوم | معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے تمام علوم متداولہ، حدیث، فقہ، ادب، تاریخ، فلسفہ، طب، ریاضیات، ہیئت ونجوم وغیرہ کی تحصیل کی تھی، اور ان علوم مین کافی مہارت اور دستگاہ بہم پہنچائی تھی، امام ابن حزم (المتوفی ۴۵۶ھ) فتح بن قاسم اور ابو الولید ہشام بن احمد المعروف بن وقشی[۲]

(بقیہ حاشیہ) مختلف روایات پر جو آخر کتاب مین شامل ہین ایک نظر ضرور ڈال لینی چاہیے، میرے مکرم دوست مولانا میمن عبد العزیز نے اطلاع دی ہے کہ طبقات کا ایک عمدہ قلمی نسخہ ریاست رامپور کے سرکاری کتب خانہ مین موجود ہے مگر سہ کیف الوصول الی سعادة وجودہا الخ۔ [۱] کتاب الصلہ لابن بشکوال ص ۲۳۴ طبع مجریط، صفدی نے نکت الہمیان (ص ۲۰۴) مین ابن سیدہ کے ترجمہ مین صاعد کا حوالہ دیا ہے، اور ان کو صاعد الجیانی لکھا ہے یعنی منسوب بہ جیان جو قرطبہ سے شرقی جانب ۱۷ فرسخ دور اندلس کا ایک وسیع صوبہ ہے، (معجم البلدان ج ۳ ص ۱۸۵) صاعد کے نام مین اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ ابن القفطی نے ایک جگہ انکا نام صاعد بن الحسن لکھا ہے اسی طرح حاجی خلیفہ نے ان کو ابن صاعد قرطبی، ابن صاعد مالقی لکھا ہے اور دو جگہ انکا سنہ وفات ۴۶۵ غلط لکھا ہے [۲] ان کی نسبت صاعد طبقات مین لکھتے ہین:-

"مختلف علوم وفنون مین انکی مہارت بہت وسیع ہے، صاحب رائے نقاد، اور علم ہندسہ، منطق، نحو، لغت، شعر، خطابت، فقہ، حدیث، اور علم کلام کے متبحر عالم ہونے کے علاوہ وہ شاعر بلیغ ہین، علم الانساب اور تاریخ وسیر مین ان پر کوئی فضیلت نہین رکھتا، ۴۳۸ھ مین طلیطلہ مین ان سے ملا تھا، مین نے مدت مدید تک ان کی خدمت مین رہ کر تحصیلِ علوم کی اور ان سے تعلیم پائی تو مین نے ان کو علم کا ایک بحرِ زخار، معدنِ شرافت ونجابت اور مکارم اخلاق مین عجیب وغریب فضائل سے متصف پایا" (ص ۷۶)

جیسے فضلاے عصر سے فن حدیث مین استفادہ کیا، اور ان سے حدیث روایت کی، نہایت ذکی الطبع، وسیع المعلومات اور صاحب روایت و درایت تھے، فن نجوم مین خود صاعد کا بیان ہے کہ انھون نے اندلس کے ایک عالم ریاضیات ابوجعفر احمد بن خمیس طلیطلی سے بہت کچھ اخذ کیا ہے۔ علوم نظری و عملی مین ان کی وسعت معلومات اور تبحر علمی کی مثالین طبقات مین بکثرت نظر آتی ہین،

عہدۂ قضاۃ | فضیلت علمی کیساتھ ہی صاعد کو خوش قسمتی سے عزت دنیوی بھی حاصل تھی، امیر المامون یحیٰی بن ذی النون فرمانروائے طلیطلہ نے جو علم دوست اور اہل علم کا سرپرست تھا، ان کو طلیطلہ کے عہدۂ قضاۃ پر مامور کیا تھا، ابن بشکوال نے لکھا ہے کہ وہ اپنے معاملات مین آزاد تھے اور حقوق کے مقدمات مین صرف ایک شاہد کی شہادت قبول کر لیتے، دوسرا شاہد اسکی سوگند کو ٹھہراتے اور شہادت خط پر فیصلہ دیتے تھے،

اہل علم کے تعلقات | اندلس کے مشاہیر علماء سے صاعد کے گہرے تعلقات رہے ہین، طبقات مین انھون نے بعض بعض مقامات پر اپنے ان تعلقات علمی کو ظاہر کیا ہے،

۱۔ ابو مروان عبید اللہ بن خلف الاستجی نے جو علم نجوم و احکام نجوم کا محقق عالم اور اپنے زمانہ

لہ ان تینون بزرگون مین سے ابن حزم اور ابن الوقشی کا تذکرہ صاعد نے طبقات مین لکھا ہے، فتح بن قاسم کے حالات مجھے معلوم نہین ہوئے، امام ابن حزم کے حالات جو صاعد نے لکھے ہین وہ ذاتی واقفیت پر مبنی ہین، اس لیے قفطی، ابن خلکان، ابن ابی اصیبعہ، وہبی، مراکشی، اور مقری نے صاعد کے حوالہ سے نقل کیا ہے،

لہ ابن بشکوال۔ سہ ابن خمیس کی تعریف صاعد کی زبانی یہ ہے :۔

"ہندسہ، نجوم، اور طب کے عالم، علوم اللسان مین دخل رکھتے تھے، فن شعر مین بھی اچھی مہارت تھی۔ . . . . . . علم الاعداد، ہندسہ، فرائض، وغیرہ مین دستگاہ بہم پہنچائی تھی . . .

. . . . ہیئت و نجوم سے ان کو اچھی واقفیت تھی۔ مین نے اس فن مین بہت کچھ ان سے اخذ کیا ہے (ص ۷۳)

کا بہتیل ماہرِ فن تھا، اصولِ علم نجوم پر ایک محققانہ رسالہ لکھا تو اسکی ایک نقل اپنے ہاتھ سے لکھکر صاعد کو بھیجی، چنانچہ لکھتے ہین:-

ولہ فی التسییرات و مطارح الشعاعات	عمل تسیرات کواکب اور شعاعون کے مواقع سقوط کے معاملہ
وتعلیل بعض اصول الصناعۃ رسالۃ فاضلۃ	اور فن نجوم کے بعض اصول کی توجیہ پر اسکا ایک محققانہ رسالہ ہی،
لم یتقدمہ احد الیہا۔ کتب بہا الیّ من	جس مین کوئی شخص اس سے سبقت نہین لیجا سکا، شہر کونکہ سے
مدینۃ کونکۃ[1]	اس نے مجھے یہ رسالہ لکھکر بھیجا تھا،

۲- اسحاق بن قسطار اندلس کا ایک یہودی عالم تھا جو فلسفہ، منطق، طب وغیرہ مین اچھی مہارت رکھتا تھا، صاعد کیساتھ اس کے دوستانہ روابط تھے، اس کے تذکرہ مین لکھتے ہین:-

کان حمید المذہب جمیل الاخلاق	خوش اطوار اور با اخلاق تھا، مین اکثر اس کے پاس بیٹھا کرتا
جالستہ کثیرا فما رأیت یہودیا مثلہ	تھا، متانت و سنجیدگی اور کمالِ مروت مین کسی یہودی کو مین نے
فی رجاحتہ وصدقہ وکمال مروتہ[2]	اس کے مانند نہین دیکھا،

اس سے صاعد کی بے تعصبی اور مروت و اخلاق کا اندازہ ہوسکتا ہی کہ باوجود مذہبی آدمی ہونے کے وہ غیر مذاہب کے اہل علم سے گہرے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے، موجودہ زمانہ مین اسکی مثال کم نظر آئے گی، اس قسم کے علمی روابط سے متعلق چند مثالین اور بھی پائی جاتی ہین، مگر بخوفِ طوالت ہم ان کو قلم انداز کرتے ہین،

وفات صاعد نے اسی عہدۂ قضاۃ پر بعمر ۴۲ سال شوال سنہ ۴۶۲ھ (سنہ ۱۰۷۰ء) مین بمقام طلیطلہ داعیِ اجل کو لبیک کہا، طلیطلہ کے ایک عالم یحییٰ بن سعید الحدیدی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی[3]

تبحر علمی صاعد کے تبحرِ علمی اور وسعتِ معلومات کی زندہ مثال خود ان کی کتاب طبقات الامم ہے؛

[1] طبقات الامم (بیروت) ص ۸۶ [2] طبقات ص ۹۰ [3] تکملہ ابن بشکوال،

جس سے چند مثالین بطور نمونہ ہم یہان درج کرتے ہین تاکہ ان کی وسعتِ نظر اور محققانہ طرز کا کچھ اندازہ ہو سکے،

تاریخ | تاریخ مین ان کا پایہ بہت بلند اور طرزِ محققانہ ہے، مورخانہ تدقیق، اور اصولِ روایت و درایت مین یہ البیرونی اور ابن خلدون سے کسی طرح کم رتبہ نہین ہین، افسوس ہے کہ ان کی تاریخی تصنیفات دست بردِ زمانہ سے ناپید ہو چکی ہین، ورنہ ان کے تاریخی طرزِ تحریر کا صحیح اندازہ ہو سکتا، اقوامِ عالم کی تاریخ پر ان کو خاص طور پر عبور تھا، اور اس وضع پر انھون نے ایک کتاب جوامع اخبار الامم لکھی تھی، طبقات مین وہ اقوام قدیمہ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے، ان کے مساکن و معاشی، انکی زبان، ان کے رسوم و عوائد اور ملل و ادیان کا بیان جس تحقیق و تدقیق، جامعیت و اختصار کے ساتھ کرتے ہین، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ ہمارے زمانہ مین بیٹھے ہوئے موجودہ تحقیقات سے فائدہ اٹھا کر لکھ رہے ہین، علماے تاریخ سے جہان کہین اختلاف ہوتا ہے تو وہ اس کو بھی ظاہر کر دیتے ہین،

شاہانِ ایران کی مدتِ سلطنت عرب مورخین مین متنازع فیہ رہی ہے، البیرونی نے آثار الباقیہ مین، اور حمزۂ اصفہانی نے سنی ملوک الارض مین[1] اس سے متعلق مؤبدانِ مجوس کی مختلف روایتین نقل کی ہین، اس بارہ مین علماے مغرب کے اقوال کو البیرونی نے آثار مین غلط ٹھہرایا ہے، صاعد نے اپنی تحقیق کی بنا پر ملوکِ فارس کی مدتِ سلطنت تین ہزار ایک سو چونسٹھ سال لکھی ہے جو البیرونی کی بتائی ہوئی مدت کے مطابق نہین ہے۔ مورخین کے اس اختلاف پر صاعد نے اپنی کتاب اخبار الامم مین مفصل بحث کی ہے، چنانچہ لکھتے ہین:-

---

[1] ملاحظہ ہو آثار الباقیہ ص ۱۰۳، ۱۱۱، ۱۲۱، ۱۳۱ طبع یورپ، سنی ملوک الارض ص ۱۲ تا ۱۸ و ص ۱۷ تا ۲۲ طبع کاویانی،

ولاهل العلم بتاريخ الامم تنازع فی مدۃ	مملکتِ فارس کی مدتِ سلطنت علماے تاریخ الامم کے نزدیک
مملکۃ الفرس لیس ھذا موضع ذکرہ	مبحوث فیہ ہے اور یہ اس کے ذکر کا موقع نہین ہے، مورخین
وقد اتینا باختلافھم فی ذالک فی کتابنا	کے اس اختلاف کو اور اس مسئلہ مین صحیح ترین قول کو ہم نے
فی جوامع اخبار الامم عن العرب والعجم	اپنی کتاب جوامع اخبار الامم عن العرب والعجم مین بیان کیا
واصح ما قیل فی ذالک الخ[1]	ہے،

قدیم تاریخی امور مین صاعد نے مسعودی اور ہمدانی ایسے نامور مورخون کو خاص طور پر اپنا ماخذ بنایا ہے، چنانچہ امم قدیمہ کے مذاہب، ان کے مساکن و معایش وغیرہ کے متعلق انھون نے تمامتر مسعودی سے اخذ کیا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صاعد کس قدر وسیع النظر مورخ تھے، اس ترقی یافتہ زمانہ مین بھی اس موضوع پر اگر ہم کچھ لکھنا چاہین تو صاعد کے اختیار کئے ہوئے ماخذ سے بے نیاز نہین ہو سکتے۔ صاعد کی تصانیف تمامتر تاریخی ہین، اس لحاظ سے وہ پہلے مورخ ہین، بعد ازآن کچھ اور

تاریخ علوم مصنفینِ اسلام مین صاعد پہلے شخص ہین جنھون نے علومِ اقوام کی تاریخ لکھی، اوران کے بعد بھی ہمین نہین معلوم کہ کسی نے آج تک عربی مین اس موضوع پر قلم اٹھایا ہو، اگرچہ ان سے بیشتر ابن الندیم نے الفہرست ایسی ضخیم اور مبسوط کتاب لکھ دی تھی، مگر وہ کثرتِ اسماے کتب کی وجہ سے ایک طول طویل خشک فہرست ہے، پھر وہ کسی خاص ترتیب پر مرتب اور مدون نہین ہے، اس لیے وہ کوئی باقاعدہ علوم کی تاریخ نہین کہی جا سکتی، صاعد سب سے پہلے مصنف ہین جو علومِ عرب قبل و بعد از اسلام، ان کی ابتدا اور تدریجی ترقیون سے ہم کو روشناس کراتے ہین، کسی قوم کی "علمی تاریخ" (یا لٹریری ہسٹری) لکھنا یورپ کی اوّلیات مین شمار کیا جاتا ہے، حالانکہ سب سے پہلے یہ شرف علم پرست مسلمانون ہی کو پہنچتا ہے،

---

[1] طبقات ص ۱۵،

تاریخ طبیعی | نوع انسانی سے قبل نوع حیوانی کے وجود اوران کے معدوم ہوجانے سے متعلق نیچرل ہسٹری کا ایک اہم نظریہ ہے جو سائنس دانون مین مختلف فیہ ہے، بعض کا خیال ہے کہ نوع انسانی کے وجود مین آنے سے پیشتر نوع حیوانی روے زمین پر ضرور موجود تھی، لیکن آتش فشان پہاڑون اور زلزلون کے تصادم سے وہ ہلاک ہوگئی، بعض علما جو ڈارون کے ہمخیال ہین اس بات کے قائل ہین کہ وہ فنا نہین ہوئی، بلکہ اسکی جگہ اس سے بہتر انواع کے حیوانات نے لے لی ہے، بعض کی رائے ہے کہ انسان ہی نے اس کو مار مار کر فنا کر دیا، لیکن جون جون تحقیقات کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے، یہ قیاسات محض پیش پا فتادہ اور دور از کار معلوم ہوتے ہین، چنانچہ حال ہی مین تاریخ طبیعی کے ایک عالم مسٹر پریٹیر PRATER نے "ازمنۂ قدیم کے حیوانات" پر تقریر[1] کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ تمام تاویلات جو پیش کیگئی ہین محض ظنیات ہین جو کسی طرح متیقن نہین ہین، بعض علماے سائنس کو ان قیاسات کے تسلیم کرنے سے انکار رہے یعنی کہ وہ نہ تقدیم نوع انسانی کے قائل ہین اور نہ اس بات کو مانتے ہین کہ انسان ہی نے اس نوع کو معدوم کر دیا انھین مین سے ایک علامہ صاعد کو بھی سمجھنا چاہیئے، جو ایسی رائے کو فلسفہ و حکمت سے بعید سمجھتے ہین، چنانچہ قدماے مصر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہین:-

کانی ایرون انه کان فی عالم الکون والفساد	قدماے مصر یہ رائے رکھتے تھے کہ عالم کون و فساد مین نوع
قبل نوع الانسان انواع کثیرۃ من الحیوان	انسان سے پہلے کئی انواعِ حیوانات موجود تھین، جنکی عجیب و غریب
علیٰ صور غریبة وتراکیب شاذۃ ثم کان	صورتین تھین، جب نوع انسانی وجود مین آئی اور وہ ان پر
نوع الانسان فغلب تلک الانواع وقاتلها	غالب ہوگئی تو اس نے ان مین سے اکثر کو فنا کر دیا، اور
حتیٰ افنی اکثرها وشرد بقیتها الی البراری	بقیہ حیوانات کو مار مار کر جنگلون مین بھگا دیا،

[1] مطبوعہ روزنامۂ بمبئی کرانیکل مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۲۵ء، یہ لکچر بمبئی کی نیچرل ہسٹری سوسائٹی کے جلسہ منعقدہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۵ء مین دیا گیا تھا

والفلوات فمنهم الغيلان والسعالی وغیر	انھی حیوانات مین سے غول (بیابانی) اور سعالی ہین، جنکا
ذالك ممّا ذکرہ عنهم الوصّفی[1] فی تاریخ	ذکر الوصفی نے اپنی تاریخ مصر مین کیا ہے، اگر یہ صحیح ہے تو وہ
المؤلف فی اخبار مصر، فان کان ذلك حقًا عنهم	لوگ اپنی اس رائے مین نظام فلسفہ اور قانون حکمت سے
فما ابعدهم فی هذا الرأی من نظام الحکمة	کس قدر دور جا پڑے تھے،
وقانون الفلسفة[2]	

فلسفہ | صاعد کو فلسفہ و حکمت سے ایک خاص مناسبت ہے، طبقات مین علوم قدیمۂ یونان اور حکماے یونان پر جو کچھ انھون نے تحریر فرمایا ہے اس سے فلسفہ مین انکی زبردست واقفیت کا ثبوت ملتا ہے،

معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے ارسطو کے فلسفہ کا خاص طور پر مطالعہ کیا تھا، فارابی کی کتاب اغراض فلسفة افلاطون وارسطاطالیس کا ایک نسخہ ان کو پہنچا تھا، جسکی انھون نے طبقات مین بڑی تعریف کی ہے[3]، وہ ارسطو کے بڑے حامی اور مداح ہین، اسلام کے وہ مایۂ ناز فلسفی اور طبیب ابوبکر محمد بن زکریا رازی جنھون نے ارسطو ایسے عظیم الشان فلسفی پر سخت اعتراضات کئے ہین اور کئی مسائل علمی مین اسکی مخالفت کی ہے، صاعد ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہین:-

وکان شدید الانحراف عن ارسطاطالیس	یہ ارسطو کے سخت مخالف تھے، وہ ارسطو کے اپنے استاد

[1] الوصفی یا الوصیفی (جیسا کہ طبقات کے ایک نسخہ مین پایا جاتا ہے) نام کے کسی مصنف کا پتہ نہین چلتا، امام سیوطی نے حسن المحاضرہ کے دیباچہ مین ان تمام کتابون کے نام گناے ہین جو تاریخ مصر پر لکھی گئی ہین، مگر ان مین بھی الوصیفی کی کسی تاریخ کا ذکر نہین ہے، گمان ہوتا ہے کہ یہ الصدفی کی تصحیف ہو گی کہ مصر کے نامور مورخ عبد الرحمن بن احمد بن یونس الصدفی المتوفی ۳۴۷ھ کی تصنیف سے دو کتابین تاریخ مصر پر ہین، (ابن خلکان ج ۱ ص ۲۷۷) بہت ممکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب "کتاب الموصلی فی اخبار مصر" ہو، جس کا ذکر امام ابن حزم نے اپنے رسالہ مین کیا ہے (دیکھو نفح الطیب ج ۲ ص ۱۳۰ مصر) [2] طبقات ص ۳۹، [3] ایضاً صفحہ ۵۳،

وجاءتنا له في مفارقته معلمه افلاطون وغيره
من متقدمي الفلاسفة في كثير من آرائهم
وكان يزعم انه سدّد الفلسفة وغيّر كثيرا
من اصولها، وما أظن الرازي احنقه على
ارسطاطاليس وحدا الى تنقصه الا ما
اتاه ارسطاطاليس واستدل الرازي بحماقته
في كتابه في علم الالهي وكتابه من طب
الروحاني وغير ذالك من كتبه الدالة
على استحسانه لمذهب الثنوية في الاشراك
ولآراء البراهمة في ابطال النبوات و
لاعتقاد عوام الصابئة في التناسخ، ولو
ان الرازي وفقه الله تعالى للرشد
وحبب اليه نصر الحق لوصف ارسطاطاليس
بانه محص آراء الفلسفة ونخل مذاهب
الحكماء، فنفى خبثها واسقط غثها، وانتقى
لبابها واصطفى خيارها فاعتقد منها
ما توجبه العقول السليمة وتراه البصائر

افلاطون وغیرہ فلاسفۂ متقدمین کی اکثر آراء کو ترک کر دینے
پر سخت معترض تھے، ان کی رائے تھی کہ ارسطو نے فلسفہ کو
خراب کر ڈالا، اور اس کے اکثر اصولون کو متغیر کر دیا، لیکن
میرے خیال مین رازی کے ارسطو پر اس قدر برہم ہونے
اور اسکی تنقیص کرنے کا بجز اس کے اور کوئی سبب نہین ہے کہ ارسطو
نے علم الالٰہی اور طب روحانی وغیرہ تالیفات مین فرقۂ ثنویہ[1]
سے شرک مین اور براہمہ سے ابطال نبوت مین اور
عام صابئہ سے تناسخ مین ہم آہنگی کا اظہار کیا ہے، اور
اس بنا پر رازی نے اسکی مخالفت کی ہے، اگر خدا رازی
کو ہدایت کی توفیق عطا کرتا اور وہ امداد حق کے خواہان
ہوتے تو ارسطو کی بابت یون کہتے کہ اس نے تو آراء فلسفہ
کو پاک صاف کر دیا، مذاہب حکماء کو چھان کر ان کا
میل کچیل نکال کر پھینک دیا، لب لباب الگ کر دیا، اور
ماصفا کو لے لیا، جو باتین عقل سلیم، صاحبان نقد و بصیرت
اور پاک نفس لوگون کے نزدیک واجب یقین تھین انپر اپنا اعتقاد
رکھا، اس طرح وہ حکماء کا پیشوا اور علماء کے محاسن کا
جامع بن گیا،

---

[1] فرقۂ ثنویہ دو چیزون یعنی نور، اور ظلمت کو قدیم اور ازلی مانتا ہے، بخلاف مجوس کے کہ وہ ظلمة کو حادث اور نور کو ازلی مانتے ہین، (شہرستانی برحاشیۂ ابن حزم ج ۲ ص ۸۱ — ۸۰)

الناقدة وتدتين به النفوس الطيبة، و

احيلج امام الحكماء وجامع فضائل العلماء[1]

منطق | طبقات مین صاعد نے منطق اور علماے منطق کی نسبت جو کچھ لکھا ہے: اس سے فن مذکور مین انکی دسترس ظاہر ہوتی ہے، کندی کی منطقی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے صنعت تحلیل (ANALYSIS) کی فروگذاشت پر اس طرح تنبیہ کرتے ہین:-

وقلما ينتفع بها في العلوم لانها خالية من صناعة التحليل التي لا سبيل الى معرفة الحق من الباطل في كل مطلوب الا بها واما صناعة التركيب وهي التي قصد يعقوب في كتبه هذه اليها فلا ينتفع بها الا من كانت عنده مقدمات عتيدة فحينئذ يمكن التركيب ومقدمات كل مطلوب لا توجد الا بصناعة التحليل و لا ادري ما حمل يعقوب على الاضراب عن هذه الصناعة الجليلة هل جهل مقدارها ام ضن عن الناس بكشفه واي هذين كان فهو نقص فيه.[2]	بہت کم لوگ ان (منطقی تصانیف) سے استفادہ کر سکتے ہین، کیونکہ وہ طریقۂ تحلیل سے خالی ہین جو حق و باطل کی تمیز کے لیے لازمی ہے، ترکیب کو البتہ یعقوب نے اپنی منطقی تصانیف مین بیان کیا ہے، لیکن تیار مقدمات کے بغیر کوئی شخص ان سے فائدہ نہین اٹھا سکتا کہ ان (مقدمات) کے بغیر ترکیب ہی ناممکن ہے، اور ہر مطلوب شے کے مقدمات بغیر تحلیل کے نہین حاصل ہوتے، مجھے نہین معلوم کہ یعقوب کو اس اہم صنعت تحلیل سے کس چیز نے باز رکھا کیا وہ اس کی قدر سے ناواقف تھا یا لوگون پر اس کو ظاہر کرنے مین اس نے بخل سے کام لیا، خواہ کچھ ہی سبب ہو مگر اس مین یہ ایک طرح کا نقص ہے،

مگر ابن ابی اصیبعہ اس کو صاعد کی زیادتی سمجھتا ہے اور لکھتا ہے کہ درحقیقت کندی کی تصانیف

[1] طبقات ص ۳۳، [2] ” ص ۵۲،

مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو اس کے علم سے مستفید ہونے اور اسکی کتابون کے مطالعہ سے باز رکھے[1]

ملل و ادیان | صاعد نے مذاہب اقوام کا خاص طور پر مطالعہ کیا تھا، چنانچہ اس موضوع پر ان کی ایک کتاب مقالات اہل الملل والنحل ہے جو ان کی دوسری تصانیف کی طرح مفقود ہوگئی ہے، وہ لکھتے ہین کہ اس کتاب مین انھون نے ہندوستان کے بتون، ان کے زمانہ، ادوار واکوار کواکب، ان کے راس حمل مین جمع ہوجانے سے عناصر اربعہ کی تمام مخلوقات کے تباہ ہوجانے، نیز ہر دور کواکب مین مؤلدات کی نشاۃ الثانیہ کے متعلق اہل ہند کی مختلف آراء کو بھی بیان کیا ہے[2]، اس لحاظ سے اندلس مین ابن حزم کے بعد صاعد دوسرے شخص ہین جنھون نے ملل ونحل پر کتاب لکھی، جو اگر آج موجود ہوتی تو ملل ابن حزم کے تکملہ کا کام دیتی،

فن نجوم | اس فن سے قاضی صاحب کو بہت دلچسپی ہے، اور اس چھوٹی سی کتاب مین انھون نے نجوم واحکام نجوم سے اپنی پوری واقفیت اور مہارت تامہ کا ثبوت دیا ہے، منجمین اور علماے ہیئت پر خردہ گیریان کی ہین اور جابجا انکے اغلاط پر تنبیہ کی ہے،

ابو مسلمہ ابن احمد المرحیط نے جو اندلس مین ریاضیات کا امام تھا، اپنی زیج مین محمد بن موسیٰ الخوارزمی کی زیج کے سنہ فارسی کو سنہ ہجری سے بدل دیا تھا، لیکن جو غلطیان اصل مصنف نے کی تھین وہ ترجمہ مین بھی قائم تھین، انھون نے ان اغلاط پر اپنی کتاب اصلاح حرکات النجوم مین تنبیہ کی ہے، چنانچہ لکھتے ہین:-

ووضع اوساط الکواکب فیہ لاول تاریخ الھجرۃ وزاد فیہ جداول حسنۃ علی انہ	اس کتاب مین اوساط کواکب کو اس نے ابتدائے سنہ ہجری سے لیا ہے اور عمدہ جدولون کا اضافہ کیا ہے

---

[1] طبقات الاطباء ج ۲ ص ۲۰۸ [2] طبقات ص ۱۲-۱۳-

اتبعه علی خطئه فیه ولم ینتبه علی مواضع الغلط منه وقد نبهت علی ذالك فی کتابی المؤلف فی اصلاح حرکات النجوم والتعریف بخطأ الراصدین[1]

مگر یہ کہ اس نے غلطیون مین بھی خوارزمی کی پیروی کی ہے اور غلط مقامات سے اس کو آگاہی نہین ہوئی، ہمنے اپنی کتاب اصلاح حرکات النجوم مین ان اغلاط کو دکھایا ہے،

۲- عبد اللہ بن احمد السرقسطی (المتوفی ۴۳۸ھ) نے جو ہیئت و نجوم کا امام تھا، ہندوستان کے زبردست ہیئت دان برہم گپتا (۶۲۸ء) کی کتاب برہم سدھانت پر اعتراضات کئے تھے اور ایک رسالہ لکھا تھا جس مین اسکی غلطیان دکھائی تھین، صاعد نے ان اعتراضات کی تردید کی اور ان کی غلطیون پر اپنی کتاب مین تنبیہ کی، چنانچہ فرماتے ہین،

ورأیت رسالة له کتب بها الی ابی مسلم بن خلدون الاشبیلی یذکر فیها فساد مذهب السند هند فی حرکات الکواکب وتعدیلها ویحتج باشیاء قد رددنا علیه وبینا موضع الغلط منها فی کتابنا المؤلف فی اصلاح حرکات الکواکب والتنبیه علی خطأ المنجمین[2]

مین نے اس کا ایک رسالہ دیکھا ہے جو اس نے ابی مسلم ابن خلدون اشبیلی کو لکھ کر بھیجا تھا، اس مین اس نے حرکات و تعدیل کواکب سے متعلق طریقۂ سدہانت کی خرابی کا ذکر کیا ہے، اس کے دلائل کی ہم نے تردید کی ہے، اور اپنی کتاب اصلاح حرکات النجوم مین اس کی غلطیان دکھائی ہین،

فن طب اگرچہ اس فن مین صاعد نے اپنی کسی تصنیف کا ذکر نہین کیا، تاہم ان کی کتاب کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ فن طب مین بھی ان کو دخل تھا،

ابو مروان عبد الملک بن زہر اشبیلی اندلس کا ایک نامور طبیب تھا جسکی شہرت کا آوازہ

[1] طبقات ص ۶۹ - [2] ،، ص ۷۳، ۷۲

مشرق و مغرب مین پھیل چکا تھا، اس کے تذکرہ مین لکھتے ہین:-

وله فی الطب آراء شاذة منها منعه من الحمام واعتقاده انه یعفن الاجسام ویفسد ترکیب الامزجة وهذا رأی یخالف فیه الاوائل والاواخر ویشهد بخطئه العوام والخواص بل اذا استعمل علی الترتیب الذی یجب بالتدریج ینبغی ان یکون ریاضة فاضلة ومهنة نافعة لتفتیحه المسام وتطریته للفضول وتلطیفه لما غلظ من الکیموسات[1]،

طب مین اس کی انوکھی رائین ہین، مثلاً حمام کی ممانعت، جس کے متعلق اسکی رائے ہے کہ یہ اجسام کو متعفن اور امزجہ کی ترکیب مین فساد پیدا کر دیتا ہے، حالانکہ یہ رائے متقدمین اور متاخرین دونون کے خلاف ہے اور خواص وعوام سب اس رائے کے غلط ہونے پر شاہد ہین بلکہ اگر اس تدریجی ترتیب سے جو ضروری ہے، حمام کیا جائے تو بہت بڑی جسمانی ورزش ہے اور مسامات کو کھولنے، فضول مواد سے جسم کو پاک کرنے اور کیموسات غلیظ کو لطیف بنانے مین بے حد مفید ہے،

تصانیف صاعد کی تصنیف سے حسب ذیل کتابین ہین:-

(۱) مقالات اهل الملل والنحل

(۲) اصلاح حرکات النجوم والتعریف بخطأ الراصدین

(۳) جوامع اخبار الامم من العرب والعجم[2]

(۴) صوان الحکمة[3]؟

---

[1] طبقات ص ۸۵، [2] نمبر ۲ سے ۳ تک کا ذکر خود صاعد نے طبقات مین کیا ہے۔ اسی طرح نمبر ۳ اور ۵ کا ذکر ابن سعید نے کیا ہے (دیکھو مقری ج ۲ ص ۱۳۶ مصر) [3] کشف الظنون ج ۲ ص ۸ و ص ۸۹ و طبقات الکبار کے تحت مین طاش کبری زادہ نے اس کتاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

(۵) تاریخ الحکماء،

(۶) تاریخ الاندلس

(۷) تاریخ الاسلام

(۸) التعریف بطبقات الامم،

یہ تمام کتابین آج مفقود ہین جنمین سے سواے طبقات الامم کے عام کتب خانون مین کسی ایک کا بھی پتہ نہین چلتا،

طبقاتُ الامم،

یہ کتاب قرون وسطی کی علمی تاریخ ہے جسمین تمام دنیا کی علمی قومون کے علوم وفنون کے

(بقیہ حاشیہ ص۱۳) وقد اعتنی بذالك کثیرون منها الصاعد الذی هو من مشاهیر الحکماء وصنف فیها کتاب (صنوان الحکمة) ورأیته فی عنفوان الشباب وهو کتاب لطیف لکنی نسیت اسم مصنفه (مفتاح السعادة ج ۱ ص۲۳۲)

اور اس فن کی طرف کئی لوگون نے توجہ کی ہے، ان مین سے صاعد بھی ہین جو مشاہیر حکماء مین سے ہین، انھون نے اسی موضوع پر ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام صنوان الحکمۃ ہے، مین نے آغاز جوانی مین اس کتاب کو دیکھا تھا وہ چھوٹی سی کتاب ہے مگر اس کے مصنف کا نام مجھے یاد نہین رہا،

کتاب اور مصنف دونون کا نام بیان کر دینے کے بعد مصنف کا نام یاد نہ رہنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اس لئے عبارت مین مُصَنِّفُہٗ کی بجائے مُصَنَّفُہٗ پڑھا جائے تو صحیح معنی یہ ہونگے کہ "علاوہ ازین اس موضوع پر ایک کتاب صنوان الحکمۃ بھی تصنیف کیگئی ہے جس کے مصنف کا نام یاد نہین رہا" کبری زادہ کی اس عبارت کو نواب صدیق حسن خان مرحوم نے (ابجد العلوم ج ۱ ص۲۳۲) بعینہٖ نقل کر لیا ہے، گویا خود انھون نے یہ کتاب دیکھی تھی، اسی طرح صاحب کشف الظنون کو کبری زادہ کی تحریر سے [illegible] اس کتاب کو صاعد [illegible] منسوب کیا ہے، حالانکہ درحقیقت یہ صاعد کی تصنیف نہین ہے،

حالات درج ہین مصنف نے اسمین امم قدیمہ کے طبقات علمی اور تاریخی حیثیت سے قائم کیے ہین اور اقوام عالم کے متعلق بہت مفید اور کارآمد باتین منظم اور مدون طریقہ پر جس اختصار اور جامعیت کے ساتھ لکھی ہین، وہ کسی تالیف ما سبق مین بہت کم نظر آتی ہین، صاعد نے یہ کتاب ۴۶۰ھ مین اپنی وفات سے صرف دو سال پیشتر لکھی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مدۃ العمر علمی مشاغل اور تصنیف و تالیف مین منہمک رہے ہین، اس کتاب نے اہل اندلس کے ہان بڑی قبولیت اور شہرت حاصل کر لی تھی، وہ اس پر بجا طور سے فخر کرتے تھے، اور اہل مشرق کو یہ کتاب روایتہً سناتے تھے، چنانچہ جب اندلس کے ایک عالم ابو محمد عبد اللہ بن محمد مرزوق الیحصبی حج کو جاتے ہوئے اسکندریہ سے گذرے تو انھون نے ابو طاہر سلفی (المتوفی ۵۷۶ھ) کو یہ کتاب سنائی، یحصبی نے یہ کتاب ابن بزال سے اور ابن بزال نے خود صاعد سے سنی تھی[1]، مشرق مین بھی اس کتاب کی خاصی قدر و منزلت ہوئی، ابو الفرج ابن العبری نے اپنی

---

[1] (بقیہ حاشیہ ص۱۴) ابن خلکان نے فارابی کے تذکرہ (ج ۲ ص ۱۰۱) مین صاعد سے نقل کرتے ہوئے ان کی کتاب طبقات الحکماء کا حوالہ دیا ہے، مگر عبارت منقول عنہ بالفاظہا طبقات الامم مین موجود ہے، پھر آگے چل کر ابن خلکان نے طبقات الاطبا نامی ان کی ایک کتاب کے حوالہ سے متی بن یونس کی وفات کا ذکر کیا ہے جو طبقات الامم مین بعینہ موجود ہے۔ اسی طرح کبری زادہ نے (مفتاح السعادۃ ج ۱ ص ۲۱۲) مین صاعد کی تاریخ الحکما کا ذکر کیا ہے نیز ابن سعید نے صاعد کی کتاب التعریف باخبار علماء الامم من العرب والعجم کا نام لکھا ہے (مقری ج ۲ ص ۱۳۶) اسی ان تمام باتون سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہین کہ اخبار الحکما، طبقات الحکما، طبقات الاطبا اور اخبار علماء الامم دراصل ایک ہی کتاب کے مختلف نام ہین، اور کہ یہ کتاب علما و حکما کے حالات مین طبقات الامم کا خلاصہ ہے، کاسیری (CASERI) نے دیر اسکوریال کی قلمی کتابون مین تاریخ الاندلس اور تاریخ الاسلام کا ذکر کیا ہے، (ببلوتھیکا عربیکو ہسپانا ج ۲ ص ۱۴۱)

[2] التکملہ لکتاب الصلۃ لابن الابار ج ۱ ص ۴۶۳ طبع مجریط و نفح الطیب ج ۲ ص ۲۲ طبع مصر،

کتاب مختصر الدول مین اہل عرب و علوم عرب سے متعلق دو ٹکڑے اس کتاب سے نقل کئے ہین[۱]، اسی طرح ابن خلکان، ابن القفطی، ابن ابی اصیبعہ، مراکشی (صاحب المعجب) ذہبی وغیرہ[۲] نے اس کتاب سے اخذ کیا ہے، ان مین سے بعض نے[۳] تو صفحے کے صفحے بلا حوالہ نقل کر لئے ہین، حاجی خلیفہ نے اس کتاب سے بخوبی استفادہ کیا ہے، اور اسکی بڑی تعریف کی ہے[۴]، علم الرصد کے بیان مین اس نے ایک طویل اقتباس اس کتاب سے نقل کیا ہے[۵]، اسی طرح فصل ثانی مین جس کا عنوان "فی منشأ انزال الکتب واختلاف الناس واقسامھم" ہے اس نے صاعد سے حرف بحرف نقل کیا ہے، اور حوالہ تک نہین دیا ہے[۶]

یہ دیکھکر یقیناً حیرت ہوتی ہے کہ قفطی اور ابن ابی اصیبعہ نے طبقات کا اکثر حصہ اپنی کتابون مین محفوظ کر لیا ہے، کہ اگر طبقات کا کوئی نسخہ سرے سے موجود نہ ہوتا تب بھی ان تمام اقتباسات کو جمع کر کے طبقات کا ایک ناقص اڈیشن تیار ہو سکتا تھا، غالباً بہت کم مصنفین صاعد کی طرح خوش قسمت ہونگے جنکی کوئی کتاب اس کثرت سے نقل کیگئی ہو، اور زمانۂ تصنیف سے لیکر دو تین صدیون تک اس قدر مقبول رہی ہو کہ نامور مصنفین اس سے استفادہ کرتے چلے آئے ہون، اور آج اس ترقی یافتہ زمانہ مین بھی ہم ان کی تحقیقات سے بے نیاز نہ رہ سکین،

ماخذ صاعد کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انھون نے اس کتاب مین اپنے ماخذون کا جابجا حوالہ دیا ہے، اور جہان کہین کسی سے زبانی روایت سنی ہے تو اس کے نام کی بھی تصریح کر دی ہے، اس کتاب مین صاعد نے حسب ذیل ماخذ کا ذکر کیا ہے:-

---

[۱] ص ۱۵۸-۱۵۹- و ۲۳۵-۲۳۶، طبع یسوعیین بیروت،

[۲] ابن خلکان ج ۱ ص ۱۴۱، ۳۴۳، ج ۲ ص ۷۷، المعجب (مصر) ص ۴ و ۲۶، ۲۰۶ تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۸۹ (تذکرہ ابن حزم) [۳] دیکھو تاریخ الحکما للقفطی اور عیون الانبا لابن ابی اصیبعہ، [۴] نقال انہ صغیر الحجم کثیر النفع (ج ۲ ص ۱۴۷) [۵] ج ۱ ص ۵۴۲ [۶] ص ۵۵، ۱ ص ۲۱ تا ص ۲۵،

۱- کتاب الاکلیل و صفۃ جزیرۃ العرب للہمدانی،

۲- کتاب المعارف لابن قتیبہ،

۳- التنبیہ و الاشراف للمسعودی۔

۴- کتاب الالوف و کتاب المذاکرات لابی معشر الفلکی،

۵- کتاب الفہرست لابن الندیم

۶- صلۃ التاریخ الطبری للفرغانی،

۷- زیج ابن الآدمی معروف بہ نظام العقد،

۸- تاریخ الاطباء لابن جلجل اندلسی[1]،

ان مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ صاعد کا مذاق علمی و تاریخی کس قدر بلند و صحیح، اور نظر انتخاب کس قدر اعلیٰ تھی!

---

[1] تعجب ہوتا ہے کہ صاعد نے اپنے مآخذ میں ابن جلجل کی "اخبار الاطباء و الفلاسفہ" کا کہیں ذکر نہیں کیا، حالانکہ ابن ابی اصیبعہ کی کتاب میں اس کے جو منقولات پائے جاتے ہیں ان کا بہت سا حصہ صاعد میں بھی مشترک ہے، ابن جلجل چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں گذرا ہے، لیکن یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ صاعد اس سے واقف نہیں تھے کیونکہ انھوں نے اطباء کے سلسلہ میں ابن جلجل کا ذکر کیا ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا کے مشرق و مغرب اور جنوب و شمال مین، گرچہ تمام انسان نوعِ واحد تھے، لیکن صرف تین باتون یعنی اخلاق، صورت، اور زبان سے، ان مین امتیاز پایا جاتا تھا[1]

امم قدیمہ[2] تاریخ قدیم اور طبقاتِ امم کے ماہرین کا خیال ہے کہ اگلے زمانہ مین قبائل کی تقسیم اور زبانون کے اختلاف سے پہلے لوگ سات قومون مین منقسم تھے:-

(۱) اہلِ فارس - ان کی سکونت گاہین "ارضِ معمورہ" کے وسط مین تھین، ان کے شہرون کی حدود ان پہاڑون سے لیکر جو شمالِ عراق مین عقبہ حلوان سے متصل ہین، اور جن مین ماہان، گرج، دینور، ہمدان، قم، قاشان، وغیرہ شہر ہین) آرمینیہ، باب الابواب (شہر دربند)

---

[1] محققینِ یورپ نے صورت، اخلاق، اور زبان کے علاوہ ایک چوتھی چیز رنگ کا بھی اضافہ کیا ہے، مگر یہ صورت کے تحت مین آجاتا ہے، یہان لفظ اخلاق کو عادات، مذاق، اور مزاج و طبیعت پر مشتمل سمجھنا چاہیئے، اسی طرح صورت کا اطلاق شکل و شباہت، رنگ چہرہ کی ساخت وغیرہ پر کرنا چاہیئے، یہ مسئلہ انتھراپالوجی (علم الانسان) سے تعلق رکھتا ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد دوم صفحہ ۱۱۰ تا صفحہ ۱۲۳ طبع نہم، لفظ "انتھراپالوجی" [2] امم قدیمہ کے مساکن و معایش، انکی زبان، ان کے مذہب، اور جسم انسانی پر آب و ہوا کے اثرات وغیرہ کے متعلق صاعد نے تمام تر مسعودی سے مختصاً نقل کیا ہے ملاحظہ ہو التنبیہ و الاشراف صفحہ ۲۳ صفحہ ۲۴ صفحہ ۶۷ صفحہ ۶۸

(جو بحرِ خزر (کاسپین سی) کے کنارہ پر واقع ہے) طبرستان، بوقان، بیلقان، ارّان، شابران، رَے، طالقان اور جُرجان تک، اور بلادِ خراسان، نیشاپور، مرو، سرخس، ہراۃ، خوارزم، بلخ، بخارا، سمرقند، فرغانہ، چاچ وغیرہ سے لیکر سجستان (سیستان) کرمان، فارس، اہواز، اصفہان اور اس کے نواح تک تھے، یہ تمام ممالک ایک ہی سلطنت کے ماتحت تھے، ان کا بادشاہ بھی ایک ہی تھا، اور زبان بھی بجز تھوڑے سے اختلاف کے فارسی تھی، مگر حروفِ تہجی کی تعداد و ترکیب سب مین برابر تھی بعد ازآن اس اختلافِ زبان نے رفتہ رفتہ بہت کچھ اختلاف پیدا کر دیا، چنانچہ فارسی کی مختلف شاخین پہلوی، دری وغیرہ کہلائین[1]

۲- کالدانی، ان کو سُریانی اور بابلی بھی کہتے ہین، اور ان کی مختلف شاخین تھین، مثلاً اشوری[2] کوثانی[3]، ارمانی[4]، اور جرامقہ[5]، جو موصل اور نبط (سوادِ عراق) کے باشندے تھے، ان کے شہر بھی معمورہ ارض کے وسط مین عراق، الجزیرہ (میسوپوٹامیا) (جو دجلہ و فرات کے مابین، دیارِ ربیعہ و مضر کے نام سے مشہور ہے) شام، اور جزیرۃ العرب کے نام سے مشہور ہین، جزیرۃ العرب حجاز، نجد، تہامہ، غور، اور یمن کے درمیان واقع ہے، اور زبید سے لیکر صنعار، عدن، عروض،

---

[1] پہلوی منسوب بہ فہلہ، اسکا اطلاق پانچ شہرون: اصفہان، رے، ہمدان، نہاوند اور آذربائجان پر ہوتا ہے، دری منسوب بہ در یعنی دروازہ ملوک، اس زبان کو وہ لوگ بولتے تھے جو شاہانِ فارس کے درِ دولت پر رہا کرتے تھے، (کشف الظنون ج ۱ صنہ طبع یورپ و مفاتیح العلوم ص ۱۱۷)

پہلوی قدیم فارسی زبان ہے جو زردشت (پیغمبرِ ایران) کے زمانہ کی ہے، (تاریخ ادبیات ایران جلد اوّل ص مصنفہ براؤن)

[2] انھی اشوریون کو Assyria بھی کہتے ہین اہل بابل و کلدان نے اپنے جد اکا نام "اشور" رکھا تھا، اسی نسبت سے یہ اشوری کہلاتے ہین چنانچہ موجودہ اثری تحقیقات نے اسپر بہت کچھ روشنی ڈالی ہے[3] منسوب بہ کوثی یہ بابل مین ایک مقام کا نام ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مولد ہونیکا فخر حاصل ہے (معجم البلدان ج ۷ ص ۲۹۱) انھی کو Kassi یا Cossaeans کہتے ہین یہ اسیریا کی ایک جنگ آزما پہاڑی قوم تھی جو دائرہ حکومت سے باہر تھی اور بعد کو مطیع ہو گئی[4] ان کو Aramaeans کہتے ہین، یہان ارمانی کی بجائے انکو آرامی کہنا زیادہ مناسب ہوگا، یہ ایک قبیلہ کا نام ہے[5] اسکا واحد جرمقانی ہے، بادیہ شام کے وحشی قبائل،

شحر، حضرموت اور عمان وغیرہ بلادِ عرب تک پھیلا ہوا ہے، یہ تمام شہر ایک ہی فرمانروا کے زیرِ اقتدار تھے، وہاں کی زبان سُریانی تھی اور یہ قدیم زبان حضرت آدم، حضرت ادریس حضرت نوح، حضرت لوط وغیرہ انبیاء علیہم السلام کی زبان تھی[1]، پھر سُریانی سے دو اور زبانیں عبرانی اور عربی پیدا ہوئیں۔ عبرانی یعنی بنی اسرائیل[2] ملک شام پر قابض ہو کر وہیں سکونت پذیر ہوئے، اور عربوں نے جزیرۃ العرب اور الجزیرہ (میسوپوٹامیا) پر قابض ہو کر وہیں بود و باش اختیار کی، اور سریانیوں (کلدانیوں) میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے عراق کی طرف چلے آئے، اور عراق میں ان کا عظیم الشان پایہ تخت شہر کلوذی[3] تھا،

۳- اہل یونان و روم - اہل فرنگ، جلالقہ[4]، برجان، صقالبہ[5]، اہل روس، برغر، لان وغیرہ اقوام جو بحر نیطش[6] (بحر اسود) اور بحیرہ مانیطش[7] (باسفورس) کے گرد و نواح کے ان مقامات میں رہتی ہیں جو ارضِ معمور کے غربی اور شمالی ربع میں واقع ہیں، ان کی سلطنت اور زبان ایک تھی،

۴- قبطی، یعنی اہل مصر، اور جنوب کی سیہ فام اقوام حبشی، زنگی اور نوبی کے علاوہ مغرب

---

[1] سریانی کو حضرت آدم وغیرہ کی زبان بتانا ایک طرح کا مبالغہ ہے محققین اس سے زیادہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ حضرت ابراہیم کی زبان تھی۔ [2] عبرانی بنی اسرائیل اور یہود یہ تینوں الفاظ مختلف ہیں، چنانچہ ان کو زبان کے لحاظ سے عبرانی نسل کے لحاظ سے بنی اسرائیل اور مذہب کے لحاظ سے یہود کہتے ہیں، [3] عراق میں بغداد کے قریب ایک جگہ جہاں کئی گاؤں ہیں اسی کو کالذیا کہتے ہیں اور اسی کی نسبت کلدی یا کلدانی خلافِ قاعدہ بنا ہے (تاریخ الحکماء للقفطی ص ۲۲۶ مصر) [4] جلیقا (گلیشیا) کے باشندے جو جزیرہ اندلس کے شمال میں واقع ہے، غالباً اس سے مراد قوم گال کے لوگ ہیں، جو فرانس کے اصلی باشندے تھے، [5] وہ یورپین قوم جس کو Slavs کہتے ہیں روس، بلگیریا اور سرویا کے باشندے ہیں، (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۲ ص ۱۲۵) [6] عربی کتابوں میں اکثر نیطس یا نیطاس غلط لکھا ہوا نظر آتا ہے، اصل میں یہ پونٹس ہے اور نیطس اسی کا معرب ہے اسی کو بحر اطرابزندہ (یا طرابزون) بھی کہتے ہیں، [7] اصل میں یہ Maeotic ہے، غالباً مانیطس Maeotis (مایطس) کی تحریف ہے ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ص ۸۳۲،

کے برابرہ اور ان کی ہمسایہ قومین جو بحر اوقیانوس (اطلانتک) تک آباد ہین، ان سب کی زبان اور مملکت ایک ہی تھی،

۵۔ اتراک، ترکون کی اقوام مختلفہ مثلاً خرخیز، کیماک، تغزغز، سریر، جیلان، خزران، طیلسان، کشک، برطاس وغیرہ، ان کی زبان اور مملکت ایک تھی،

۶۔ اہل ہند، ہندوستان، سندھ اور اس کے اطراف کے باشندے، ان کی زبان اور مملکت ایک ہی تھی،

۷۔ اہل چین۔ عامور بن یافث بن نوح علیہ السلام کے شہرون یعنی ملک چین اور اس کی نواحی کے باشندے، ان کی سلطنت اور زبان بھی ایک ہی تھی،

امم قدیمہ کا مذہب تمام بنی نوع انسان ان سات قومون مین منقسم تھے، اور مذہباً وہ سب کے سب صابئہ تھے، جو جواہر علویہ اور اجرام سماویہ مین سے "سبعہ سیارہ" وغیرہ کو بتون کی صورت مین مجسم کرکے ان کی پرستش کرتے تھے[1] پھر ان مین اختلاف پیدا ہوا اور ان کی زبانین اور مذاہب مختلف ہوگئے،

طبقات امم بلحاظ اشتغال ان امم قدیمہ کو ہم نے کثرت فرق اور اختلاف مذاہب کے باوجود دو طبقون مین منقسم پایا:-

طبقۂ اول۔ وہ قومین جنھون نے تحصیل علوم کی طرف توجہ کی، اور مختلف اقسام علوم کے موجد ہوئے،

طبقۂ دوم۔ وہ قومین جنھون نے علوم کی طرف ایسی توجہ نہین کی جس کی وجہ سے وہ

---

[1] محققین یورپ بھی اس نظریہ کے قائل ہین (ملاحظہ ہو ڈریپر یورپ کا ارتقاء ذہنی ج ۱ صـ۳) امم قدیمہ کے اس اتحاد مذہب اور اس کے حق و باطل ہونے کے متعلق امام رازی نے مفصل بحث کی ہے، ملاحظہ ہو تفسیر کبیر ج ۲ صـ۲۱۲ تا صـ۲۱۳،

اہل علم طبقہ مین شمار ہونے کی مستحق ہون، اس لیے نہ ان سے کوئی نتیجۂ فکریہ دنیا کو پہنچا، نہ فائدۂ حکمیہ

طبقۂ اوّل مین آٹھ قومین ہین:-

اہل ہند، اہل فارس، کلدانی، عبرانی، یونانی، رومی، مصری، اور عرب،

طبقۂ دوم مین اقوام مذکورۂ بالا کے سوا بقیہ تمام قومین ہین یعنی اہل چین، یاجوج و ماجوج[1]

ترک، برطاس، سریر، خزر، جیلان، خزران، کشک، لان، صقالبہ، بلغر، روس، برجان، برابرہ،

اور سیاہ فام اقوام حبش، نوبیا اور زنجبار کے باشندے، ان سب مین اہل چین اور اتراک زیادہ

نامور اور مشہور ہین، اہل چین تعداد کے لحاظ سے بہت زیادہ عظمت سلطنت اور وسعت مملکت

کے اعتبار سے تمام اقوام مین فائق ہین، ان کی سکونت گاہین تمام اقصاے مشرق سے لیکر

خط معدل النہار[2] کے مابین شمال مین ہفت اقلیم کی انتہائی آبادی تک ہین صنعت و حرفت

عملی صنائع اور دستکاری مین وہ تمام اقوام عالم پر سبقت لے گئے ہین، کیونکہ وہ ان فنون مین

بہ نسبت دیگر اقوام کے بہت متحمل اور مستقل مزاج واقع ہوئے ہین،

اتراک | یہ بھی کثیر التعداد اور وسیع المملکت قوم ہے، ان کی سکونت گاہین خراسان زیر حکومت

---

[1] ترکون کے قبائل مین سے ایک قبیلہ "ترک" ہی، انھی کے فساد فی الارض کی وجہ سے سکندر نے وہ سد بند ھوائی تھی، اور جو اس کے نام سے مشہور ہے، معجم البلدان ج ۵ ص ۴۱۹ البیرونی نے بھی ان کو مشرقی ترکون کی ایک قسم لکھا ہے جو اقلیم پنجم و ششم کے انتہائی جنوب مین رہتے ہین (آثار الباقیہ ص ۴۱ طبع یورپ) [2] معدل النہار ایک فرضی دائرہ ہے جو شمالی و جنوبی قطبین فلک کے افق پر موجود ہونے کے وقت فلک کو دو برابر حصون مین منقسم کر دیتا ہے اور مشرق سے مغرب تک ایک رات دن مین حرکت کر کے دورہ ختم کرتا ہے، گویا معدل النہار سے فلک الافلاک کے دو برابر ٹکڑے ہو جاتے ہین ایک شمالی دوسرا جنوبی، (مفاتیح العلوم للخوارزمی ص ۱۲۵) [3] یہ تمام ترکون کے قبائل ہین تفصیل کے لیے دیکھو مروج الذہب للمسعودی برحاشیۂ مقری ج ۱ ص ۱۵۵، معجم البلدان ج ۲ ص ۳۷،

اسلامی) کے مشرق چین کے مغرب، اور شمال ہند کے درمیان سے شمال کی انتہائی آبادی تک واقع ہوئے ہین. فنونِ جنگ کی مشق اور آلاتِ حرب کا طریقۂ استعمال ان کا خاص فن ہے جسمین انھون نے اس قدر مہارت حاصل کرلی ہے کہ حملہ آوری، شہسواری، نیزہ بازی اور تیراندازی مین وہ اپنا ثانی نہین رکھتے،

تحصیل علوم سے محرومی کے اسباب

ان تمام طبقاتِ انسانی مین سے جو طبقہ تحصیلِ علوم سے بے بہرہ رہا وہ بہ نسبت انسانون کے زیادہ تر بہائم سے مشابہ تھا، اس لیے کہ جو قومین مثل صقالبہ اور بلغر وغیرہ کے ہفت اقلیم کے آخر مین (جو شمال مین انتہائی آبادی ہے) بلادِ شمالی مین دور تک چلی گئی تھین، جہان بعدِ آفتاب کی وجہ سے ہوا مین برودت اور فضا ے آسمانی مین کثافت پیدا ہو گئی تھی، لہذا ان کے مزاج سرد اور اخلاط غلیظ ہو گئے، یہی وجہ ہے کہ ان کے بدن موٹے ہو گئے، رنگ سپید ہو گیا، اور بال لٹک گئے، چنانچہ باریک بینی، ذہن کی تیزی سے محروم رہین، اور جہالت و حماقت ان پر غالب ہو گئی[1]

جو قومین خطِ معدل النہار کے قریب اور اس کے پیچھے جنوب کی انتہائی آبادی تک سکونت پذیر ہوئین، ان کے سرون سے آفتاب کے قرب نے وہان کی ہوا مین حدت و تمازت اور فضا مین لطافت پیدا کر دی، جس سے ان کے مزاج گرم اور اخلاط سوختہ، رنگ [illegible] اور بال گھونگھروالے ہو گئے، لہذا تفوقِ عقلی اور استحکامِ بصیرت اُن مین نہ رہی، غیظ [illegible] ان پر غالب ہو گیا، اور جہالت و حماقت ان مین سرایت کر گئی، انھی مین سے تمام سیہ فام قومین ہین جو

[1] انسانون کے الوان، ابدان اور اخلاق پر آب و ہوا کے اثرات پر امام المورخین ابن خلدون نے اپنے مقدمۂ تاریخ مین کافی بحث کی ہے (ملاحظہ ہو مقدمہ ص [illegible] تا [illegible]) حکماے یونان مین جالینوس وغیرہ، اور حکماے اسلام مین یعقوب کندی اور مسعودی اس نظریے کے قائل تھے، بکل نے اپنی تاریخ تمدن مین اس پر بحث کی ہے،

حبش، نوبہ، اور زنج کے انتہائی شہروں مین آباد ہوئین،

جلالقہ اور بربرہ۔ یعنی اطراف مغرب کے تمام باشندے، جو طبقہ بالا مین شامل ہین، یہ وہ قومین ہین جنکو خدا نے تعالی نے سرکشی اور جہالت سے مخصوص، اور ظلم و عداوت سے معمور کر دیا ہے، تاہم وہ شمال مین نہین آباد ہوئے، کہ اس سے متاثر ہوتے، نیز وہ جنوب مین نہین مقیم ہوئے، کہ اس جگہ کی تاثیرین کو گوتہ دست بنا دیتی، بلکہ ان کی سکونت گاہین، معتدل ہوا شہرون کے قریب واقع ہوئی ہین، چنانچہ جلالقہ کی سکونت گاہین اقلیم پنجم کے بعض مغربی حصون اور ان سے متصل اقلیم ششم کے بعض حصون مین تھین، اور برابرہ کی سکونت گاہین اقلیم دوم کے مغربی شہرون اور اس سے متصل اقلیم سوم اور اقلیم چہارم کے بعض حصون مین تھین، اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے اپنی مہربانی سے مخصوص کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنی نعمتون سے محروم رکھتا ہے۔

اس طبقہ سے تعلق رکھنے والی بقیہ قومین جنکی کسی بات کا ذکر ہم نے نہین کیا، جہالت مین انھی کے برابر ہین، اگرچہ ان کے مراتب مین اختلاف ہے لیکن وہ تمام امور متذکرہ بالا مین سب کے سب مشترک ہین، یعنی یہ کہ انھون نے فلسفہ و حکمت کی تحصیل کے لیے اپنی دماغی قوتون کا استعمال نہین کیا، بااینہمہ ان مین سے اکثر مشرق یا مغرب، جنوب یا شمال کے رہنے والے شہری اور بدوی، اس سیاست ملکی، اور قانون الہی سے خالی نہ تھے جو انسان کو ایک نظام کے ماتحت لے آتی اور ان پر حکومت کرتی ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ اس نظام انسانی اور اس عقلی شیرازہ بندی سے سوائے بادیہ نشینون، افریقہ کے وحشیون وغیرہ غیر متمدن لوگون کے کوئی خارج نہین ہوسکتا،

طبقہ اول: وہ قومین جنھون نے تحصیلِ علوم کی طرف توجہ کی۔ یہ طبقہ خدا کے برگزیدہ بندون مین سے ہے، کیونکہ اس نے نفس ناطقہ کے فضائل کی تحصیل مین جو بنی نوع انسان کی

بنیاد اور اسکی سرشت مین داخل ہے) اپنی پوری ہمت صرف کردی، اور جن باتون کی طرف اہل چین، اتراک اور ان کے مقلدین متوجہ ہوئے (یعنی نفس کے غضبی[۲] اخلاق مین منافست اور حیوانی قوتون پر تفاخر) ان سے یہ سمجھ کر احتراز کیا کہ یہ باتین حیوانات مین بھی پائی جاتی ہین بلکہ بعض امور مین تو وہ انسانون سے بڑھ کر ہین، جیسے صنعت اور تشکیل مین شہد کی مکھی جو اپنی غذا کے خانے بنانے مین بہت متحمل اور مستقل مزاج واقع ہوئی ہے، یا مکڑی جو متناسب اور متقاطع دائرون کا جالا اپنے رہنے کے لیے تنتی ہے، اس قسم کے حیوانات سے عجیب و غریب صنائع اور افعال ظاہر ہوئے ہین، چنانچہ اہل عرب کے ہان یہ مثلین رائج ہین۔

۱- اصنع من السُّرفة (سرفہ[۳] سے زیادہ کاریگر) یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو حمص مین ہوتا ہے وہ اس درجہ چابکدست ہے کہ درخت کی بہت پتلی شاخون سے ایک مربع گھر بناتا ہے۔

۲- اصنع من تنوّط[۴] (بیئے سے زیادہ صناع) یہ ایک چابکدست پرندہ ہے، اسکا گھونسلا درخت مین لٹکا ہوا ہوتا ہے،

جرأت و شجاعت مین شیر، اور چیتے وغیرہ درندون کی مثال دیجاتی ہے کیونکہ انسان ان کی سی پیش قدمی اور جرأت کا دعویٰ نہین کرسکتا، اسی طرح سخاوت بخل وغیرہ اخلاق مین بعض

---

[۱] حاشیہ ماقبل) یہ نفس انسانی کی ایک قوت ہے جس کی بدولت انسان مختلف چیزون مین باہم کر تمیز کرسکتا ہی اور حقائق اشیاء کو بنظر تعمق مطالعہ کرنے کا شوق اس کے دل مین پیدا ہوتا ہے۔ [۲] یعنی انسان کے دل مین غصہ اور دلیری پیدا ہونا خطرناک کامون مین گھسنے اور دوسرون پر غلبہ اور فوقیت حاصل کرنے کا جوش پیدا ہونا وغیرہ [۳] یہ ایک مسور کے دانہ کے برابر کیڑا ہوتا ہے، جو درخت مین نقب لگا کر اس کی پتلی ڈالیون سے مکڑی کے جالے کی طرح گھر بناتا ہی جو مقوم الزوایا ہوتا ہے، اور ڈالیون کے سرسے ملا کر ایک مربع دروازہ بناتا ہے، کہتے ہین کہ انسان نے مربع قبرین بنانا اسی سے سیکھا ہی، جمہرۃ الامثال للعسکری ص۱۳۲ (مبئی) [۴] دو شاخون کے بیچ مین اسکا گھونسلا بعینہ ایک بوتل کی طرح لٹکتا ہوا نظر آتا ہی اسمین وہ انڈے دیتا ہی جمہرۃ الامثال ص۱۳۲۔

حیوانات کو انسان پر فوقیت حاصل ہے، چنانچہ عرب مین یہ مثلین رائج ہین.

اسخیٰ من دیک[1]	مرغ سے زیادہ سخی
اجرأ من لیث[2]	شیر سے زیادہ جری
اجرأ من ذُباب[3]	مکھی سے زیادہ جری
اختل من ذئب[4]	بھیڑیے سے زیادہ مکار اور حیلہ گر
اخبث من ثعلب ومن ضب	لومڑی اور گوہ سے زیادہ بدباطن،
اجشع من کلب[5]	کتے سے زیادہ حریص اور طماع،
اظلم من حیة[6]	سانپ سے زیادہ ظالم،
اکسب من ذرة ونملة ومن دُب[7]	چیونٹی، ذرہ (چھوٹی چیونٹی) اور ریچھ سے زیادہ کسب معاش مین محنتی
اجبن من نعامة	شتر مرغ سے زیادہ بزدل
اھدیٰ من قطاة[8]	بھٹ تیتر سے زیادہ دوربین،
احذر من عقعق[9]	عقعق سے زیادہ چوکنا اور ہوشیار،
ابخل من کلب[10]	کتے سے زیادہ بخیل،

[1] جمہرۃ ص۱۲۱ [2] یہ مثل یون ہے، اجرأ من لیث بخفان، خفان معنی کچھار (جمہرۃ ص۸۰) [3] چونکہ بہت بیباک ہے اور بادشاہون کی ناک اور ان کے تاج پر جا بیٹھتی ہے، بلکہ شیر کی ناک پر بیٹھنے سے بھی نہین چوکتی اس لیے اسکی یہ جرأت ضرب المثل ہو گئی، (جمہرۃ ص۸۰) [4] » ص۹۴ [5] جشع بمعنی شدت حرص، چونکہ کتا جب کوئی چیز کھانے لگتا ہو تو بہت سرعت کیساتھ حریص بنکر کھاتا ہے، اس لیے یہ مثل مشہور ہوئی (جمہرہ ص۸۲) [6] جمہرۃ ص۱۳۸ [7] جمہرۃ ص۱۷۱ [8] مجمع الامثال للمیدانی ج ۲ ص۲۴۶ [9] جمہرۃ ص۱۰۲ [10] کتے کو جب کوئی چیز ہاتھ لگ جاتی ہے تو وہ اس مین سے کسی کو حصہ نہین دیتا، جمہرۃ الامثال للعسکری ص۱۷۶،

الحّ من الخنفساء[1]

اجبن من صِفرد[2] ٹڈی سے زیادہ بزدل،

اروغ من ثعلب[3] لومڑی سے زیادہ مکار،

اصبر من عود[4] بوڑھے اونٹ سے زیادہ متحمل،

احنّ من ناب[5] مسن اونٹنی سے زیادہ اپنے بچھڑے ہوئے بچّہ کے لئے آواز شوق نکالنے والی

اسی طرح اس سے بھی کسی کو انکار نہین ہوسکتا کہ جسمانی قویٰ اور حواس کی تیزی مین بعض جانورون کا حاسہ انسانی حاسہ سے بڑھا ہوا ہے چنانچہ حسب ذیل مثلین عرب مین رائج ہین:-

ابصر من عُقاب[6] عقاب سے زیادہ دوربین،

ابصر من فرس[7] گھوڑے سے زیادہ دوربین،

اصح من ذئب وظلیم[8] بھیڑیے اور نر شترمرغ سے زیادہ تندرست،

اضبط من نملة[9] چیونٹی سے زیادہ ضابط کہ وہ اپنے سے چند درچند کھجور کی گٹھلیون کا بوجھ اٹھاتی ہے،

اسمع من قرد[10] بندر سے زیادہ سننے والا،

---

[1] مجمع الامثال للمیدانی، [2] جمہرة ص۱۲۳ [3] ،، ص۲۲۲، [4] پوری مثل یہ مصرع ہے: اصبر من عود بجنبیہ جلب، یعنی مسن اونٹ سے زیادہ صبر کرنیوالا جسکی دونون پسلیون مین زخم ہو یہ زخم اوپر سے اچھا ہوکر اندر ہی اندر فساد پیدا کرتا ہے (جمہرة ص۳۲۱) [5] المیدانی ج ۱ ص۱۵۱ مین یہ مثل احن من شارف ہے شارف کے معنی بھی مسن اونٹنی کے ہین۔ [6] جمہرة ص۱۲۶ [7] اہل عرب گھوڑے کو بہت تیز نظر اور دوربین خیال کرتے ہین، اور کوئی صفت ایسی نہین جسکو وہ گھوڑے سے منسوب نہ کرتے ہون، (جمہرة ص۱۲۷) [8] امثال المیدانی ج ۱ ص۲۶۲ [9] جمہرة ص۱۳۵،

[10] کہتے ہین کہ بندر اونٹ کے سمون کی آواز ایک دن کے راستہ سے سن لیتا ہے اور فوراً چل پڑتا ہے، (جمہرة ص۱۲۱)

اسمع من سمع[1] بجو سے زیادہ سننے والا

اسمع من فرس بیہماء[2] گھوڑے سے بیابان میں زیادہ سننے والا

اسمع من دلدل[3] سیہی سے زیادہ سننے والا

اسرع من فرس[3] گھوڑے سے زیادہ تیز رو

ان کے علاوہ اور بھی متعدد تشبیہیں جانوروں کی نسبت مشہور ہے،

غرض کہ قواے انسانی اور فضائل بشری کو بے حد کرنے اور جانوروں اور درندوں کی مشابہت سے دور رہنے کا یہ مقصد ہے، یہ اہل علم لوگ شمع ظلمت، ہادیان طریقت انسانون کے پیشوا اور قومون کے برگزیدہ تھے جنھون نے اپنی آفرینش کا مقصد اور اسکی غرض و غایت کو سمجھا، فصلاۃ اللہ علیہم و یا وحشۃ الدنیا لفقدہم[4]،

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، تحصیل علوم کی طرف توجہ کرنے والے طبقہ میں آٹھ قومیں شامل ہیں، اب ہم ان کے علوم اور ان کے علماء کے حالات حتی الامکان ایجاز و اختصار کے ساتھ بیان کریں گے، انشاء اللہ،

---

[1] سمع اس جانور کو کہتے ہیں جو بھیڑیئے اور بجو کے اجتماع سے پیدا ہوا ہو (جمہرہ ص ۱۲۱)

[2] المیدانی ج ا ص ۲۳۵، اہل عرب کا خیال ہے کہ گھوڑا اپنے ایک بال کے ٹوٹ کر گرنے کی آواز تک سن لیتا ہے، یہ محض مبالغہ ہے، ورنہ بال کی آواز ہی نہیں ہوتی (جمہرہ ص ۱۲۱)

[3] المیدانی ج ا ص ۲۴۱،

[4] ان پر خدا کی رحمت ہو، اور دنیا کو ان کے فقدان پر جس قدر بھی افسوس ہو کم ہے،

علومِ ہند

سب سے پہلی قوم اہلِ ہند ہین جو بڑی تعداد، اور وسیع مملکت والے ہین، تمام شاہانِ سلف نے علم و دانش مین اُنکی مہارت اور فضیلت کا اعتراف کیا ہے،

چین کے بادشاہ کہا کرتے تھے کہ دنیا کے بڑے سلاطین پانچ ہین، یعنی فغفورِ چین[1]، راجۂ ہند، خاقانِ ترک، شاہِ ایران، اور قیصرِ روم، باقی سب ان کے اتباع ہین، وہ ان کو حسب ذیل القاب سے یاد کرتے تھے:۔

(۱) ملک الناس (انسانون کا بادشاہ) چین کے بادشاہ کو کہتے تھے، کہ اہلِ چین حکومت کے نہایت فرمانبردار اور قوانینِ سیاست کی پابندی کرنے مین تمام انسانون سے بڑھکر تھے،

(۲) ملک الحکمۃ (حکمت کا بادشاہ) علوم کی طرف توجہ اور ان مین ترقی کرنے کی وجہ سے ہندوستان کے بادشاہ کو کہتے تھے،

(۳) ملک السباع (درندون کا بادشاہ) بادشاہ ترک کو، ترکون کی شجاعت اور کثرتِ جنگجوئی کی وجہ سے کہتے تھے،

(۴) ملک الملوک، (شاہنشاہ) شاہِ ایران کو وسعتِ مملکت، شوکتِ سلطنت اور قدر و منزلت کے لحاظ سے کہتے تھے، کہ اس کا دائرۂ حکومت وسطِ معمورۂ ارض کے تمام بادشاہون پر محیط تھا، اور بخلاف تمام بادشاہون کے وہ دنیا کے بہترین اقلیم پر حکمران تھا،

(۵) ملک الرجال (مردون کا بادشاہ) قیصرِ روم کو کہتے تھے، کیونکہ اہلِ روم زمانۂ قدیم

[1] یہ القاب ہم نے اضافہ کئے ہین، اصل متن مین نہین ہین، اس خیال سے کہ بار بار لفظ ملک یا بادشاہ کی تکرار نہ ہو،

کی تمام اقوام مین سب سے زیادہ خوبصورت خوش اندام، اور خوش باش تھے،

اہل ہند: تمام قدیم قومون کے نزدیک ملک ہند حکمت کی کان اور عدل و سیاست کا سرچشمہ تھا، اہل ہند دانشمند، اولوالعزم اور بلند رائے رکھنے والے ہین، ان کی امثال اور لطائف عجیب و غریب، اور ضرب الامثال مشہور ہین،

ان کے جسم کی رنگت اگرچہ سیاہی مائل ہے، اس لیے وہ تمام اقوام سیہ فام مین شمار کیے گئے ہین، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان قومون کی بداخلاقی، کمینہ خوئی اور ضعف عقلی سے محفوظ رکھا ہے، بلکہ سفید رنگ، اور گندم گون اقوام مین سے اکثر پر ان کو فضیلت عطا کی ہو، بعض منجمین کی رائے مین زحل اور عطارد ملک ہند کی حالت طبیعی پر حکمران ہین، لہذا حکومت زحل کے سبب ان کا رنگ سانولا ہوگیا، عطارد کی وجہ سے ان کی عقلون مین صفائی، اور مشارکت زحل سے دقت نظر اور تعمق علم مین ان کے ذہنون مین لطافت پیدا ہوگئی،

علوم: اہل ہند چونکہ تمام اقوام سیہ فام مثل حبشیون، زنگیون اور نوبیون کے برعکس لطیف الطبع اور اہل تمیز تھے[1] لہذا وہ علم ہندسہ اور حساب کی طرف متوجہ ہوئے اور علم ہیئت و نجوم اور تمام علوم ریاضیہ مین ان کو بہرۂ وافی اور ید طولیٰ نصیب ہوا،

طب: علاوہ برین فن طب مین بھی وہ سب سے زیادہ ماہر اور ادویہ کی قوتون سے بخوبی واقف تھے، موالید ثلاثہ کی طبیعتون، اور خواص موجودات کا ان کو بخوبی علم تھا، ان کے فرمانروا بلند سیرت اور کامل سیاست دان تھے،

مذاہب: علم الٰہی مین وہ سب کے سب خدا کی توحید کے قائل اور شرک سے بری ہین، باقی اس کے اور اقسام مین وہ مختلف ہین[2]، چنانچہ ان مین سے یہ دو فرقے ہین:-

---

[1] مروج الذہب للمسعودی برحاشیۂ مقری ج ا صفحہ ۹۵، [2] اہل ہند کے مذاہب و اعتقادات کے لیے ملاحظہ ہو شہرستانی ج ۲ صفحہ ۲۳۶ و صفحہ ۲۵۶ برحاشیۂ ابن حزم:

۱۔ براہمہ (برہمن) (۲) صابیۃ

۱۔ براہمہ[1]۔ یہ فرقہ قلیل التعداد لوگون کا ہے، جو اہل ہند کے نزدیک شرفا خیال کیے جاتے ہین، ان مین بعض "حدوث عالم" کے قائل ہین اور بعض "قدم عالم" کے، مگر نبوتون کے انکار، ذبائح اور ایذا رسانیٔ حیوانات کی حرمت پر سب متفق ہین،

۲۔ صابیۂ، یہ عوام اہل ہند کا ایک کثیر التعداد فرقہ ہے جو "ازلیت عالم" کا قائل اور اس کو "علۃ العلل" یعنی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ معلول سمجھتا ہے، وہ ستارون کی تعظیم کرتا ہے، ان کے مجسمے بناتا ہے، اور ہر سیارے کی خاصیت کے مطابق جو اس کو معلوم ہوتی ہے ان پر قربانیان چڑھاتا ہے، تاکہ ان قربانیون کے ذریعہ سے ستارون کی قوتون کو اپنے اندر جذب کر لین، اور عالم سفلی مین ان کو تمام تدابیر پر قادر و مختار بنا دین، وہ ان مجسمون کے مختلف نام رکھتے ہین، اور ان بتون کے زمانون سیارون کے ادوار و اکوار[2]، اور ان کے رأس حمل مین جمع ہو جانے سے عناصر اربعہ کی تمام مخلوقات کے تباہ ہو جانے نیز ہر دورِ کواکب مین مولدات کی نشاۃ الثانیہ سے متعلق اہل ہند کی مختلف رائین ہین جنکو ہم نے اپنی کتاب مقالات اہل الملل و النحل مین بیان کیا ہے،

ہمارے ملک سے ہندوستان کی بعد مسافت، نیز ہمارے ان کے درمیان کئی ممالک کے حائل ہونے کی وجہ سے ان کی تصنیفات ان کے علوم، اور مذاہب سے ہم کو ایک حصۂ قلیل کے سوا کچھ نہین پہنچا،

---

[1] براہمہ کے لیے دیکھو ملل و النحل لابن حزم ج ۱ صفحہ ۶۹، [2] اہل نجوم کی اصطلاح مین ۳۶۰ شمسی برس کا ایک دور اور ۳۶۰۰ قمری برس کا ایک کور ہوتا ہے، (مفتاح السعادۃ طاش کبری زادہ ج ۱ ص ۳۲۲ طبع حیدرآباد)

نجوم | علم نجوم میں اہل ھند کے تین مشہور مذاہب یہ ہیں :-

۱- السند ھند - (سدھانت)

۲- الارجبھر (آریہ بھٹ)

۳- الارکند (کھنڈ کھاڈیکا)

۱- مذہب سدھانت[1] ، انکے علم نجوم میں سدھانت کے سوا کوئی طریقہ حساب نجوم کا نہیں پہنچا ، محمد بن ابراہیم

الفزاری ، حبش بن عبداللہ بغدادی ، محمد بن موسیٰ الخوارزمی اور حسین بن محمد معروف بہ ابن الآدمی وغیرہ نے بھی اسی اصول پر زیج

[1] یہ مذہب ہندوستان کے زبردست ہندو منجم برہم گپتا مصنف برہم سدھانت کی طرف منسوب ہے بطلیموس اور فیثاغورث کی کتابوں کی اشاعت سے پہلے عربوں نے اسی کی کتاب سے علم ہیئت کے مسائل سیکھے تھے ، اس کتاب کا اصل نام برہم اسپھٹ سدھانت" (علم ہیئت کی صحیح کتاب منسوب بہ برہم) ہے جسکا آخری جز لیکر قدیم عرب مصنفین نے "سندھند" اور بعد والوں نے "السند والھند" بنا دیا ہے ! اس کتاب کا عربی میں ترجمہ ہوا تھا جو آج مفقود ہے ، ڈاکٹر سخاؤ لکھتے ہیں کہ اصل سنسکرت کا قلمی نسخہ موجود ہے جس کے ترجمہ یا اشاعت کی ابتک نوبت نہیں آئی ، ۱۸۱۷ء میں اس کتاب کے بعض ریاضی حصے کا ترجمہ کول بروک نے شائع کیا تھا اسکے بعد ۱۹۰۲ء میں سدھاکر دویویدی نے اسکا اصل سنسکرت میں شائع کر دیا ، (میموئرس آف دی آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا نمبر ۱۸ (ہندوؤں کا علم نجوم ص۱۴) برہم گپتا نے یہ کتاب تیس سال کی عمر میں تصنیف کی تھی ، اور ۵۵۰ شکہ (مطابق ۶۲۸ء) میں خاندان سری جاپا کے راجہ دیا گھر مکھا کو پیش کی تھی جو عربی میں اگر فیغر ہو گیا ہے ! مشہور اسلامی مورخ البیرونی نے اپنی کتاب تحقیق ما للہند میں اس کو بکثرت استعمال کیا ہے ، اس نے کتاب مذکور (ص۷۳) میں سدھانت کے مضامین کی فہرست بھی دے دی ہے ، اور کتاب الہند لکھتے وقت اس نے ترجمۃ ما فی براھم سدھانذ من طرق الحساب کے نام سے عربی میں اس کا ترجمہ شروع کیا تھا ، (دیکھو ص۳) محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے بھی سدھانت کا ایک خلاصہ عربی میں تیار کیا تھا ، (الفہرست لابن الندیم ص۲۷۴) - سدھانت کے لیے ملاحظہ ہو تاریخ ، ادب الہند از وبر جرمنی ص۲۵۶ علم الفلک تاریخہ عند العرب از کرنلینو طبع روما ص۱۵۰ تا ص۱۵۵ ،

نجوم کے تتبع مین زیچین تصنیف کی ہین، بقول ابن آلادمی سدھانت کے معنی[1] زمانۂ قدیم ہین،

سدھانت والون کا بیان ہو کہ ساتون سیارے اپنے اوجات[2] اور جوزہرات[3] کے ساتھ ہر سال راس حمل مین خاصکر ہر چار ارب بتیس کروڑ برس شمسی مین جمع ہوتے ہین، جو ان کے نزدیک تکوین عالم کی مدت ہے، کیونکہ ان کا خیال ہے کہ تمام سیارے اور ان کے اوجات وجوزہرات جب برج حمل کے حصۂ اوّل مین یکجا جمع ہوجاتے ہین، تو روے زمین کی تمام موجودات تباہ و برباد ہوجاتی ہین، اور عالم سفلی زمانۂ دراز تک ویران اور خراب رہتا ہے، یہان تک کہ وہ سیارے اور ان کے اوجات وجوزہرات بروج فلک مین منتشر ہوجاتے ہین جب یہ ہوچکتا ہے تو پھر از سر نو تکوین عالم شروع ہوتی ہے اور عالم سفلی اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا ہے، ان کے نزدیک ابدالآباد تک بلا نہایت اسی طرح ہوتا رہے گا،

ان کے ہان "مدت عالم" سے متعلق کواکب اور ان کے اوجات وجوزہرات کے لیے ادوار مقرر ہین جنکو ہم نے اپنی کتاب اصلاح حرکات النجوم مین بیان کیا ہے :

---

[1] یہ معنی بالکل غلط ہین، سنسکرت مین اس کے معنی "اصول" کے ہین، ملاحظہ ہو کلاسیکل ڈکشنری آف ہندو متھالوجی صفحہ ۲۹۲، [2] اوج کی جمع، اصل مین یہ لفظ سنسکرت اُچ (उच्च) کا معرب ہے، اور عربی کے لاطینی تراجم مین (AUX) ہوگیا ہے، خوارزمی اس کو فارسی لفظ اوک یا اورہ کا معرب بتاتے ہین، (مفاتیح العلوم صفحہ ۱۲۸) اہل نجوم کی اصطلاح مین کواکب کے نقطۂ رفعت کو اوج کہتے ہین،

[3] اصل فارسی لفظ گوزہر (گوزچہرہ) یا جوزہر (جوزچہرہ) کا معرب ہے، یعنی شکل جوز (مفاتیح صفحہ ۱۲۸) منجمین کی اصطلاح مین اس کو "عقدتین" یا راس والذنب" کہتے ہین، مراد ان سے کواکب کے وہ نقطے ہین جو دو برجون مین بیک وقت گذرتے ہین، سنسکرت مین ان کو راہو اور کیتو اور انگریزی مین DRAGONS HEAD اور DRAGONS TAIL کہتے ہین،

۲- آریہ بھٹ کا مذہب[1]، اس کے متبعین پیروان سدھانت سے مدتِ عالم کے سوا باقی تمام امور مین متفق ہین، کیونکہ ان کی بیان کردہ مدتِ عالم - یعنی کواکب کا جامع ادجات جو زہرات رأس حمل مین جمع ہو جاتا، سدھانت والون کی مقرر کردہ مدت (چار ارب بتیس کرور) کا ایک ہزار وان (۱/۱۰۰۰) حصہ ہے[2]، ان کے ہان ارجبھر (آریہ بھٹ) کے یہی معنی ہین[3]۔

۳- مذہب الارکند (کھنڈ کھاڈیکا[4]) اس مذہب نجوم کے عاملین حرکاتِ کواکب اور مدتِ عالم مین ان دونون فریقون سے مختلف ہین، لیکن مجھے اس اختلاف کی حقیقت نہین معلوم ہوئی

---

[1] آریہ بھٹ ہندوستان کا ایک مشہور منجم تھا، ڈاکٹر کرن جرمنی نے اسکی اصلی کتاب مع شرح ۱۸۷۴ء مین شایع کی ہے جسکا نام آریہ بھٹام ہے، اسمین خود آریہ بھٹ لکھتا ہے کہ وہ ۴۷۶ء مین پیدا ہوا تھا، پٹنہ کا باشندہ تھا، ۲۳ برس کی عمر مین کتابین لکھنی شروع کین، آریہ سدھانت، جو غالبًا اسکی آخر عمر کی تصنیف ہے، اٹھارہ ابواب مین حساب و نجوم کی ایک معرکۃ الآرا کتاب ہے، عرب مصنفین کا اسکی کتاب کو سدھانت سے ماخوذ سمجھنا محض غلط ہے کہ آریہ بھٹ برہم گپتا سے کوئی دو صدی پیشتر گذرا ہے، غالبًا اسکی کتاب کا عربی مین ترجمہ نہین ہوا تھا، (آریہ بھٹ کے لیے ملاحظہ ہو علم الفلک ص۱۵۳ و ۱۵۴؛ کلاسیکل ڈکشنری ص۲۹۲؛ ادب الہند از ویبر ص۲۵۵)

[2] یعنی تینتالیس لاکھ بیس ہزار، [3] عرب مصنفین کا آریہ بھٹ یا ارجبھر کے معنی ایکہزار وان حصہ سمجھنا کس قدر مضحکہ انگیز ہے! الفزاری اور یعقوب ابن طارق نے یہی معنی سمجھے ہین، دیکھو کتاب الہند ص۲۱۱۔

[4] یہ ایک چھوٹی سی زیچ ہے جسکو برہم گپتا نے سدھانت تصنیف کرنے کے بعد تیار کی تھی، اسمین اس نے سدھانت سے جداگانہ اصول قائم کیے ہین (کتاب الہند ص۲۰۶) اس زیچ کا عربی مین ترجمہ ہو چکا تھا، مگر وہ بہت مبہم اور مغلق تھا، اسلیے البیرونی نے اس کی تہذیب و اصلاح کر کے ایک صحیح اڈیشن تیار کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچوین صدی ہجری سے پہلے الارکند کا عربی ترجمہ موجود تھا (دیکھو فہرست کتب البیرونی مندرجہ آثار الباقیہ) ڈاکٹر سخاؤ لکھتے ہین کہ اس کے عربی ترجمہ کا کوئی قلمی نسخہ اس وقت یورپ کے کتب خانون مین موجود نہین ہے، الارکند کی تفصیل کے لیے دیکھو علم الفلک ص۱۷۲، ص۱۷۳!

موسیقی | فن موسیقی مین انکی ایک کتاب مسمّٰی بیافر[1] اور اسکی شرح ثمار الحکمہ ہم کو پہنچی ہے جنمین راگون کے اصول اور ترکیب نغمات کے قواعد کا بیان ہے،

علم اخلاق | اصلاح اخلاق اور تہذیب نفس مین ان کی ایک کتاب کلیلہ و دمنہ[2] ہم تک پہنچی ہے، جس کو حکیم برزویہ[3]، نوشیروان بن قباد بن فیروز شاہ ایران کے لیے ہندوستان سے ایران

---

[1] یہ نام قفطی، ابن ابی اصیبعہ، اور طبقات کے مختلف نسخون مین تین چار طرح سے آیا ہی یعنی ناقر، تناقر، بیافر، یا بیاقر، اسکی اور صورتین بھی ہوسکتی ہین مثلاً تناقر، ناقر، بیاقر وغیرہ، اصل کتاب کے نام اور اسکے عربی ترجمہ کے متعلق افسوس ہی کہ کچھ پتہ نہین چلتا اس مطلب کیلئے مین نے بیسیون کتابین دیکھ ڈالین، سنسکرت کی قلمی کتابون کی فہرستین بھی ٹٹولین مگر ناکامی ہوئی، صرف اسقدر پتہ چلتا ہی کہ ہندؤون کی فن موسیقی کی بعض کتابین بہت پہلے عربی مین ترجمہ کیگئی تھین، (ملاحظہ ہو تاریخ ادب الہند از ڈاکٹر و یبر صـ۲۷۳ اور اسکا نوٹ نمبر ۳۱۹) ایک کتاب موسیقی مین "سنگیت رتناکر" ہے جو غالباً نوین صدی عیسوی کی تصنیف ہی ممکن ہی کہ یہ رتناقر اسکی بگڑی ہوئی صورت ہو اور شروع مین سے "ر" حذف ہو کر "تناقر" اور پھر رفتہ رفتہ مسخ ہو گیا ہو، واللہ اعلم، [2] اصل سنسکرت کتاب کا نام پنچ تنتر ہے اور ہتوپدیش اسکا خلاصہ ہی، اصل سنسکرت، اور پہلوی ترجمہ دونون مفقود ہین، اور آج جس قدر بھی تراجم اس کتاب کے موجود ہین، وہ صرف اسی عربی ترجمہ کے طفیل مین ہین، دنیا کی مختلف زبانون مین اسکا ترجمہ ہوچکا ہی، (ملاحظہ ہو شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی کی تاریخ کلیلہ و دمنہ اور ویبر کی ادب الہند صـ۲۱۲) پروفیسر میکس مولر نے تمام تراجم کا ایک شجرہ تیار کیا ہی، البیرونی نے اصل سنسکرت سے پنچ تنتر کو عربی مین ترجمہ کرنے کا خیال کیا تھا، چنانچہ لکھتا ہی: "میرا خیال تھا کہ مین پنچ تنتر کا ترجمہ کرون جو ہمارے ہان کلیلہ و دمنہ کے نام سے مشہور ہے اگرچہ فارسی، ہندی اور عربی تراجم کی وجہ سے یہ کتاب دور دور تک پھیل گئی ہو لیکن مترجمین نے اصل متن مین تحریف سے کام لیا ہی مثلاً عبداللہ ابن المقفع کہ اس نے ضعیف العقائد لوگون کے دلون مین وسوسہ ڈالنے اور مذہب مانی کے عقائد ان کے دلون مین بٹھانے کی غرض سے حکیم برزویہ کے متعلق ایک باب اصل متن مین بڑھایا ہے" (تحقیق ماللہند صـ۷۶)

[3] برزویہ ایک فاضل طبیب تھا فارس و ہند کے علوم فنیہ مین کامل دستگاہ رکھتا تھا اس نے ہندوستان کا سفر کیا تھا اور فلاسفہ ہند کی کتابون کا مطالعہ کیا تھا (طبقات الاطبا ج ۱ صـ۳۰۲)

لے گیا تھا، اور ہندی (سنسکرت) سے فارسی (پہلوی) مین اس کا ترجمہ کیا تھا، پھر عبداللہ بن مقفع نے فارسی سے عربی مین اس کا ترجمہ کیا[1]، یہ کتاب نہایت مفید اور عمدہ مطالب پر مشتمل ہے،

علم حساب | حساب غُبار (۱ سے ۹ تک کی گنتی) انھی سے ہم کو پہنچا ہے جسکو ابو جعفر محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے پھیلا کر لکھا ہے، یہ بہت مختصر اور سہل حساب ہے، اور اسکی ترکیب عجیب ہے، جو اہل ہند کی ذکاوت طبع، قوت اختراع، اور حسن ایجاد کی شاہد ہے،

شطرنج[2] | ان کے صحیح نتائج فکر، ایجادات عقل سلیم، اور عجیب و غریب صنائع سے ہم کو جو چیز ملی ہے

[1] اس عربی ترجمہ کو مشہور فرانسیسی مستشرق دُساسی نے ۱۸۱۶ء مین شائع کیا، اور اس کے بعد ایک قدیم ترین قلمی نسخہ سے بیروت کے آباء الیسوعیین نے اپنے مطبع کاتولیکیہ سے اس کا ایک نفیس اڈیشن چھاپا ہے،،

[2] لفظ شطرنج کے متعلق بہت کچھ اختلاف ہے، بعض اہل علم اس کو سنسکرت "چترانگ" (چار اعضا) کا معرب بتاتے ہین، اور بعض عجمی "شش رنگ" کا معرب بتاتے ہین، پھر اس کے متعلق بھی بکثرت اختلاف ہے کہ شطرنج کا واضع کون تھا، مگر عام خیال یہ ہے کہ شطرنج اہل ہند کی ایجاد ہے، علمائے یورپ نے اسپر محققانہ بحثین کی ہین، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اصل سنسکرت تصانیف مین شطرنج کا کہین ذکر تک نہین، البتہ بیرونی شہادتین اس کی تائید کرتی ہین جیسا کہ سرولیم جونس نے ثابت کیا ہے، (ملاحظہ ہو تحقیقات ایشیاج ۲ صفحہ ۱۵۹ - صفحہ ۱۶۱) کہتے ہین کہ ہندوستان کے راجہ داشلیم (دیواشلیم، دیوسرام، یا دیوشرمن) کے درباری طبیب بیدپا (ودیاپتی) نے اس کو وضع کیا تھا، راجہ نے نوشیروان کسریٰ کو یہ کھیل تحفۃً بھیجا تھا، فارس سے یہ مسلمانون کے ہاتھ آیا، اور مسلمانون نے اس کو بہت کچھ ترقی دی، غالباً گیارھوین صدی یا اس سے کچھ پہلے اہل یورپ کو یہ کھیل مسلمانون سے پہنچا غرض کہ آجکل کی شطرنج کا ماخذ عربی کھیل ہے جیسا کہ ڈاکٹر فوربس وغیرہ محققین کا خیال ہے (شطرنج کے لئے ملاحظہ ہو، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۵ صفحہ ۵۹۶ طبع نہم، جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی ۱۸۹۸ء ایشیاٹک ریسرچز ج ۲ مین سرولیم جونس کا مضمون شطرنج کی ہندی اصلیت پر صفحہ ۱۵۹)

وہ شطرنج کا کھیل ہے، خانہائے شطرنج کے دوچند اعداد کے متعلق اہل ہند ایسے رموز واسرار (فلکی) کے معتقد ہین[1] جنکا ادراک انسان کی خارجی قوتون سے باہر ہے، بجز ازین شطرنج کے مہرون اوران کی مخصوص چالون پر غور کرنے سے ایک عظیم الشان مقصد حاصل ہوتا ہے، یعنی اس کی بدولت، دشمن سے محفوظ رہنے کے طریقے، اور آفتون سے جان بچا کر نکل جانے کی تدابیر معلوم ہوتی ہین،

کنکہ ہندی[2] | ان کے عالمان ہیئت وتجوم مین کنکہ ہندی کے حالات ہم تک پہنچے ہین کیونکہ ابومعشر جعفر بن عمر بلخی نے کتاب الالوف مین بیان کیا ہے کہ کنکہ ہندوستان کے قدیم علمائے نجوم مین سب سے مقدم ہے، وہ کون سے زمانہ مین گذرا ہے ہم اسکی تحدید نہین کرسکتے کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے زائد اس کے حالات ہم کو نہین ملے،

علوم فارس

اہل فارس | بلند مرتبہ اور دارائے شرف وفضیلت تھے، اقلیم و وطن کے لحاظ سے وہ تمام قومون سے شریف ہین، سیاست وآئین جہانبانی مین ان کے بادشاہ دیگر اقوام کی بہ نسبت سر برآوردہ تھے، اور ہمین نہین معلوم کہ کسی قوم کے پاس اسقدر عرصۂ دراز تک سلطنت قائم رہی ہو،

شاہان ایران | ان کے فرمانروا ان کو منتشر نہین ہونے دیتے تھے، ان کے رؤسا دشمنون سے ان کی حفاظت کرتے تھے، اور جو ان سے نبرد آزما ہوتا، اون کے ذریعہ سے ان پر غالب آتے تھے

---

[1] مروج الذہب للمسعودی (برحاشیہ مقری) ج ا ص ۹۳ [2] تمام سنسکرت لٹریچر کی تاریخ مین نجوم کے عالمون کے اس نام کا کہین ذکر تک نہین آتا، البتہ گنگیانہ نام کا ایک قدیم طبیب ہے جس کو عرب مصنفین کنکہ یا کنکہ کہتے ہین (ادب الہند ص ۲۶۵ کا نوٹ) ابن ابی اصیبعہ نے بحیثیت طبیب ومنجم کنکہ کا تذکرہ لکھا ہے اور اسکی طبی ونجومی تصانیف کا ذکر کیا ہے (طبقات الاطباء ج ۲ ص ۳۲)

اور مظلومون کو ظالمون کے پنجۂ ستم سے نجات دلاتے تھے، اور ان سے ہمیشہ وہ کام لیتے تھے جسسے ان کو بقار و قیام حاصل ہو اور وہ ایک سلسلے مین وابستہ رہین، ان کے بادشاہ یکے بعد دیگرے یہی طریقہ اختیار کرتے چلے آئے تھے۔

مدتِ سلطنت | مملکتِ فارس کی مدتِ سلطنت علماے تاریخ کے نزدیک مبحوث فیہ ہے[1]، اور یہ اس کے ذکر کا موقع نہین ہے، مورخین کے اس اختلافِ آرار کو ہمنے اپنی کتاب جوامع اخبار الامم عن العرب والعجم مین بیان کیا ہے، اس بارہ مین صحیح ترین قول یہ ہے[2]:-

۱۰۰ سال، ابتداے حکومت کیومرث (بن امیم بن لود بن سام بن نوح) ابوالآباء اہل فارس سے لیکر شاہانِ ایران کے طبقۂ دوم کے پہلے بادشاہ منوچہر کی ابتداے سلطنت تک،

۲۰۰ سال، شاہ منوچہر سے لیکر شاہان فارس کے طبقۂ ثالث کے پہلے بادشاہ کیقباد بن زوع تک،

۱۰۰۰ سال، شاہ کیقباد سے لیکر شاہانِ فارس کے چوتھے طبقۂ ملوک الطوائف یعنی طبقۂ ثالث کے آخری بادشاہ دارا ابن دارا کے سکندر کے ہاتھ سے قتل ہونے تک،

۵۳۱ سال، ملوک الطوائف کے پہلے بادشاہ کی ابتداے حکومت سے لیکر طبقۂ پنجم کے پہلے ساسانی بادشاہ اردشیر بن بابک تک،

۴۳۲ سال، اردشیر بن بابک کی ابتداے سلطنت سے لیکر مملکتِ ایران کے انقراض تک، یعنی حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے عہدِ خلافت مین ۳۲ھ

---

[1] اس اختلاف کے لیے دیکھو حمزہ اصفہانی کی سنیٔ ملوک الارض صفحہ ۱۲، ۱۵، ۱۷، ۲۲ طبع برلن؛ اور آثار الباقیہ للبیرونی صفحہ ۱۰۳، ۱۱۱، ۱۲۱، ۱۳۱ طبع یورپ، [2] صاعد کی بیان کردہ مدت البیرونی اور حمزہ دونون کی بتائی ہوئی مدتون سے مختلف ہے؛ یہ نہین معلوم ہو سکا کہ صاعد کا ماخذ کونسا ہے؟

مین یزدجرد بن شہریار کے قتل ہونے تک،

کل مدتِ سلطنت ۴۲۶۳۱ سال،

اگرچہ ان کی مدتِ سلطنت کا ذکر ہماری کتاب کے موضوع سے خارج تھا، تاہم ہمنے اس کو اس لیے بیان کیا کہ اس سے ان کی عظمتِ مملکت و شوکت کی ایک جھلک دکھلائین، اسی عظمت وجلالتِ شان کی وجہ سے وہ تمام شاہانِ روے زمین کے نزدیک ملک الملوک (شاہنشاہ) کہلانے کے مستحق تھے، جیساکہ ہم اوپر لکھ آئے ہین،

فضائل ملوک | شاہانِ ایران کے بزرگترین فضائل جنھین وہ بہت مشہور ہین، ان کی سیاست دانی، انتظامِ مملکت داری، اور آئینِ جہانبانی ہے، خصوصًا خاندانِ ساسانی کے فرمانروا تو ایسے گذرے ہین کہ کسی زمانہ مین ان کے سے کریم الطبع مستقل مزاج، عادل اور نامور بادشاہ نہین ہوئے

علوم | اہلِ فارس نے علمِ طب کی طرف خاص طور پر توجہ کی تھی، احکامِ نجوم اور عالمِ سفلی مین تاثیراتِ کواکب کا علم ان کو تھا، ان کے ہان سیارون کی قدیم زیچین تھین اور حرکاتِ نجوم مین ان کے مختلف مذاہب (طریقے) تھے، انھی مین سے ایک طریقہ پر ابومعشر جعفر بن محمد بلخی نے اپنی زیچ الکبیر تصنیف کی ہے، اور بیان کیا ہے کہ ایران اور اسکی نواحی کے علماء متقدمین کا یہی طریقہ ہے،

مدتِ عالم بحساب نجوم | بیان کیا جاتا ہے کہ "مدتِ عالم" ان کے ہان سدھانت کی مدت (چار ارب بتیس کروڑ) کا بارہ ہزاروان (۱/۱۲۰۰۰) حصہ (یعنی تین لاکھ ساٹھ ہزار) ہے، اس مدت مین ان کے نزدیک اوساطِ کواکب، بلا اوجات وجوزہرات، رأس حمل مین جمع ہوتے ہین،

ابومعشر نے اس طریقہ حساب نجوم کی بہت تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ: فارس، بابل، ہندوستان اور چین کے تمام حساب دان اور اکثر اقوام جو فنِ نجوم سے واقف ہین، اس بات پر متفق ہین کہ تمام ادوار مین اس فرقہ کا دور صحیح ترین ہے، جس کو "مدتِ عالم" (سنینِ عالم) کہتے تھے، زمانہ

گذشتہ کی وہ قدیم قومین جنکو نجوم مین دستگاہ حاصل تھی، اسی نام سے نامزد کرتی تھین، لیکن ہمارے زمانہ کے لوگ اس کو "سنین اہل فارس" کہتے ہین،

تصانیفِ نجوم احکام نجوم مین اہل فارس کی عظیم الشان تصانیف ہین، جنمین سے ایک کتاب درجاتِ فلک کی تشکلون پر ہے، جو زردشت سے منسوب کیجاتی ہے[1] ایک کتاب التفسیر ہے[2] اور کتاب جاماسپ[3] ایک معرکۃ الآرا تصنیف ہے،

مذہب بعض علماے تاریخ کا بیان ہے کہ اہل فارس ابتدا از نوح علیہ السلام کے دین کے موافق موحد تھے، پھر جب بوذاسف مشرقی، حنفا یعنی صابیہ[4] کا مذہب لیکر ایران کے تیسرے بادشاہ طہموث کے پاس آیا تو اس نے یہ مذہب قبول کر لیا، اور اہل فارس کو اس کے قبول

---

[1] پروفیسر نلینو اطالوی مستشرق کی رائے مین اہل فارس کے پاس دراصل احکام نجوم مین سوائے زیج شہریار کے اور کوئی کتاب ہی ایسی نہ تھی جو زردشت سے منسوب ہو، احکام نجوم مین جتنے اقوال زردشت سے منسوب ہین وہ اہل عرب کو یونانی اور سریانی سے پہنچے ہین (دیکھو علم الفلک ص۱۸۹، ۱۹۰) [2] کتاب التفسیر عموماً اہل عرب ژند کی شرح یا ژند کو کہتے ہین یہان نہین معلوم مصنف کی کیا مراد ہے؟ [3] احکام نجوم مین کسی کتاب کی نسبت جاماسپ سے صحیح نہین ہوسکتی کہ جاماسپ خود ایک فرضی شخصیت ہے، آج کل بھی جو عربی و فارسی کتابین مثل جاماسپ نامہ وغیرہ جاماسپ سے منسوب پائی جاتی ہین، بالکل موضوع اور جعلی ہین، اور عہد اسلام کے بہت بعد کو تیار کیگئی ہین، (دیکھو علم الفلک ص۲۱۳) [4] بوذاسف کے متعلق یورپین مستشرقین کا خیال ہے کہ وہ کیتھولک چرچ کا ایک عیسائی راہب جوزافت ہے، مگر البیرونی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دراصل کوئی مشرقی "صابی" یا "حنیفی" تھا، جیسا کہ خود صاعد کی تحریر سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے (ملاحظہ ہو آثار الباقیہ ص۲۰۶ طبع یورپ) [5] مسعودی (التنبیہ ص۹۱، ۹۰) کے تتبع مین صاعد حنفا اور صابیہ کو ایک ہی سمجھتے ہین حالانکہ مذہباً یہ دونون جداگانہ اور مستقل حیثیت رکھتے ہین، شہرستانی نے ان دونون مذاہب کے اختلافات پر مفصل بحث کی ہے، اور ان کے مناظرات نقل کئے ہین (ملاحظہ ہو ملل و النحل ج ۱ ص ۱۲۳-۱۴۶ طبع بمبئی)

کرنے پر مجبور کیا جس کو انھون نے اختیار کر لیا، اور اٹھارہ سو برس تک اس پر قائم رہے، اس کے بعد سب کے سب مجوسی ہو گئے،

زردشت[1] ان کے مجوسی ہونے کا سبب یہ تھا کہ زردشت نے یستاسپ (گشتاسپ) شاہ ایران کے عہد حکومت کے تیسوین سال مین ظہور کیا، اور دین مجوسی کی دعوت دی، جس کے اعتقادات مین آگ اور تمام روشنیون کی پرستش، نور و ظلمت سے ترکیب عالم، اور پانچ قدیم چیزون، (قدماء خمسہ) یعنی باری تعالیٰ، ابلیس، ہیولیٰ، زمان، مکان، وغیرہ شریعت مجوس کے اعتقادات شامل ہین، یستاسپ نے اس کو قبول کر لیا، اور دین مجوس پر قائم رہا، پھر اہل فارس کو بجبر مجوسی بنانے کے لیے ان سے جنگ آزمائی کی اور سب کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا لیا، انھون نے صابیہ کا مذہب ترک کر دیا، اور زردشت کو نبی مرسل تسلیم کیا[2]، اس کے بعد وہ تیرہ سو برس تک زردشت کے

---

[1] ولیم جیکسن امریکی جس نے زرتشت اور مذہب زرتشتی کا کامل غور و تفحص کیساتھ عرصۂ دراز تک مطالعہ کیا ہے، اپنی کتاب "زرتشت پیغمبر ایران قدیم" (مطبوعہ ۱۸۹۹ء) مین ان نتائج پر پہنچا ہے کہ:-

"زرتشت واقعی ایک تاریخی شخصیت ہے۔ دراصل وہ میڈیا کا باشندہ اور وہان کے قبیلۂ مجوس سے تھا، مگر اپنے مذاہب کی اشاعت مین اُسے پہلے پہل بلخ مین کامیابی حاصل ہوئی، جہان وہ گشتاسپ (یستاسپ) کو اپنے مذہب مین لانے مین کامیاب ہو گیا، اور وہین سے یہ مذہب تمام ایران مین پھیل گیا، اس نے ۵۸۳ء قبل مسیح مین بعمر ۷۷ سال وفات پائی"

اگرچہ جیکسن کے یہ نتائج جو اس نے متعدد تاریخی شہادتون سے استنباط کئے ہین، عام طور پر تسلیم نہین کئے گئے، تاہم تاریخی شہادتین بڑے زور سے اس کی مؤید ہین اور مشہور محققین ڈارمسٹیٹر، ویسٹ وغیرہ جیکسن کے ہم خیال ہین، اسی کے قریب ہمارے اسلامی مورخ البیرونی کی تحقیق ہے، (ملاحظہ ہو تحقیق ماللہند صلہ، صلہ طبع یورپ)

[2] التنبیہ والاشراف ۹۳ و ۹۱،

مذہب پر قائم رہے، پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کے ملک پر فوج کشی کی اور مدائن[1] پر قابض ہو گئے جو ان کا پایۂ تخت تھا، عراق اور اس کی نواحی سے لیکر بلادِ خراسان تک ان کو نکال دیا، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت مین ۳۲ھ مین ایران کے آخری بادشاہ یزدجرد (ثالث) بن شہریار کو قتل کر کے مملکتِ ایران کا بکلی استیصال کر دیا، ایرانیون کی ایک تعداد کثیر قادسیہ[2]، جلولاء[3]، اور نہاوند[4] وغیرہ کی لڑائیون مین قتل ہو گئی، ان مین سے ایک جماعت اسلام لائی اور بقیہ دینِ مجوسی پر قائم رہے جنکی نسلین عراق، اہواز[5] اور قبل اسلام کے بلادِ فارس، اصفہان، خراسان وغیرہ مین یہود و نصاریٰ کی طرح ذمیون کی حیثیت سے اب تک موجود ہین،

---

[1] عراق مین ملوکِ ساسان کا قدیم پایۂ تخت اصل فارسی مین اسکا نام توسفون تھا معرب ہو کر طیسفون اور طیسفونج ہو گیا (معجم البلدان ج ۸ ص ۲۱۳) اہل یورپ اس کو ٹیسی فون (Ctesiphon) کہتے ہین، [2] قادسیہ عراق عرب کا مشہور شہر تھا، اب ویران پڑا ہوا ہے، حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت مین ۱۶ھ مین اہل اسلام نے بسر کردگی سعد بن ابی وقاصؓ ایران پر فوجکشی کی تھی یہ جنگ چار دن تک جاری رہی تھی، روزِ اول کو "یوم ارماث" دوم کو "یوم اغواث" سوم کو "یوم عماس" اسکی رات کو "لیلۃ الہریر" اور روزِ چہارم کو "یوم القادسیہ" کہتے ہین (معجم البلدان ج ۷ ص ۶) [3] جلولاء خراسان کے راستہ مین ایک قصبہ ہے یہان ۱۶ھ مین اہل اسلام بسرکردگی ہاشم بن عتبہ ۱۲ ہزار کی فوج کیساتھ اہل فارس کیساتھ معرکہ آرا ہوئے تھے جسمین تقریباً ایک لاکھ آدمی ایرانیون کے مارے گئے (معجم البلدان ج ۳ ص ۱۲۹) [4] عراق عجم کا ایک بڑا شہر جو ہمدان سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے، یہ بھی حضرت عمرؓ کی خلافت مین ۲۰ھ مین فتح ہوا تھا اس معرکہ مین سردار فوج حذیفہ بن الیمانؓ تھے، اس لڑائی مین تقریباً تیس ہزار عجمی مارے گئے، چونکہ اس فتح سے پورے عراق عجم پر اہل اسلام کا قبضہ ہو گیا تھا اس لیے اس فتح کا نام "فتح الفتوح" رکھا گیا، (فتوح البلدان فتح نہاوند)

[5] عراق اور فارس کے درمیان ایک قصبہ خوزستان ہے جسمین ۱۴ بڑے شہر ہین ان مین سب سے بڑا شہر اہواز ہے، اس کو ہرمزان یا ہرمز شہر بھی کہتے ہین (معجم البلدان ج ۱ ص ۳۸۳)

علوم کلدان

کلدانی بلحاظ سلطنت قدیم ترین ہین، انھین مین سے نمارده اور جبابره[1] ہوئے ہین، اونکا پہلا بادشاہ نمرود بن کوش بن حام، اُس قصر کا بانی ہے، جس کا ذکر قرآن مجید مین اس طرح آیا ہے،

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ	وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے انھون نے حیلہ سازی کی
مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ	تو اللہ نے ان کی عمارت کو جڑ سے اکھیڑ دیا اور انکے
فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ	اوپر سے چھت ٹوٹ کر گری اور اس طرح عذاب اُن پر
لَا يَشْعُرُونَ[2]	نازل ہوا کہ ان کو خبر تک نہ تھی۔

قصر بابل ابو محمد حسن بن احمد بن یعقوب ہمدانی معروف بہ "ذی الدُّمینہ" (صاحب کتاب سرائر الحکمۃ و کتاب الاکلیل) کا بیان ہے کہ اس قصر نمرودی کی بلندی، جو اہلِ علم نے بیان کی ہے، پانچہزار گز، اور اس کا عرض پندرہ سو گز ہے[3]،

نمرود اہلِ بابل کا خیال ہے کہ یہی نمرود بابلی، جو بانیِ قصر ہے، طوفانِ نوح کے بعد تمام دنیا کے بادشاہون مین پہلا بادشاہ ہوا ہے،

نمرود ابراہیمؑ انھین مین سے وہ نمرود بن کنعان بن سنحاریب بن نمرود اکبر (بانیِ قصر) ہے، جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ہمعصر تھا،

---

[1] نمارده نمرود کی جمع ہے، ملوک فارس کے اور کیان کو عرب مصنفین جبار اور جبابرہ کہتے ہین، (مفاتیح العلوم صد ۶۳) [2] سورۂ النحل رکوع ۴ آیۃ ۱، [3] اس مینار کے طول و عرض کے متعلق زمانۂ حال کی کسی تصنیف مین ہم کو کوئی تحقیق نہین ملی، امام رازی نے بھی اسکی بلندی پانچہزار گز لکھی ہے، اور اسکو اس قدر بلند بنانے کا سبب یہ لکھا ہے کہ نمرود یہ چاہتا تھا کہ اس پر چڑھ کر آسمان تک پہنچ جائے اور وہان کے رہنے والون کو قتل کرے، اسی مکر کی طرف آیت مذکورہ مین اشارہ ہے، (تفسیر کبیر جـ۵ صد ۳۱۳)

بخت نصر | بخت نصر بن مرزاذان بن سنحاریب بھی انھی مین ہوا ہے، جو نمرود (اصغر) بن کنعان کی اولاد مین سے تھا؛ اور جس نے بنی اسرائیل سے جنگ کرکے ان کے بکثرت آدمیون کو قتل کر دیا، اور بقیۃ السیف کو غلام بنا لیا تھا، مصر پر چڑھائی کرکے اس کو فتح کر لیا اور متعدد شہرون پر قابض ہوگیا تھا، بخت نصر بابل اور کلدانیون کے تمام شہرون پر حکمران رہا، یہانتک کہ اہل فارس اُن پر حملہ آور ہوئے، ان کی سلطنت پر غالب آگئے، اور ان مین سے اکثر کو ہلاک کر دیا، اس لیے ان کے حالات و آثار مفقود و ناپید ہوگئے،

علوم | کلدانی علما علم و فضل کے لحاظ سے بہت بلند رتبہ، اور علوم و فنون، ریاضیات و الٰہیات مین سربرآوردہ تھے، رصدِ کواکب کی طرف بھی انھون نے توجہ کی تھی، تاثیرات و احکام نجوم موالید کی قوتون اور ان کے خواص کے علم مین ان کو درجۂ تحقیق حاصل تھا،

ستارون کی قوتون کو جلب کرنے، مناسب قربانیون اور مخصوص تدابیر کے ذریعہ سے ان کی شعاعین جذب کرنے، اور ان کی تاثیرات ظاہر ہونے کے لیے ہیکل[1] بنانے کا طریقہ دنیا کی بقیہ اقوام کو انھی نے سکھایا ہے، اسی لیے فن سحر مین، طلسمات[2] وغیرہ کی قسم سے عجیب و غریب افعال و نتائج ان سے سرزد ہوئے،

علما | کلدانیون کے جید اور مشہور عالمون مین سے ہرمس بابلی ہمارے ہان مشہور ہے جو یونانی فلسفی سقراط کا ہمعصر تھا، ابو معشر جعفر بن محمد بن عمر بلخی نے کتاب الالوف مین ہرمس کی بابت لکھا ہے کہ اسی نے علم نجوم مین قدما کی تصنیفات، اور کتب فلسفہ وغیرہ کی تصحیح کی، جو خراب ہو چکی

---

[1] ہیکل کا مندر سمجھنا چاہیے جسمین انبیا اور سلاطین کی تصاویر رکھی جاتی تھین، اور کواکب سبعہ کی شبیہین بنا کر انکی پرستش کیجاتی تھی،

[2] طلسم اس کپڑے کو کہتے تھے جسپر جادو کی عبارت لکھی ہوئی تھی، یا گلے مین پہننے کے جواہرات اور تختیان ہوتی تھین جنپر کسی معبود باطل کی تصویر یا جادو کی کچھ عبارت کھود دیتے تھے، یہ لفظ یونانی زبان کا ہے،

تھین ہرمس نے خود بھی مختلف علوم ہین کئی کتابین تصنیف کین،

ابومعشر کا بیان ہے کہ ہرمس نام کے چند اور لوگ بھی ہین، ان مین سے ایک ہرمس وہ ہے جو قبل طوفانِ نوح گذرا ہے، اسی کو اسرائیلیون نے اخنوخ یعنی ادریس علیہ السلام خیال کیا ہے، طوفانِ نوح کے بعد ان ہرامسہ مین کئی لوگ صاحب علم و فہم ہوئے ہین، ان مین دو بہت سربرآوردہ ہین، ایک وہ جس کا ذکر اوپر گذرا، اور دوسرا ہرمس حکیم فیثاغورث مصری کا شاگرد تھا

ہرمس بابلی کے طریقۂ علم نجوم سے جو کچھ کہ ہم کو پہنچا ہے، اور جو اس کے تقدم اور فضیلت علمی پر دلالت کرتا ہے، کواکب کی شعاعون کے مطارح (مواضع سقوطِ اشعہ) اور بروج فلک کی ہمواری مین اسکا ایک خاص نظریہ ہے، علاوہ ازین احکام نجوم مین اسکی تصنیف سے کتاب الطول، کتاب العرض[۲]، اور کتاب تقضیب الذہب ہین،

---

[۱] ہرمس دراصل ایک فرضی شخصیت ہے، کوئی اسکو اخنوخ (Henoch) بتاتا ہے جسکا ذکر توریت مین آیا ہے، کوئی حضرت ادریس علیہ السلام مراد لیتا ہے، بعض تین ہرامسہ کے وجود کے قائل ہین، اور تیسرے ہرمس کی طرف، نجوم، کیمیا اور سحر مین کئی کتابین منسوب کرتے ہین، چنانچہ ابن الندیم قفطی، ابن ابی اصیبعہ وغیرہ کی کتابون مین ان ہرامسہ کا ذکر آتا ہے، اصل مین ہرمس ایک یونانی لفظ، اور یونانیون کے ایک معبود (دیوتا) کا نام ہے، جسکو اسکندر اعظم کے زمانہ سے مصریون نے تحوت (Thoth) دیوتا قرار دیا ہے، چنانچہ یہ مصر مین خدا مانا جاتا تھا، اور اسی کی طرف قدمائے مصر تمام علوم کا اختراع منسوب کیا کرتے تھے، (ملاحظہ ہو علم الفلک ص۱۴۲، ص۱۴۳)، [۲] پروفیسر نلینو کی رائے مین فن کیمیا کی کتابون سے قطع نظر کرکے، یہ پہلی کتاب ہے جو یونانی سے عربی مین ترجمہ کیگئی، اس کتاب کا نام عرض مفتاح النجوم ہے، اسکا ایک قلمی نسخہ [illegible] کا لکھا ہوا میلان (اٹلی) کے کتبخانۂ امبروسیانہ مین موجود ہے، ذی القعدہ ۱۲۵ھ مین اس کی کتاب کا عربی ترجمہ ہونا بیان کیا گیا ہے، اس حساب سے گویا دولت امویہ کے انقراض سے صرف سات سال پیشتر یہ ترجمہ ہوا تھا، اس سے یہ اہم نتیجہ نکلتا ہے کہ یونانی کتابون کے تراجم کی ابتدا دولت امویہ مین ہو چکی تھی، (دیکھو علم الفلک ص۱۴۲، ص۱۴۳)

برجس | علمائے کلدان میں ہرس کے بعد برجس ہی اسکی تصنیف سے کتاب اسرار النجوم، ہیئت، سلطنتوں اور لڑائیوں کے علم میں ہے،

والیس[1] | یہ بادشاہ تھا، اسکی تصانیف سے کتاب الصُّور اور کتاب البزیدج[2] ہین جو موالید اور ان کے استحالات پر بطور مبادیات کے ہین،

اصطفن بابلی | احکام نجوم مین اس کی ایک معرکۃ الآرا کتاب ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ بعثت مین تھا[3]،

---

[1] والیس یا فالیس رومی احکام نجوم کے مشہور علماء مین سے تھا، وہ ادریانوس اور انطونینوس ملوکِ روم کے زمانہ مین دوسری صدی عیسوی کے نصف مین گذرا ہی، لاطینی مین اس کا نام Vettius Valens ہے اور یونانی مین والیس، اور اسی یونانی تلفظ کے مطابق اہل عرب اس کو والیس کہتے ہین، (علم الفلک ص۱۹۱) یہ سمجھ مین نہین آتا کہ صاعد نے والیس کو جو ایک رومی مصنف ہی کلدانیون اور بابلیون مین کیون شمار کر دیا؟ [2] عربی کتابون مین مختلف صورتون مین نظر آتا ہی، مثلاً الریدج، الزبرج، الدبدج، الابربدج اور البزیدج، والیس نے یونانی زبان مین ایک کتاب احکام نجوم پر لکھی تھی، کسی ایرانی منجم نے اس کتاب کا پہلوی مین ترجمہ کیا، اور شرح وحواشی کیساتھ حکیم بزرجمہر کے نام سے منسوب کر دیا، اسی اصلی یونانی کے پہلوی ترجمہ کا نام بزیدج، فرزیدک یا گزیدہ ہے جس کے معنی منتخب پہلوی مین، اصل کتاب پہلوی اور عربی ترجمہ کے سوا مفقود ہی، لیڈن کے کتب خانہ مین کتاب بزرجمہر فی مسائل النجوم کے نام سے جو کتاب ہے، وہ نلینو کی رائے مین اسی کتاب عربی ترجمہ کا ایک قلمی نسخہ ہی، نیز برلین (جرمنی) کے کتب خانہ مین کتاب المسائل فی احکام النجوم لیعقوب بن علی القصرانی کے نام سے جو کتاب محفوظ ہے وہ بھی بقول نلینو اسی کے ترجمہ کا ایک قلمی نسخہ ہے، سب سے عجیب بات یہ ہے کہ عرب منجمین کا جنھون نے اس کتاب کو استعمال کیا ہی، یہی خیال تھا کہ یہ کتاب اہل فارس کے طریقۂ نجوم پر ہے، ان کو نہ معلوم ہو سکا کہ یہ اصل مین یونانی ہی، (علم الفلک ص۱۹۵-ص۱۹۶) [3] طبقات کے متن مین وکان عند مبعث النبی علیہ السلام چھپا ہے جو بالکل غلط ہی، شیخو نے اس کی تصحیح نہین کی، قفطی نے (ص۵) جو صاعد ہی سے ناقل ہے مبعث لکھا ہے، اور یہی صحیح ہے،

حرکات نجوم اور علم ہیئت مین بابلیون کے مذہب سے ہم کو کم یا زیادہ کچھ بھی نہین پہنچا، نہ تو اس فن مین ان کے مذہب نجوم یا ارصادات سے کچھ ہمارے پاس موجود ہے[۱] سوائے اس رصد کے جس کو بطلیموس القلوذی (Claudius) یونانی نے کتاب المجسطی مین ان سے نقل کیا ہے کہ حرکات کواکب متحیرہ کی تصحیح کے لیے اس کو اسکی ضرورت پڑی تھی، کیونکہ اس بارہ مین اپنے یونانی اصحاب سے اسکو کوئی رصد نہین ملی تھی جس پر وہ اعتماد کرتا،

علوم یونان

اہل یونان تمام اقوام عالم مین جلیل القدر، شہرۂ آفاق اور عظیم الشان بادشاہون والے ہین،

سکندر اعظم اسکندر بن فیلبوس مقدونی معروف بہ ذی القرنین[۲] انھی مین سے ہے جس نے دارا بن دارا بادشاہ ایران سے اس کے دار السلطنت مین معرکہ آرائی کرکے اسکی عظمت و شان کو خاک مین ملادیا، اور اس کے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادی، پھر وہ ہندوستان، ترکستان، اور چین کے مشرقی سلاطین پر حملہ آور ہوا، اور بعض پر غالب آیا، ان سب نے اس کی اطاعت پر سر تسلیم

---

[۱] فی زماننا ماہرین آثار قدیمہ نے بابلیون کے متعدد آثار فلکیہ کا پتہ چلایا ہے، جو اینٹون کی تختیون پر لکھے ہوئے برآمد ہوئے ہین، جرمن مستشرقین سٹراسمائیر، الفنگ اور گوئیگر نے ان کو چھپوادیا ہے،

[۲] یہ وہ ذو القرنین نہین ہے جس کا ذکر قرآن مجید مین وارد ہے، ذو القرنین کے متعلق بکثرت اختلاف پایا جاتا ہے، بعض اسکو اسکندر اعظم مقدونی سمجھتے ہین، اور بعض محققین اسکو حمیری بادشاہ قرار دیتے ہین، اس کے حمیری بادشاہ ہونے کے متعلق محققین کا اتفاق ہے، ملاحظہ ہو حمزہ اصفہانی صفحہ ۸۰ آثار الباقیہ للبیرونی صفحہ ۳۶ تا صفحہ ۴۲ تفسیر کبیر ج ۵ صفحہ ۵۲۴ - صفحہ ۵۲۵ شمس العلوم للحمیری صفحہ ۱۲-۱۳،

ختم کر دیا، اس نے بیش بہا تحفے اور ہدایا نظر گذرانے اور خراج کے طور پر بڑی بڑی رقمین پیش کین، پھر وہ ہندوستان کے انتہائی ممالک، حدودِ چین، اور تمام ممالک مشرقی پر تاخت و تاراج کرتا رہا، حتیٰ کہ تمام روے زمین کے فرمانرواؤن نے اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر کے اس کے شہنشاہِ ہفت اقلیم ہونے کا اعتراف کیا،

بطالسہ | سکندر کے بعد یونان کا ایک خاندان جو بطالسہ کے نام سے مشہور ہے برسرِ حکومت ہوگیا، بطالسہ[۱] جمع ہے بطلیموس کی (کہ ان مین سے ہر ایک کا نام بطلیموس تھا،) انھون نے کئی ممالک اپنے قبضۂ اقتدار مین کر لیے، اور لوگون کو اپنا محکوم بنا لیا، بالآخر رومیون نے ان پر غالب آکر انکی سلطنت کا استیصال کر دیا، اور ان کی مملکت کو اپنی حدودِ سلطنت کیساتھ شامل کر کے ایک زبردست رومی سلطنت قائم کی، جس طرح اہل فارس نے بابلیون کی سلطنت کو جبکہ وہ ان پر غالب آگئے تھے، اپنی سلطنت کیساتھ ضم کر کے ایک ایرانی سلطنت قائم کی تھی،

حدود | بلادِ یونان معمورۂ ارض کے شمالی مغربی ربع مین واقع ہین، ان کے جنوب مین بحر روم بلادِ شام، اور بلادِ خزر ہین، شمالی جانب لان اور اس سے متصل تمام ممالکِ شمال، اس کے مغرب مین وہ بلادِ روم ہین جنکا پایۂ تخت شہر رومہ تھا، اور مشرقی سمت مین شہر ارمینیہ باب الابواب، (دربند) اور وہ خلیج[۲] ہے، جو بحرِ روم (میڈی ٹیرنین) اور بحر اسود (بلیک سی) کو ملاتی ہے اور جو بلادِ یونان کے بیچ مین سے ہو کر نکلی ہے، اس طرح کہ بلادِ یونان کا ایک بڑا حصہ خلیج مذکور کے مشرق مین، اور چھوٹا حصہ اس کے جنوب مغرب مین واقع ہے،

زبان | اہل یونان کی زبان کو اغریقیہ (گریک) کہتے ہین جو بہت وسیع زبان ہے،

۱؎ Ptolemies انھی بطالسہ کو کہتے ہین، انکی جمع بطالمہ بھی آتی ہے، ۲؎ عرب جغرافیہ نویس دردۂ دانیال، بحر مرمرہ اور باسفورس کو ایک ہی خلیج سمجھتے ہین.

مذہب | عوام اہل یونان کا مذہب صابئیت (ستارہ پرستی) تعظیم کواکب اور بت پرستی تھا،
علماء | ان کے علماء کو فلاسفہ کہتے ہین جس کا واحد فیلسوف[1] ہے، یونانی زبان مین اس کے معنی "محبِ حکمۃ" ہین، فلاسفۂ یونان بلحاظ طبقات رفیع المرتبت اور قدر و منزلت کے اعتبار سے اہل علم مین بہت بلند درجہ رکھتے ہین، کہ انھون نے علوم فلسفہ کی تمام اصناف (ریاضیات منطق، طبیعیات، الٰہیات، سیاست منزل، اور سیاست مدن سے بخوبی اعتنا کیا تھا، ان فلاسفہ مین یونانیون کے ہان ان پانچ شخصون کا درجہ بہت بلند ہے:۔

۱۔ اِنبذقلیس؛ (Empedocles)

۲۔ فیثاغورس (Pythagoras)

۳۔ سقراط (Socrates)

۴۔ افلاطون (Plato)

۵۔ ارسطاطالیس؛ (Aristotales)

انبذقلیس | حضرت داؤد علیہ السلام کا ہمعصر تھا جیسا کہ مورخین کا بیان ہے، اس نے لقمان[2] سے

---

[1] یہ دو لفظون فیلا اور سوفا سے مرکب ہے، فیلا کے معنی محب اور سوفا کے معنی حکمۃ و فلسفہ ہین (شہرستانی ج ۱ ص۱۵۳ طبع بمبئی مفاتیح العلوم ص۷۹ مصر) مگر ابن ابی اصیبعہ نے بحوالۂ الفارابی لکھا ہے کہ فیلا کے معنی ایثار اور سوفیا کے معنی حکمت ہین، اس لیے اس شخص کو جس نے تحصیل حکمت کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی ہو فیلوسوفوس کہتے ہین جو فیلاسوفا سے مشتق ہے (ج ۲ ص۱۳۳) [2] لقمان کی شخصیت اور زمانہ مین بہت کچھ اختلاف ہے، بعض مورخین عرب نے لکھا ہے کہ لقمان نبی نہ تھا بلکہ ایک نامور حکیم تھا، اور بنی اسرائیل مین سے کسی کا غلام تھا جسکو اس کے مالک نے بہت سا مال دیکر آزاد کر دیا تھا، وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ مین ایلہ اور مدین کے اطراف مین رہتا تھا، بیضاوی نے اس کو حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے باعورا کا بیٹا بتایا ہے، مستشرق دیرنبورگ "حکایات لقمان" مین باعورا کو

شام مین حکمت سیکھی، پھر جب یونان پلٹ کر آیا تو اس نے تخلیقِ عالم سے متعلق بعض ایسی باتین بیان کین جو بظاہر معاد کے خلاف تھین[1]، اس لیے بعض لوگون نے اسے چھوڑ دیا، فرقہ باطنیہ[2] ایک جماعت اپنے فلسفہ کا اصل ماخذ ابندقلیس کے فلسفہ کو بتاتی ہے، ان کا خیال ہے کہ فلسفہ ابندقلیس کے رموز و اسرار ایسے ہین جنسے بہت کم لوگ واقف ہو سکتے ہین[3]، فرقہ باطنیہ کا پیرو محمد بن عبداللہ بن مسرۃ الجبلی[4] ساکنِ قرطبہ اس کے فلسفہ[5] سے بہت شغف رکھتا تھا، اور اسکی کتابون کا بکثرت مطالعہ کیا کرتا تھا،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) بعور او لقمان کو ملعام کا ترجمہ سمجھتا ہے، بعض محققین کا قول ہی کہ لقمان قوم عاد کا ایک بادشاہ تھا جس کی کنیت ابو طویل العمری ابو النسور (گدھون کا باپ) تھی۔ نشوان بن سعید الحمیری لکھتا ہی کہ جمہور کے قول کے مطابق وہ نبی نہین تھا، بلکہ قین بن جسر قضاعی کا غلام تھا، اور لقمان حمیری ایک حکیم اور عالم تھا جس نے موسم مقرر کئے اور ان موسمون کے نام پر مہینون کے نام رکھے امام سہیلی نے لقمان کو حبشی اور ایلہ کا باشندہ بتایا ہے اس کا نام لقمان بن عنقا بن سرور تھا جسکا ذکر قرآن مجید نے کیا ہی اور اسکے بیٹے کا نام ثاران ہی لکھا ہی کہ لقمان بن عاد حمیری ایک اور شخص تھا، (روض الانف ج ا ص ۲۶۶) لقمان کی قبر یمن مین بتائی جاتی ہی، سجستانی نے لقمان کا ذکر معمرین مین کیا ہے، اور خضر کے بعد اس کو سب سے زیادہ طویل العمر بتایا ہی کہ اس نے ساڑھے تین ہزار برس کی عمر پائی تھی (معارف ابن قتیبہ ص ۱۹، مسعودی بر حاشیہ مقری ج ا ص ۹۲، شمس العلوم للحمیری ص ۹۶ و ص ۹۵، کتاب المعمرین للسجستانی ص ۴، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱ ص ۲۷، طبع یازدہم، [1] اس موضوع پر اسکی ایک تصنیف مورخ قفطی نے بیت المقدس کے کتب خانہ مین دیکھی تھی، بقول قفطی ارسطو نے معاد کے متعلق ابندقلیس کی رایون کی تردید کی ہی، (قفطی ص ۱۳) [2] فرقہ اسماعیلیہ کو عام طور پر باطنیہ کہتے ہین، کیونکہ ان کی رائے ہی کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ضرور ہوتا ہی، دراصل یہ شیعون کا ایک فرقہ ہے، جو امام اسماعیل بن جعفر الصادق کی امامت کا قائل ہی، اس فرقہ کی مختلف شاخین قرامطہ، ملاحدہ، دروز، ماسونیہ وغیرہ ہین، عراق مین وہ باطنیہ اور قرامطہ کے نام سے مشہور تھے، (تفصیل کے لیے دیکھو شہرستانی برحاشیہ ابن حزم ج ۲ ص ۲۹ تا ص ۳۶) [3] قفطی لکھتا ہے کہ مین نے جو کتاب اس کی دیکھی تھی، اسمین اس قسم کی کوئی بات از قسم رموز و اسرار نہین پائی جاتی (ص ۱۳) [4] اندلس کا باشندہ فقیہ زاہد اور

ابند قلیس پہلا شخص ہے جو مذہب "توحید فی الصفات" کا قائل ہوا، یعنی یہ کہ تمام صفات باری تعالیٰ ایک ہی شے کو مستلزم ہین، مثلاً یہ اگر کہا جائے کہ خدائے تعالیٰ علیم، جواد، اور قدرت سے متصف ہے، تو اس کا یہ مطلب نہین ہے کہ وہ الگ الگ اُن صفات سے متصف ہے، جو ان اسماء مختلفہ کے ساتھ مخصوص ہین، بلکہ درحقیقت وہ ایک ہی ہے جس مین کسی حیثیت سے تکثر نہین پیدا ہوتا، بخلاف تمام موجودات کے کہ تمام وحدانیات عالم مین تکثیر پائی جاتی ہے اخواہ وہ اُن کے اجزاء مین ہو یا معانی مین، یا نظائر مین لیکن ذات باری تعالیٰ ان باتون سے ارفع و اعلیٰ ہے، توحید فی الصفات مین ابوالہذیل بن العلاف مصری[۱] کا بھی یہی مذہب[۲] تھا،

۲۔ فیثاغورس ابند قلیس سے کچھ مدت کے بعد گذرا ہے، اس نے مصر مین حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے تلامذہ سے، جبکہ وہ بلادِ شام مین داخل ہوئے تھے حکمت سیکھی تھی، اور ان سے قبل مصریون سے علم ہندسہ حاصل کیا تھا، اس کے بعد جب وہ یونان پہنچا تو علم ہندسہ طبیعیات اور علم دین سے اس نے یونانیون کو روشناس کرایا، اس نے اپنی ذہانت اور طباعی سے علم الالحان اور ترکیب نغمات (موسیقی) ایجاد کر کے کسرات اعداد پر اس کی بنیاد رکھی، اور دعویٰ کیا کہ یہ بات اس کو نور نبوت سے حاصل ہوئی ہے، اعداد کے خواص و درجات کے مطابق جمع و ترکیب عالم سے متعلق اس کے عجیب رموز و اسرار اور بعید از قیاس آراء ہین[۳]،

(بقیہ حاشیہ ۴۳) عابد تھا شعر و ادب مین بھی دخل رکھتا تھا، فرقۂ باطنیہ کا معتقد ہونے کی وجہ سے بدنام تھا، فتح بن خاقان نے اسکا مختصر ترجمہ لکھا ہے (دیکھو مطمح الانفس ص ۷۶، ۷۷) ۵ ابند قلیس کی فلسفیانہ آراء و اقوال کیلئے دیکھو شہرستانی ج ۲ ص ۱۲۳، ۱۵۹ طبع بمبئی، ابند قلیس پہلا شخص ہے جو اربعہ عناصر کا قائل ہوا، اور یہی خیال آج تک مسلمانون مین چلا آتا ہے، [۱] محمد بن الہذیل بن عبداللہ بن مکحول معروف العلاف مشہور عالم متکلم اسلام اور معتزلی ۱۳۱ھ مین پیدا ہوا، اور آخر عمر مین نابینا ہو کر ۲۲۶ھ مین بمقام بصرہ فوت ہوا، ابن خلکان ج ۱ ص ۴۸۰ نکت الہمیان ص ۲۷۷ [۲] معتزلہ کا ایک فرقہ ہذیلیہ اسی کی طرف منسوب ہے، ابوہذیل کی آراء کیلئے دیکھو شہرستانی ج ۱ ص ۲۲-۲۴ طبع بمبئی، [۳] حکیم فیثاغورس کی آراء کیلئے دیکھو شہرستانی ج ۲ ص ۶۲-۶۸، طبع بمبئی،

امر معاد مین اس کی رائے بندقلیس کے قریب قریب ہے یعنی یہ کہ عالم طبیعی کے اوپر ایک اور عالم روحانی ہے جس کی خوشی سوادی اور خوش منظری کا ادراک کرنے سے عقل انسانی قاصر ہے اور صرف نفس پاک ہی اس کی خواہش کرسکتا ہے، ہر نیک سرشت انسان جس کا نفس کبر ونخوت عجب وریا اور حقد وحسد سے پاک ہے وہی اس عالم روحانی تک پہنچنے کے قابل ہوسکتا ہے اور جواہر روحانی یعنی حکمت الٰہی سے واقف ہوسکتا ہے. تب لذائذ نفس اس کو بلا طلب حاصل ہوتے ہین، جیسے راگ اور گانے کہ متواتر بلا تکلیف طلب حاسۂ سمع کو محفوظ کرتے ہین، ارثماطیقی (ارتھمیٹک) فن موسیقی وغیرہ مین فیثاغورث کی عمدہ تصانیف ہین،

۳۔ سقراط | یہ حکیم فیثاغورس کا شاگرد تھا اس نے علوم فلسفہ مین سے صرف الٰہیات کی تحصیل پر اکتفا کی، وہ لذائذ دنیوی سے کنارہ کش ہوکر تارک الدنیا ہوگیا، اس نے یونانیون کی بت پرستی کی علانیہ مخالفت کی، اور ان سے سربرآوردہ افراد سے مناظرہ ومباحثہ کیا، اس لیے انھون نے عوام کو اس کا سخت مخالف بنادیا، اور بادشاہ وقت کو اس کے قتل پر مجبور کیا، اس نے رعایا کی دلجوئی و تسکین کے لیے سقراط کو قید کردیا، پھر اہل یونان کے اس فتنۂ عظیم سے بچنے کے لیے بادشاہ نے اس کے ساتھ متعدد مناظرے کیے جو تحریری صورت مین محفوظ ہین پھر اس کو زہر کا پیالہ پلادیا،

سقراط کی وصایا نہایت عمدہ اور اس کے آداب وحکم بہت مشہور ہین[1] مسئلہ صفات مین اسکا مذہب فیثاغورس اور بندقلیس کے قریب قریب ہے، مگر معاد کے متعلق اوس کی رائین کمزور خالص فلسفہ سے بعید اور مذاہب محققہ کے خلاف ہین،

۴۔ افلاطون | یہ بھی فیثاغورث سے تعلیم حاصل کرنے مین سقراط کا شریک تھا، مگر فلسفہ مین سقراط کے بعد مشہور ہوا، شریف النسب اور اہل علم کے خاندان سے تھا، تمام علوم فلسفہ پر اس نے عبور

[1] سقراط کی آرار واقوال کے لیے دیکھو شہرستانی ج ۲ صـ۲ـ۵ طبع بمبئی،

حاصل کیا تھا، اسکی تصنیف سے بہت سی کتابین ہین، اس کے شاگردون مین سے ایک جماعت مشہور ہوئی، وہ ٹہلتے ہوئے فلسفہ کا درس دیتا تھا اس لیے وہ اور اس کے تلامذہ مشائین کے لقب سے مشہور ہوئے، وہ آخر عمر مین تعلیم و تدریس کا کام اپنے لائق اور فاضل تلامذہ کو سپرد کرکے خدا کی عبادت کے لیے خلوت نشین ہوگیا تھا، اسکی تصنیف سے حسب ذیل کتابین ہین،

۱۔ کتاب فادن (Phaedon) علم النفس مین،

۲۔ کتاب السیاستہ المدینہ

۳۔ طیماوس الروحانی، عوالم عقلیہ ثلاثہ یعنی عالم ربوبیہ، عالم عقل اور عالم نفس کی عقلی ترتیب،

۴۔ طیماوس الطبیعی، عالم طبعی کی ترکیب پر،

یہ دونون (سوم و چہارم) کتابین اس نے اپنے شاگرد طیماوس (Timaeus) کو لکھ کر بھیجی تھین،

۵ ارسطاطالیس | یہ نیقوماخوس (Nicomachus) فیثاغوری کا بیٹا تھا، نیقوماخوس کے معنی قاہر اعداء اور ارسطاطالیس کے معنی "جامع الفضیلت" کے ہین، جیسا کہ ابوالحسن علی بن حسین بن علی مسعودی نے بیان کیا ہے[1]، نیقوماخوس فیثاغورس کا پیرو تھا، ارتماطیقی مین اسکی مشہور تصنیفات ہین[2]، اس کا بیٹا ارسطاطالیس افلاطون کا شاگرد تھا، اور کہتے ہین کہ وہ افلاطون کی خدمت مین بیس سال تک رہا تھا، افلاطون اس کو اپنے تمام تلامذہ پر ترجیح دیتا تھا، اور اس کو عاقل کہا کرتا تھا

---

[1] التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۱۱۶ طبع لیڈن، ابن الندیم نے ارسطاطالیس کے معنی محب الحکمۃ لکھے ہین (فہرست ص ۳۴۷)

حاجی خلیفہ نے عجیب تماشا کیا ہے کہ نیقوماخوس و شرحہ قاہر الخصوم کو دو کتابین سمجھ کر کشف الظنون مین درج کردیا ہے! یہ وہی نیقوماخوس ہے جو ہمارے کاتبون کی عنایت سے اب تک نقوماجس پڑھا جاتا ہے! [2] اس کی کتاب ارتماطیقی دو مقالون مین ہے اور اصل یونانی مین ۱۵۳۸ء مین بمقام پیرس طبع ہوچکی ہے، عربی مین بھی اس کا ترجمہ ہوا تھا،

ارسطاطالیس پر فلسفۂ یونان کا خاتمہ ہوگیا کہ وہ خاتم فلاسفہ اور "علماے یونان کا سردار" تھا، ارسطو پہلا شخص ہے جس نے فنِ استدلال کو تمام منطقی صنائع سے علحدہ کرکے، اس کو اشکال ثلاثہ[1] پر قائم کردیا، اور ان کو علوم نظری کا آلہ بنا دیا، اسی وجہ سے "صاحب المنطق[2]" اس کا لقب ہوگیا،

تصانیف[3] | تمام علوم فلسفہ مین اس کی عمدہ تصانیف ہین جنکی دو قسمین ہین،

(۱) عمومی (۲) خصوصی،

(۱) خصوصی

(۲) عمومی اسکی دو قسمین ہین :-

۱- تذکرے، جنکو پڑھکر ارسطو کے کل علم پر مذاکرہ کیا جاسکتا ہے، یہ ستر کتابین ہین جو اس نے اوفارس کے لیے لکھی تھین،

۲- تعلیمی جن سے حسب ذیل علوم کی تحصیل کیجاتی ہے،

(ا) علوم فلسفہ (طبیعیات والٰہیات ریاضیات)

(ب) اعمال فلسفہ (اخلاقیات)

(ج) آلاتِ فلسفہ (منطقیات)

(الف) علومِ فلسفہ مین اسکی بعض تصانیف علوم ریاضیہ بعض علوم طبعیہ، اور بعض علوم الٰہیہ

---

[1] اشکال ثلاثہ یعنی شکل اول، شکل ثانی، شکل ثالث،

[2] اسی کو معلم اول بھی کہتے ہین کہ فن منطق کا پہلا مدون یہی ہے،

[3] ارسطو کی تصانیف کی یہ ترتیب جو صاعد نے قائم کی ہے کسی کتاب مین ہماری نظر سے نہین گذری، ارسطو کی تصانیف کی مفصل فہرست کے لیے دیکھو تاریخ الحکماء للقفطی ص۳۲ تا ص۳۶ طبع مصر قفطی نے جو فہرست کتب نقل کی ہے وہ بطلیموس کی یونانی فہرست سے ماخوذ ہے جس کی اصل یونانی ضائع ہوگئی ہے، چنانچہ ارسطو کی تصانیف کے نام اس عربی فہرست کے ذریعہ محفوظ رہ گئے،

مین ہین :-

۱- علوم ریاضیہ مین اسکی تصنیف سے کتاب المناظر، کتاب الخطوط اور کتاب الحیل ہین،

۲- علوم طبیعی مین اسکی بعض کتابین ان امور پر ہین جو تمام طبائع مین عام ہوتے ہین، اور بعض کتابین ان امور پر ہین جو ہر طبعیہ کے ساتھ مخصوص ہین،

(الف) قسم اوّل مین اسکی کتاب سمع الکیان ہے، اس کتاب مین اشیار طبعیہ کے مبادی امثال مبادی اور ملحقات مبادی اور مشابہات ملحقات مبادی کی تعداد کا بیان ہے، (مبادی مین عنصر اور صورت، امثال مبادی مین (یعنی جو درحقیقت مبادی نہین بلکہ ایک خاص نسبت سے ہین عدم، ملحقات مبادی مین زمان ومکان، اور مشابہ ملحقات توالی مین خلاء اور لاتناہی ہین)

(ب) قسم ثانی کی بعض کتابین اشیار غیر موجودۃ فی الخارج کے بیان مین اور بعض موجودہ فی الخارج کے بیان مین ہین، اوّل الذکر کا بیان اس کی کتاب السمار و العالم کے دو مقالون مین ہے، اور آخر الذکر مین سے بعض کا علم خاص ہے اور بعض کا عام، علم عام مین سے بعض استحالات مین ہین اور بعض حرکات مین، استحالات کا بیان اسکی کتاب الکون والفساد مین، اور حرکات کا بیان، کتاب السمار والعالم کے دو آخری مقالون مین ہے،

علم خاص مین سے بعض مفردات مین اور بعض مرکبات مین، مفردات مین اسکی کتاب آثار العلویہ مین ہین، اور مرکبات مین سے بعض اشیاے مرکبہ کے کلیات مین ہین اور بعض اشیاے مرکبہ کے اجزار کے بیان مین کلیات مرکبات کا بیان اسکی کتاب الحیوان اور کتاب النبات اور اجزاے مرکبات کا، کتاب النفس، کتاب الحس و المحسوس کتاب اجزا الصحۃ والسقم اور کتاب الشباب والہرم مین،

۳- الہیات مین اس کی جو کتابین ہین اس کے تیرہ مقالے ہین جو اس کی کتاب مابعد الطبیعیہ[1]

[1] اس کتاب کا ترجمہ Aristotelian Metaphysics کے نام سے انگریزی مین ہو چکا ہے

مین شامل ہین،

(ب) اعمالِ فلسفہ (اخلاقیات) مین اسکی کتابین اصلاح اخلاق نفس مین ہین اور بعض سیاست مین، اصلاح اخلاق نفس مین اس کی دو کتابین کتاب کبیر اور کتاب صغیر (جو اس نے اپنے بیٹے (نیقوماخوس) کے لیے لکھی تھین[1]) اور اوذیمیا ہین[2]، سیاسیات مین بعض کتابین سیاست مدن (پولیٹکل اکانمی) اور بعض سیاست منزل (ڈومیسٹک اکانمی) پر ہین،

(ج) آلاتِ فلسفہ مین اسکی آٹھ منطقی کتابین ہین[3] اور ہمین نہین معلوم کہ اس سے قبل کوئی

---

[1] محققین کا خیال ہو کہ ارسطو اس کتاب کو وسیع پیمانہ پر لکھنا چاہتا تھا، مگر یہ کتاب ناتمام رہی، البتہ اس کا اول اور آخری حصہ مکمل ہو اور وہ ارسطو ہی کا لکھا ہوا ہو، ارسطو کے بیٹے نیقوماخوس نے اس کتاب کی ترتیب و تدوین کی تھی اس لیے اس کو "اخلاق نیقوماخوس" NICOMACHIAN ETHICS کہتے ہین، غالبًا یہان مصنف کی مراد کتاب کبیر سے ہی ہوگی، اگر واقعی اس سے مراد اخلاق کبیر ہے تو وہ براہ راست ارسطو کی تصنیف نہین ہو بلکہ وہ مشائی اسکول کے کسی بعد کے مصنف کی تصنیف ہو، اور اخلاق اوذیمس (Eudemian Ethics) سے ماخوذ ہو، ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ص ۵۱۳ ج ۲ طبع نہم، [2] دراصل یہ ارسطو کی کتاب کا خلاصہ ہو جو اس کے شاگرد اوذیمس (Eudemus) کا لکھا ہوا ہو، اور اسی کو "اخلاق اوذیمس" کہتے ہین، یہ کتاب ارسطو کے اصول اخلاق سے بعض باتون مین مختلف ہو، اسکے بعض ابواب "اخلاق نیقوماخوس" سے لیکر بعد مین اضافہ کر دیئے گئے ہین چنانچہ یہ ابواب اب ان دونون کتابون مین مشترک ہین، (انسائیکلوپیڈیا بشرح صدر) [3] یہ آٹھ کتابین حسب ذیل ہین:-

(۱) قاطیغوریاس یا Catagories (المقولات) (۲) باری ارمیناس یا Hermeneutica (التفسیر) (۳) انولوطیقا (الاولیٰ) Analytica Priora (تحلیل القیاس) (۴) انولوطیقا (الثانی) Analytica Posteria (البرہان) (۵) طوبیقا یا Topica (الجدل) (۶) سوفسطیقا یا Sophistica (المغالطات) (۷) ریطوریقا یا Rhetorics (الخطابۃ) (۸) بوطیقا یا Poetica (الشعر) (تفصیل کے لیے دیکھو قفطی ص ۲۶ تا ۳۶) یہی آٹھ کتابین متقدمین کے ہان منطق کی مانی گئی ہین، لیکن جب منطق کی تہذیب و ترتیب ہو چکی

شخص ان کتابون کی جمع و تالیف مین اس پر سبقت لے گیا ہو، خود ارسطو نے ان کتابون مین سے چھٹی کتاب سوفسطیقا کے آخر مین اس کا ذکر کیا ہے، چنانچہ لکھتا ہے :-

"رہی صنعت منطق اور بناے قضایا (یعنی استنتاج قضیہ اور بنائے اشکال اربعہ) تو ہم نے قبل ازین اسکی کوئی بنیادی اصل متقدمین مین سے کسی کے ہان نہین پائی، بلکہ سعی بلیغ اور جہد طویل کے بعد ہم نے اس کو دریافت کیا، اور ہرچند کہ ہم اس کے موجد اوّل ہین، تاہم ہم نے اسکی حدود مقرر اور اس کے اصول مرتب کر دیئے ہین، اور کوئی ضروری بات جس کا ہونا اس مین لازمی اور ضروری تھا، فروگذاشت نہین کی، جیسی کہ علوم و فنون کے مبادیات کی عموماً حالت ہوا کرتی ہے، بلکہ ہم نے تو اس فن کو مکمل اس کی بنیاد کو مستحکم اس کے قواعد کو پختہ، اس کی جڑ کو مضبوط اور اس کے مقاصد و اعلام کی تشریح و توضیح کر دی ہے، کوئی شخص جسکو ہمارے بعد اس فن پر کامل عبور حاصل ہو تو اُسے چاہیئے کہ اگر وہ اس مین کوئی نقص پائے تو اسکو معاف کر دے، اور ہماری محنت و تکلیف کا خیال کرتے ہوئے اس کو ایک عظیم الشان احسان خیال کرے (ظاہر ہے) کہ جب کوئی شخص اپنی پوری کوشش صرف کر دے تو وہ گویا معذوری کی حد تک پہنچ جاتا ہے[1]"

ارسطو اور اسکندر اعظم ارسطو، اسکندر بن فیلقوس بن اسکندر المقدونی کا اتالیق تھا، اور اسی کی تعلیم و تربیت کے زیر اثر اسکندر سیاست ملکی اور آئین حکمرانی مین عمل پیرا تھا، اسی کی بدولت

(بقیہ حاشیہ ص۳۹) تو حکماے یونان نے "کلیات خمسہ" کے متعلق ایک رسالہ اور بڑھا کر ۹ کتابین کر دین، یہ سب کتابین مسلمانون نے ترجمہ کین، اور فلاسفۂ اسلام مثل فارابی، ابن سینا، ابن رشد وغیرہ نے انکی شرحین اور تلخیصین لکھین (مقدمۂ ابن خلدون ص۴۶۵)

[1] مسٹر پوسٹ (Poste) نے اپنی کتاب مغالطات ارسطو (Aristotle on fallacies) کے صفحہ ۱۵۹ مین اس عبارت کو اصل یونانی سے ترجمہ کیا ہے، عربی کا متن عین اسی کے مطابق ہے

یونان مین شرک موقوف اور عدل و نیکی کا ظہور ہوا، اسکندر کے نام ارسطو کے کئی فاضلانہ خطوط[1] ہین، جنمین اس نے اسکندر کو دارا بن دارا شاہِ ایران پر فوج کشی کی ترغیب دلائی ہے، ان مین سے ایک خط سکندر کے ہندوستان سے لکھے ہوئے اس خط کا جواب ہے، جس مین ہندوستان کے بالائی حصہ مین سکندر نے بیت الذہب مین جو کچھ دیکھا تھا، اس کا تذکرہ کیا ہے، یہ بیت الذہب[2] ایک تبخانہ تھا جس مین بودھ کا بت رکھا ہوا ہے جو اجرام علویہ کا مجسمہ تھا ارسطو نے اس خط سے اس کو جواب[3] دیا ہے، جس مین اس کو پند و نصیحت کی ہے اور ترک دنیا

---

[1] اسکندر کے نام ارسطو کے خطوط مورخ مسعودی نے اپنی کتاب فنون المعارف وماجری فی الدہور السوالف مین نقل کیے ہین، نیز التنبیہ والاشراف مین بعض خطوط کے اقتباسات درج کیے ہین (التنبیہ ص۱۱۰ و ص۲۰ لیدن) ارسطو کے بعض خطوط کے اقتباسات البیرونی نے بھی اپنی کتاب مین نقل کیے ہین (دیکھو تحقیق ماللہند ص۵۱ طبع یورپ) [2] بیت الذہب کے متعلق ارسطو نے جو خطوط سکندر کو جواب مین لکھے تھے انکا جو مجموعہ رسائل بیت الذہب کے نام سے مشہور ہے مسعودی کے زمانہ مین عام طور پر متداول تھا، ارسطو کے اس جواب کو مسعودی نے اپنی کتاب فنون المعارف مین پورا نقل کیا ہے، اور التنبیہ والاشراف (ص۱۰۲ ص۲۰۳) مین بھی اسکا جواب دیا ہے، [3] یہان قطعی طور پر یہ نہین معلوم ہوتا کہ ہندوستان مین کونسی جگہ یہ تبخانہ واقع تھا یہان صاعد کا ماخذ مسعودی کی کتاب التنبیہ والاشراف (ص۱۰۲ و ص۲۲) ہے لیکن اس نے بھی اعالی ارض ہند کے سوا کوئی مزید تصریح نہین کی، مقدسی اور یاقوت وغیرہ نے ملتان کے تحت مین بیت الذہب کے نام سے بودھ کے ایک مندر کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس بیت الذہب کی مناسبت سے عرب فاتحین جو پہلی صدی ہجری کے آخر مین یہان آچکے تھے ملتان کو بھی فرج بیت الذہب کہتے تھے اس مندر اور اس مین رکھے ہوئے بت کے انھون نے مفصل حالات لکھے ہین جو قیمتی جواہرات سے بنا ہوا تھا (معجم البلدان ج ۸ ص۱۶۲ ص۲۰۳) البیرونی نے بھی کتاب الہند (ص۱۱۶) مین ملتان کے ایک مشہور بت کا ذکر کرتے ہوئے اسکی جو ہیئت بتائی ہے وہ عین مقدسی اور یاقوت کے بیانات کے مطابق ہے محقق رینا ود نے بھی رسالہ جرنل ایشیاٹک (بابت ۱۸۴۴ء و ۱۸۴۵ء) مین ملتان کے اسی بت کا ذکر کیا ہے، ان تمام بیانات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ صاعد نے جس مندر (بیت الذہب) اور اس کے بت کا ذکر کیا ہے وہ یہی ملتان کا بیت ہے، اسکندر ۳۲۷ ق م مین ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہے اور اس کا ملتان کی طرف جانا بھی تاریخ سے ثابت ہے،

اور نعمت دائمی کے حصول کی ترغیب دلائی ہی۔

غرضکہ یونانیون کے ہان یہ پانچ بڑے فلسفی تسلیم کئے گئے ہین، اور انھون نے فنونِ فلسفہ کے ساتھ اعتنا کی ہے، ان کے علاوہ ان مین اور بھی مشاہیر فلاسفہ گذرے ہین، مثلاً تالیس ملطی[۱] تلمیذ فیثاغورس، ذیمقراطیس[۲] جو "جزو لایتجزی[۳]" کا قائل تھا، اور اس کے متعلق اوسکی ایک کتاب بھی ہی، اور انکساغورس[۴] وغیرہ جو ارسطو سے پہلے گذرے ہین، یا اس کے ہمعصر تھے، ارسطو کے بعد بھی کئی لوگون نے اس کا اتباع کیا، اور اسکی کتابون کی شرحین لکھین، ان مین ثامسطیوس[۵]، اسکندر[۶] افرودسی، فرفوریوس[۷] بزرگترین ہین، یہ تینون ارسطو کی کتابون کے

(بقیہ حاشیہ ص۴۱) مگر یاقوت نے جس زمانہ کا ذکر کیا ہی اس سے تقریبًا ایک ہزار سال بیشتر کا یہ واقعہ ہے ممکن ہی کہ اس وقت بھی یہی مندر اور اس کا بت موجود ہو، اور ہزار سال تک برابر قائم رہے ہون البیرونی نے ہندون کے حساب سے اس بت کی تاریخ اپنے زمانہ تک ۲۱۶۴۳۲ سال بتائی ہی، اور چونکہ یہ بت لکڑی کا بنا ہوا تھا جس پر چمڑا منڈھا ہوا تھا اسلیے اس نے تعجب ظاہر کیا ہی کہ اس قدر عرصہ دراز تک یہ لکڑی کا بت کیونکر قائم رہ سکا، گویا اس حساب سے خود اسکندر کے زمانہ مین اس بت کی عمر دو لاکھ برس سے زائد تھی! [۱] Thales مشہور فیلسوف فیثاغورث کا شاگرد، اس نے فلسفہ اور طبیعیات کی تحصیل کے حکما سے کی تھی (قفطی ص۶۶) [۲] Democritus رومی النسب یونانی فیلسوف سقراط کا ہمعصر تھا (قفطی ص۱۲۵) [۳] جسم مرکب کے اجزا تقسیم ہوتے ہوتے ایسے اجزاء ترکیبی باقی رہتے ہین جنکی تقسیم و تجزی ناممکن ہوتی ہی، انہی کو اجزاے لایتجزی کہتے ہین۔ [۴] Anaxagoras ارسطو سے قبل اس کا معاصر تھا (قفطی ص۴۴ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج۱ ص۸۱) [۵] Themistius جالینوس کے بعد گذرا ہی، ارسطو کی کتابون کا شارح تھا (قفطی ص۶۸) [۶] Alexander Aphrodisias کتب ارسطو کا مشہور شارح جو ایتھنز مین تقریبًا دوسری صدی عیسوی مین گذرا ہی (الفہرست ص۲۵۲) افرودسی منسوب بہ شہر افرودسیاس، اہل عرب اسکی شروح کو بہت اہمیت دیتے تھے، چنانچہ انھون نے اسکی اکثر شروح کا عربی مین ترجمہ کیا، اسکی اکثر تصانیف اصل یونانی مین اب تک محفوظ ہین بعض تصانیف اصل یونانی مین چھپ چکی ہین (دیکھو انسائیکلوپیڈیا ج۱ ص۵۸۶) [۷] Porphyry صور (شام) کا باشندہ تھا چنانچہ اہل عرب کے ہان فرفوریوس الصوری کے نام سے پکارا جاتا ہی، ارسطو کی کتابون کا شارح تھا، اسکی کتابون کا عربی مین ترجمہ ہوا تھا (قفطی ص۱۷۹)

بہترین عالم اور کتبِ فلسفہ کی تفہیم مین فرد تھے،

قسطا بن لوقا[1] | بعلبک (شام) کا باشندہ، اور یعقوب بن اسحاق کندی کا ہمعصر تھا، یہ ان متاخرین حکماے یونان مین سے تھا جو دولتِ عباسیہ کے عہد مین گذرے ہین، وہ علمِ حساب، ہندسہ، نجوم، منطق، اور طبیعیات کا محقق عالم، اور فنِ طب کا ماہر تھا، اس کی تصانیف مختصر اور عمدہ ہین، ان مین سے ایک کتاب ہندسہ کے مبادی پر ہے جو سوال وجواب کی صورت مین لکھی گئی ہے اور بے نظیر ہے، ایک کتاب ہیئت وحرکاتِ نجوم کے مبادی مین، ایک کتاب حیوانِ ناطق و حیوانِ صامت کے فرق پر، ایک کتاب نفس اور روح[2] کے فرق پر، ایک کتاب نسبتِ اخلاط پر اور ایک جوششِ خون پر ہے،

ان کے علاوہ ایسے علمار کی ایک تعداد کثیر گذری ہے، جنھون نے بعض اصنافِ فلسفہ کی تحصیل کی تھی،

بقراط[3] | علماے طبیعیات ومنطقیات کا امام تھا، اور علوم طبیعیہ اور طب کا خاص ذوق رکھتا تھا، جالینوس نے بقراط کی تصانیف کی جو فہرست لکھی ہے[4] وہ متعدد اوراق پر مشتمل ہے جس مین اس نے ان کتابون کے پڑھنے اور سمجھنے کا درجہ اور طریقہ بتایا ہے، ان کتابون کی تعداد سو سے زاید ہے،

---

[1] یونانی کتابون کا مشہور عیسائی مترجم، المقتدر باللہ (۲۹۵ھ - ۳۲۰ھ) کے عہد مین تھا، اسکی تصانیف اور مفصل حالات کے لیے دیکھو قفطی ص ۲۶۲، طبقات الاطبار ج ۱ ص ۲۴۴، [2] اس کتاب کو لوئی شیخو اڈیٹر المشرق نے اپنے رسالہ مین شائع کیا ہے (المشرق ۱۴: ۹۴) [3] Hippocrates مشہور یونانی طبیب، فنِ طب مین اسکی کئی کتابین مسلمانون نے ترجمہ کی تھین، افلاطون، اور ارسطو اپنی کتابون مین ایک ماہر طبیب کی حیثیت سے اس کا حوالہ دیتے ہین، مفصل حالات کیلئے دیکھو قفطی ص ۹۴ تا ص ۹۷ طبقات الاطبار ج ۱ ص ۲۴ تا ص ۳۶، یعقوبی ج ۱ ص ۱۰۶ تا ص ۱۲۹، شہرستانی ج ۲ ص ۱۷۰، ص ۱۹۸، التنبیہ والاشراف ص ۱۲۱، ص ۱۳۲، [4] ابن ابی اصیبعہ نے اس کتاب کا نام فنیکس Phenozoe بتایا ہے، جو اصل متن یا ترجمہ کی صورت مین اس کے زمانہ تک موجود تھی (دیکھو طبقات ج ۱ ص ۱۰۳)

جالینوس[1] مسیح سے تقریباً دوسو سال کے بعد، بقراط سے چھ سو سال کے بعد، اور اسکندر سے کچھ اوپر پانچ سو سال کے بعد گذرا ہے، ہمین نہین معلوم کہ ارسطو کے بعد ان دونون فاضلون یعنی بقراط اور جالینوس سے بڑھ کر علم طبیعیات کا کوئی زبردست عالم گذرا ہو،

علماے طبیعیات ان دونون کے سوا اسقلیفیادیس[2]، ارا سیسطراطیس[3]، لوقس[4] اور بولس[5] وغیرہ علوم طبیعیہ مین مشہور ہوئے ہین، مگر ان مین سے اکثر ضعیف الرائے اور بعید از صواب تھے جن کی غلطیون کو ارسطو اور جالینوس نے اپنی کتابون[6] مین دکھایا ہے اور صحیح و واضح دلائل و براہین سے ان کی غلط رایون کی تردید کی ہے،

۱؎ جالینوس کے مفصل حالات اسکی تصانیف اور اسکی آرا و اقوال کیلئے دیکھو قفطی ص۸۳ تا ص۹۲ یعقوبی ج ۱ ص۱۲۸ تا ص۱۳۳، جالینوس نے خود اپنے حالات تفصیل سے لکھے ہین چنانچہ ابن ابی اصیبعہ نے اس کے حوالہ سے اسکا مبسوط تذکرہ لکھا ہے، دیکھو طبقات ج ۱ ص۷۱ تا ص۱۰۳ جالینوس کی تصانیف کے عربی تراجم کے لیے دیکھو الفہرست ص۲۸۹ ڈاکٹر میکڈانلڈ کیمبل نے اپنی کتاب "طب عربی" (مطبوعہ سنہ ۱۹۲۶ء ٹرنبز کمپنی لندن ۲ جلد) کی دوسری جلد تمامتر جالینوس کے ان لاطینی تراجم کی فہرست کے لیے وقف کر دی ہے جو عربی یا عبرانی تراجم سے قرون وسطیٰ مین ترجمہ کئے گئے تھے، ۲؎ Asclepiades روم کے یونانی علماے طبیعیات مین سے تھا سنہ ۱۲۴ قبل مسیح پیدا ہوا تھا، (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲ ص۶۷۹) ۳؎ Erasistratus یونان کا قدیم عالم طبیعیات اور بقراط کا شاگرد طب اور علم تشریح ابدان سے متعلق اسکی آرا کو جالینوس نے اپنی کتابون مین بیان کیا ہے، ابن ابی اصیبعہ نے اگرچہ اسکا کوئی خاص تذکرہ نہین لکھا لیکن متفرق مقامات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کے دو شخص تھے، جو اول و ثانی کے نام سے پکارے جاتے ہین، یہان ارا سیسطراطیس ثانی مراد ہے، دیکھو تذکرۃ الاطبا حالات بقراط و جالینوس ۴؎ یونانی طبیب اور بقراط کا شاگرد ابن ابی اصیبعہ نے بقراط کے ترجمہ مین اس کا ذکر کیا ہے، ۵؎ قدیم یونانی طبیب، اطباے یونان نے اپنی کتابون مین اس کے اقوال نقل کئے ہین (قفطی ص۲۶) ۶؎ جالینوس کے تذکرہ مین صاحب طبقات الاطبا نے ان کتابون کے نام لکھے ہین اور انکا موضوع بحث بتایا ہے،

علمائے ریاضیات | مین ابلونیوس[1] نجار ہے جسکی کتاب المخروطات ان خطوط منحنیہ[2] کے علم مین ہے، جو سیدھی ہین نہ گول ۔

اقلیدس[3] | باشندۂ صور (شام) مصنف مبادی علم ہندسہ معروف بہ کتاب الارکان[4]، کتاب المفروضات کتاب المناظر و کتاب تالیف اللحون وغیرہ،

ابو یوسف یعقوب بن اسحاق کندی نے اپنے ایک رسالہ مین[5] لکھا ہے کہ یونان کے کسی بادشاہ کے کتب خانہ مین سے دو کتابین نکلین جو ابلونیوس نجار کی طرف منسوب تھین اور ان مین ان مجسمات خمسہ[6] کا بیان تھا جن سے زیادہ کسی کرہ مین نہین آسکتے، اب اس کو ایسے آدمی کی جستجو ہوئی جو اس کے لیے ان کتابون کی شرح لکھدے، تو اقلیدس کے سوا جو اپنے زمانہ مین ہندسہ کا جیّد عالم تھا اور کوئی شخص نہ ملا، اس نے ان دونون کتابون کی شرح لکھی اور ان کتابون کے لکھنے سے ابلونیوس کا جو مقصد تھا اس کو بیان کیا، پھر اقلیدس نے ان مجسمات سے واقف ہونے کے لیے ایک مقدمہ کا بھی اضافہ کر دیا اس سے وہ تیرہ مقالے تیار ہو گئے جو اقلیدس

---

[1] Apollonius اسکندریہ کا مشہور عالم ریاضی، اسکی کتاب المخروطات کا ترجمہ بنو موسیٰ نے عربی مین کیا تھا اقلیدس سے بہت پہلے گذرا ہے (قفطی ص۶۱ و ص۸۵) [2] Curved lines [3] Euclid ۳۰۰ برس ق م گذرا ہے، اصل مین وہ شام کا باشندہ تھا، مگر چونکہ اسکی تصانیف تمامتر یونانی زبان مین ہین اسلیے یونانی حکما مین شمار ہوتا ہے تفصیل کے لیے دیکھو قفطی ص۶۳، ص۶۴. [4] یونانی مین اسکا نام Element یعنی الارکان ہے، اس کے بعد رومیون نے اس کا نام "اسطقسات" رکھا، مسلمانون کے ہان اسکو "اصول اقلیدس" کہتے ہین جسکو کثرت شہرت کے سبب صرف اقلیدس کہدیتے ہین یورپ کو یہ کتاب عربی زبان مین ملی اور اڈیلر ڈ آف باتھ نے عربی ہی سے اس کا لاطینی مین ترجمہ کیا، یہ کتاب مدارس مین عام طور پر متداول ہے، [5] اس کا نام رسالۃ فی اغراض اقلیدس ہے (قفطی ص۶۴) [6] یعنی کسی کرہ کے اگر ٹکڑے کئے جاوین تو ان کی جو شکلین ہونگی وہ پانچ سے زائد نہ ہونگی ان مین سے ہر شکل کا ٹکڑا گویا ایک مجسمہ ہے،

کی طرف منسوب ہوئے، پھر کسی[۱] نے اقلیدس کے بعد اور دو مقالون کا اضافہ کیا اور ابلونیوس سے جو باتین رہگئی تھین یعنی ان مجسمات خمسہ کی باہمی نسبتین اور ایک کو دوسرے سے اخذ کرنے کا طریقہ، ان کو بھی لکھدیا،

ارشمیدس[۲] ریاضیات کا عالم، اسکی تصنیف سے کتاب المسبتع فی الدائرہ اور کتاب الکرہ والاسطوانۃ وغیرہ کتابین ہین،

نطون[۳] یونان کے آخری عہد سلطنت مین گذرا ہے، اور کتاب الحدود والمساحۃ کا مصنف ہے، اس کی تصانیف مشہور ہین،

(ان کے علاوہ) سنبلقیوس[۴]، جو اقلیدس کے بعد تھا، خرمیدس[۵]، اور ابوسندرونیوس[۶] بھی علمائے ریاضیات سے تھے،

طیموخارس[۷] مشہور رصد دان، اس کی بعض رصدون کا بطلیموس نے اپنی کتاب (المجسطی) مین تذکرہ کیا ہے، اور اس کا زمانہ اپنے سے ۴۲۰ سال پیشتر بتایا ہے،

---

[۱] یہ دو مقالے اقلیدس کے شاگرد ابسقلاوس Hypsicles نے اضافہ کئے تھے (قفطی ص۴۴) [۲] Archimedes یا ارخمیدس سسلی مین ۲۸۷ ق م مین پیدا ہوا اور ۲۱۲ ق م مین مرگیا، اسکی بعض تصانیف کے اصل متن اور ان کے لاطینی تراجم چھپ گئے ہین، دیکھو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۲ ص۳۳۸ قفطی ص۴۸ ص۴۹، [۳] قفطی نے اس کے تذکرہ (ص۱۶۱) مین لکھا ہے کہ بعض اس کو قسطون بھی کہتے ہین، بعض جگہ قطون اور قیطون بھی آیا ہے، بہرحال یہ پتہ نہین چلتا کہ اسکا اصل نام کیا ہے، یہ حکیم بطلیموس کا ہمعصر تھا، [۴] Simplicius مہندس، ریاضی دان، شرح اقلیدس کا مصنف، رومی الاصل تھا، (قفطی ص۲۰۱) [۵] Charmandros یونان کا ریاضی دان حکیم جو اقلیدس کے بعد گذرا ہے، حکیم افلاطون کا ماموں تھا (قفطی ص۵) اور سقراط کے تلامذہ مین سے تھا (تاریخ فلسفہ قدیم از بین ص۶۲) [۶] قفطی نے اسکو ابوسندرنیوس لکھا ہے، اصل تلفظ نہین معلوم ہوسکا، اقلیدس کے بعد گذرا ہے (ص۵) غالبًا یہ پسیدونیوس (Poseidonios) کی تصحیف ہے، جو ۱۳۵ ق م مین گذرا ہے، [۷] متن مین طیمولاوس لکھا ہے،

تھی (علماے ریاضیات) مین سے مثلاً اوس[1]، تاؤذوس[2]، مصنف کتاب الاکر بھی[3] تھے،
میطن[4] اور اقطیمن[5]، یہ دونون شہر اسکندریہ (مصر) کے مشہور رصد دان تھے، اور بطلیموس سے ۱۷۵
برس پیشتر گذرے ہین،

ابرخس[6]	میطن اور اقطیمن سے تقریباً تین سو برس بعد گذرا ہے، صحیح رصدون کا واضع تھا، اور اس کے معرکۃ الآرا مباحث و مسائل ہین،
بطلیموس القلوذی[7]	مصنف کتاب المجسطی، کتاب الجغرافیا، کتاب المناظر، کتاب المقالات الاربع

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ غلط ہے، قفطی نے طیموخارس لکھا ہے اور یہی صحیح ہے (قفطی صفحہ ۱۲۵) [illegible] مدرسۂ اسکندریہ مین نجوم کا زبردست عالم تھا، ۳۰۰ برس قبل مسیح گذرا ہے (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۲ صفحہ ۸۴۶) [1] اسکندریہ کا عالم ریاضیات و فلکیات، پہلی صدی عیسوی مین گذرا ہے، اس کی کتابون کا عربی مین ترجمہ کیا گیا تھا (قفطی صفحہ ۲۱۱) انسائیکلو پیڈیا مین لکھا ہے کہ اس مصنف کی جو تصنیفات یورپ کو ملین وہ عربی مین ملین ورنہ ان کی اصل مفقود ہے، [2] اس کے حالات کے متعلق پتہ نہین چلتا کہ وہ کس زمانہ مین تھا، مگر بعض قیاسات اس کے مؤید ہین کہ وہ ایک صدی قبل مسیح گذرا ہے، [illegible] اس کے نام کا اصل تلفظ ہے، اسکی کتاب الاکر عربی زبان مین دسوین صدی عیسوی مین ترجمہ کیگئی تھی، اور عربی سے اس کا لاطینی ترجمہ بارہوین صدی مین ہوا تھا، جو ۱۵۱۸ء مین بمقام وینس شائع ہوا، مگر چونکہ یہ ترجمۂ لاطینی غلط تھا اسکے دوبارہ اصل متن یونانی کیساتھ ۱۵۲۹ء مین ویانا سے شایع کیا گیا، [3] قیادوسیس کی کتاب الاکر مترجمہ قسطا بن لوقا (سنہ ۱۲۰۰ھ) کا ایک قلمی نسخہ بنگال کی ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ مین موجود ہے (مخطوطات سوسائٹی مذکور کی فہرست کتب عربی نمبر ۷۶) [4] Motozz [illegible] اسکندریہ کا مشہور ریاضی دان اور ماہر ہیئت و نجوم (قفطی صفحہ ۲۱۱) [5] میطن کا ہمعصر ریاضیات اور فلکیات کا عالم، (قفطی صفحہ ۲۱۱) [6] [illegible] ریاضیات کا فاضل کلدانی حکیم، میطن اور اقطیمن سے تین سو برس بعد ہوا ہے، بطلیموس نے مجسطی مین اس سے بہت کچھ اخذ کیا ہے، اور اسکی آرا کو نقل کیا ہے (قفطی صفحہ ۵۹) [7] Ptolemiao Claudius (بطلیموس کے مفصل حالات کے لیے دیکھو تاریخ یعقوبی ج ۱ صفحہ ۱۵۱ - صفحہ ۱۶۱، قفطی صفحہ ۶۷ صفحہ ۹۸، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۲۰ صفحہ ۸۷ طبع نہم)

فی احکام النجوم، کتاب الموسیقی، کتاب الانوار، کتاب القانون (ماخوذ از مجسطی) وہ ادریانوسؔ[۱] اور انطونینوسؔ[۲] ملوکِ روم کے عہدِ حکومت مین تھا، اور افرخس سے دو سو اسی برس کے بعد گذرا ہی،

مدعیانِ علم تاریخ الامم مین سے اکثر لوگ بطلیموس کو ان بطالمۂ یونان مین شمار کرتے ہین[۳] جو اسکندر کے بعد بادشاہ ہوئے، حالانکہ یہ ایک فاش غلطی ہے، اس لیے کہ بطلیموس نے اپنی کتاب المجسطی کے مقالہ سوم کی نوع ثالث (جو تمام حرکاتِ شمس اور ان کی رصد سے متعلق تمام احوال کی جامع ہے) بیان کیا ہے کہ اس نے عہد ادریانوس کے انیسوین برس مین اعتدال خریفی کا بذریعہ رصد مشاہدہ کیا تھا، جس کو سنہ بخت نصر کے سال اوّل سے لیکر اس وقت کے اعتدال خریفی تک ۸۸۰ برس، ۳۰۲ دن، اور ۶ گھنٹے گذرے ہین، پھران سنین کو اس نے اس طرح تقسیم کیا ہے کہ سنہ بخت نصر سے لیکر سے اسکندر ماقدونی (اسکندر ذی القرنین کے دادا) کی وفات تک ۴۲۴ سال مصری (قبطی) اور اسکندر کی وفات سے اغسطس (آگسٹس) روم کے پہلے بادشاہ تک ۲۹۴ سال ہوتے ہین، اور اغسطس کے سال اوّل سے اعتدال خریفی مذکور کی رصد تک ۱۶۱ برس ۶۷ دن اور چند گھنٹے، اس تفصیل اور عمدگی سے بطلیموس نے اپنے زمانہ کی تصریح کر دی ہے، لہذا اس کا زمانہ عہدِ اغسطس سے ۱۶۱ برس بعد ہے، اقوام گذشتہ کی تاریخ کے ماہرین اس بات پر متفق ہین کہ یہ اغسطس وہ رومی بادشاہ ہے جو خاندان بطالمہ

---

۱ [illegible] سنہ ۱۱۷ء سے ۱۳۸ء مین روم کا بادشاہ تھا، اڈریانوپل اسی کا آباد کیا ہوا ہے، المتولد سنہ ۷۶ء،

۲ [illegible] ادریانوس کے بعد ۱۳۸ء مین روم کا بادشاہ ہوا، ۸۶ء مین پیدا ہوا تھا، ۱۶۱ء مین مرگیا (انسائیکلوپیڈیا ج ۲ ص ۱۳۹)

۳ حمزہ اصفہانی نے بطلیموس صاحب مجسطی کو یکے از بطالمہ خیال کیا ہے، (ص ۵۲ سنی الملوک الارض طبع کاویانی)

یونان کی آخری ملکہ قلوبطرا (کلیوپیٹرا) پر غالب آیا تھا، صرف اسی بات سے اس شخص کی تردید ہو جاتی ہے جو بطلیموس کو بطالمۂ یونان سے خیال کرتا ہے[1] اور یہی دلیل انشاء اللہ اسکے ثبوت کیلئے کافی ہوگی،

علم حرکات النجوم اور اسرارِ فلکیات کا بطلیموس پر خاتمہ ہے کہ اسی نے اس فن کی تدوین و ترتیب کی ہے، جو یونانیون، رومیون، وغیرہ اہلِ مغرب کے ہان متفرق اور غیر منضبط تھا بطلیموس کی بدولت یہ فن مرتب اور منظم ہوا اور اسی نے اس کے غوامض حل کئے،

المجسطی[2] مجھے نہین معلوم کہ بطلیموس کے بعد کوئی شخص مجسطی کی سی کتاب لکھنے پر قادر ہوا ہو، یا اس کے معارضہ کی جرأت کر سکا ہو، بلکہ اسکی بجائے بعض نے اسکی شرح لکھی ہے، جیسے فضل بن حاتم تبریزی نے، اور بعض نے اسکی تلخیص اور اختصار کیا ہے، جیسے محمد بن جابر البتانی نے، بطلیموس کے بعد اس فن کے علماء کی یہی غایت تھی جہانتک پہنچنے کی وہ آرزو کرتے تھے اور ان کی تمام سعی و توجہ کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ کتاب المجسطی کو باقاعدہ سمجھنے اور اس کے تمام اجزاء کی ترتیب پر حاوی ہونے مین ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرتے تھے، جہانتک ہمین معلوم ہے، علوم قدیمہ و جدیدہ مین سے کسی علم پر کوئی کتاب آج تک ایسی نہین لکھی گئی جو اس کی تمام جزئیات پر حاوی اور محیط ہو، بجز ان تین کتابون کے، ایک تو یہی المجسطی علم ہیئت اور

---

[1] یہ استدلال تمام تر مسعودی سے منقول ہے (التنبیہ والاشراف ص ۱۲۹-۱۳۰) مگر اس نے ایک جداگانہ طریقہ پر حساب کیا ہے، قفطی کا بیان تمام تر صاعد سے منقول ہے،

[2] اصل یونانی مین اس کا نام میجالی سنطاکسس (Megali Syntaxis) ہے، جس کے معنی ترتیب کبیر یا نظام کبیر ہین، عربون نے اس لفظ کو مجسطی اور الف لام ملاکر المجسطی بنادیا، عربی مین اسکے کئی تراجم ہوئے متعدد شروح اور حواشی لکھے گئے، یہ کتاب مسلمانون ہی کے طفیل مین یورپ پہنچی اور عربی سے لاطینی مین اسکا ترجمہ کیا گیا جو ۱۵۱۵ء مین پیرس مین چھپ چکا ہے، پھر اصل یونانی نسخہ لاطینی اور فرنچ مین اسکا ترجمہ ہوا، عربی علم ہیئت کی کتابون مین اس کے متعدد اقتباسات پائے جاتے ہین، تفصیل کیلئے دیکھو کشف الظنون ج۲ ص۳۰۳، دائرۃ المعارف لفظ بطلیموس، محاضرات جدیدی (طالیانی) ص علم الفلک ص۲۲، ۲۲۶، برٹانیکا ج۲۲ ص۶۶۳ طبع نہم)

حرکاتِ نجوم مین، دوسری کتاب ارسطو کی فن منطق[۱] مین، اور تیسری کتاب[۲] سیبویہ بصری[۳] کی نحو عربی مین، کہ ان تینون مین سے ہر ایک کتاب اپنے اصول و فروع علمی کے لحاظ سے بجز غیر اہم چیزون کے جامع اور مکمل ہے، اور تمام چیزون پر احاطہ کر لینے کا شرف اور تکمیل کی فضیلت تو خدا ہی کے لیے ہے جس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہین،

الغرض یہ نامور علماء و مشاہیر فلکِ یونان کے درخشان آفتاب تھے جن کے پرتوِ انوار سے اہل دنیا ہدایت یاب ہوئے، اور ان کے آثار علمیہ سے لوگون نے استفادہ کیا، ان کے بعد بھی کئی حکماء و فلاسفہ یونان مین گذرے ہین جنکے حکم و نوادر کو مولفین نے اپنی کتابون مین جمع کیا ہے،

فلاسفۂ یونان کے فرقے حنین بن اسحاق مترجم اور ابو نصر محمد بن نصر فارابی منطقی وغیرہ علمائے فلسفہ نے بیان کیا ہے کہ فلاسفۂ یونان کے سات فرقے (اسکول) ہین جن کے نام سات چیزون کے نام سے مشتق ہین،

۱- اس شخص کے نام سے جو اس فلسفہ کا معلم تھا،

۲- اس شہر سے جہان سے اس فلسفہ کی ابتدا ہوئی تھی،

۳- اس مکان یا جگہ سے جہان اسکا درس دیا جاتا تھا،

---

[۱] کتب ثمانیہ منطقیہ سے مراد ہے، یہ آٹھون کتابین دراصل ایک ہی کتاب کے ابواب ہین، [۲] کتاب سیبویہ علم نحو عربی کی معرکۃ الآرا کتاب ہے، سب سے پہلے جرمنی رسالہ مجلۃ الآداب المشرقیہ (Z.D.M.G) مین اور پھر ویانا، پیٹرس برگ، پیرس، آکسفورڈ اور اسکوریال کے قلمی نسخون پر سے ڈیرنبرگ مستشرق نے ۱۸۸۱ء مین پیرس سے شائع کی مصر مین بھی اب چھپ گئی ہے،

[۳] ابو بشر عمرو بن عثمان بن قنبر ملقب بہ سیبویہ متقدمین و متاخرین مین اس کے برابر کوئی نحو کا عالم نہین گذرا علمی طور پر سب سے پہلے اسی نے نحو کے اصول وضع کئے بعمر ۳۲ سال ۱۸۰ھ مین وفات پائی (ابن خلکان ج ۱ ص ۳۸۵ و ۳۸۶ بغیہ للسیوطی ص ۳۶۶)،

۴ اس طرز معاشرت سے جسکا یہ فرقہ التزام کرتا تھا،

۵ اس فرقہ کی فلسفیانہ رایون سے،

۶ ان رایون سے جو تعلیمِ فلسفہ مین ان کی غرض مطلوب سے متعلق ہوتی تھین،

۷ ان افعال سے جو اثنائے تعلیمِ فلسفہ مین ان فلاسفہ سے سرزد ہوتے تھے،

(مذکورۂ بالا اشتقاقات کے مطابق علی الترتیب) ان فرقون کے نام حسبِ ذیل ہین:

۱- فیثاغورثیہ (PYTHAGORIANS) حکیم فیثاغورث معلّمِ فلسفہ کی طرف منسوب ہے،

۲- قورینیہ (CYRENAIC) منسوب بہ شہر قورینیہ[۱] (CRYENS) جو (اس کے بانی) حکیم ارسطیفوس[۲] (ARISTIPPUS) کی جائے ولادت تھا،

۳ رواقیہ (STOICS) یعنی اصحاب المظلہ (چھت والے) شہر اثنیہ (ایتھنیز) کے ہیکل کی چھت سے منسوب ہے جس کے نیچے بیٹھکر حکیم کرسفس[۳] (CHRYSIPPUS) اپنے شاگردون کو درس دیا کرتا تھا،

۴- کلابیہ (DOGMATICS) حکیم دیوجانس[۴] (DIOGENES) کلبی سے منسوب ہے، یہ فرقہ فرائض انسانی (جنکی بجا آوری ہر متمدن انسان پر فرض ہے) کی بجا آوری کا

---

[۱] یہ وہی شہر قنیہ ہے جو شام مین حمص کے قریب واقع ہے (قفطی ص ۸)

[۲] سقراط کا شاگرد اور فلسفہ سقراط کا پیرو، چوتھی صدی عیسوی مین گذرا ہے، ریاضیات مین اسکی تصانیف کا عربی مین ترجمہ ہوا تھا، (دیکھو قفطی ص ۵۹، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲ ص ۵۰۶ طبع نہم)

[۳] یونان کا غیر مشہور فلسفی تین سو برس قبل مسیح گذرا ہے، اسکی تعلیمات یا تصانیف سے کچھ بھی نہین معلوم ہوا، (دیکھو انسائیکلوپیڈیا ج ۵ ص ۵۵۵، قفطی ص ۱۲۲)

[۴] قدیم یونانی فیلسوف چار سو برس قبل مسیح گذرا ہے اسکی فلسفیانہ آرا کیلئے دیکھو شہرستانی ج ۲ ص ۱۳۰ قفطی ص ۱۲۵ انسائیکلوپیڈیا ج ۷

سخت مخالف اور اپنے اعزہ و اقارب کے سوا تمام ابناے جنس سے بغض و عداوت رکھنے کا قائل تھا اسی وجہ سے وہ کلابیہ کہلاتے ہین کہ یہ صفت اکثر کتون مین پائی جاتی ہے،

(۵) مانعیہ حکیم فرورن[1] (PHYRRON) کا فرقہ ہے جو اسکی فلسفیانہ رایون کی طرف منسوب ہے

(۶) ابیقوریہ[2] (EPICURIANS) ان کو اصحاب اللذہ بھی کہتے ہین، کہ ان کے فلسفہ کی غایت حصول لذت ہے، جو اس فلسفہ سے واقف ہونے کے بعد حاصل ہوتی ہے،

(۷) مشائین (PERIPETATICS) افلاطون[3] اور ارسطو کے فرقے مشائین کہلاتے ہین کہ وہ ٹہلتے ہوئے فلسفہ کا درس دیتے تھے تاکہ ریاضت نفس کیساتھ ریاضت جسمانی بھی حاصل ہو،

ان مین فیثاغورثیہ اور افلاطونیہ دو بڑے فرقے ہین، اور فلسفہ کے رکن خیال کئے جاتے ہین

ان مین قدماے فلاسفہ صرف اس فلسفۂ طبیعیہ کو اختیار کرتے تھے جسکو پیروان فیثاغورث، تالیس ملطی، اور یونان و مصر کے عوام صابۂ نے اختیار کیا تھا، بعد ازان متاخرین فلاسفہ مثل سقراط، افلاطون، ارسطو اور ان کے مقلدین فلسفۂ مدنیہ کی طرف مائل ہوئے چنانچہ ارسطو نے اپنی کتاب الحیوان مین بیان کیا ہے کہ:-

"زمانۂ سقراط کے ایک صدی بعد لوگ فلسفۂ طبیعیہ کو چھوڑکر فلسفۂ مدنیہ کی طرف متوجہ ہوگئے"[4]

---

[1] یونان کا قدیم ماہر علم طبیعیات، اس کا فرقہ فلسفہ کی باقاعدہ تعلیم و تدریس کی ممانعت کرتا تھا اس لئے مانعیہ کہلایا تعجب ہے کہ قفطی (ص۱۷) نے فرورن کے متبعین کو اصحاب اللذہ بتایا ہے جو غلط ہے،

[2] اس کا بانی ابیکیورس المتولد ۳۴۲ ق م تھا، اس کا فلسفہ یہ تھا کہ آیندہ حشر نشر کچھ نہین اس لیے جب قدر ہوسکے یہان عیش کرلینا چاہیئے، اس کی آرا کے لیے دیکھو شہرستانی ج ۲ ص۱۱۳ طبع بمبئی، [3] پیروان افلاطون کو اشراقیین بھی کہتے ہین، [4] التنبیہ والاشراف للمسعودی ص۱۱۶-۱۱۷ لیڈن،

متاخرین مین سے ایک جماعت فیثاغورس، ور اس کے متبعین کے مسلک پر کتابین تصنیف کی ہین، اوران مین قدیم فلسفہ طبیعی کی حمایت کی ہے،

ابوبکر رازی | اس مبحث پر کتابین لکھنے والون مین ایک ابوبکر محمد بن زکریا رازی بھی ہین، یہ ارسطو کے سخت مخالف تھے، وہ اس پر سخت برہم تھے کہ ارسطو نے اپنے استاذ فلاطون وغیرہ فلاسفہ متقدمین کی اکثر رایون کو ترک کر دیا، ان کی رائے تھی کہ ارسطو نے فلسفہ کو خراب کر ڈالا، اور اس کے اکثر اصولون کو متغیر کر دیا، لیکن میرے خیال مین رازی کے ارسطو پر اس قدر برہم ہونے اور اس کی تنقیص کرنے کا بجز اس کے اور کوئی سبب نہین ہے کہ ارسطو نے علم الالٰہی، اور طب روحانی وغیرہ کی تالیفات مین فرقہ ثنویہ[1] کے مذہب شرک اور براہمہ کے عقائد ابطال نبوت اور عام صابۂ کے عقیدۂ تناسخ کے ساتھ پسندیدگی کا اظہار کیا ہے، اور اس بنا پر رازی نے اس کی مخالفت کی ہے، اگر خدا رازی کو ہدایت کی توفیق عطا کرتا اور وہ امدادِ حق کے خواہان ہوتے تو ارسطو کی بابت یون کہتے کہ اس نے تو آرائے فلسفہ کو پاک و صاف کر دیا، مذاہب حکماء کو چھان کر ان کا میل کچیل نکال کر پھینک دیا ان کے لب لباب اور ماصفا کو لے لیا، جو باتین عقل سلیم، صاحبان نقد و بصیرت اور پاک نفس لوگون کے نزدیک واجب تھین ان پر اپنا اعتقاد رکھا، چنانچہ وہ حکماء کا پیشوا اور علماء کے محاسن کا جامع بنگیا،

لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد[2]

خدا کے لیے یہ بات کچھ ناممکن نہین ہے، کہ وہ تمام دنیا کو ایک شخص کی ذات مین جمع کردے

[1] فرقہ ثنویہ "اصلین قدیمین" یعنی نور و ظلمت کو قدیم اور ازلی مانتا ہے بخلاف مجوس کے کہ وہ ظلمت کو حادث اور نور کو ازلی مانتے ہین، نیز جوہر، طبع، فعل، جہت، مکان، اجناس، ابدان اور ارواح مین ان دونون (نور و ظلمت) کے اختلاف کے قائل ہین، (شہرستانی برحاشیہ ابن حزم ج ۲ صفحہ ۸۰)

[2] یہ شعر مشہور عربی شاعر ابونواس کا منجملہ ان اشعار کے ہے جنمین اس نے امین الرشید کو مخاطب کیا ہے اور فضل بن یحییٰ برمکی کی خیرسگالی اور دولت اندیشی کی طرف اس کو توجہ دلائی ہے دیکھو (ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۱۱۳)

علومِ رُوم

رومیون کی مملکت وسیع اوران کے بادشاہ عظیم الشان تھے، ان کے شہر بلادِ یونان سے متصل، اوران کی زبان یونانیون کی زبان سے مختلف ہے، کہ یونانیون کی زبان اغریقیہ (گریک) اور رومیون کی زبان لاطینی ہے،

حدود | بلادِ روم کے جنوب مین بحرِ روم بلادِ روم کی حد ہے، جو طنجہ[۱] اور شام کے درمیان مغرب سے لے کر مشرق تک پھیلا ہوا ہے، اس کے شمال مین اقوام شمالی مثل روس، بلغر وغیرہ کے شہر اور بحرِ اوقیانوس کے (اطلانتک) بعض حصے اس کی حد ہین، مشرق مین بلادِ یونان کے حدود ہین، اور اقصاے اندلس مین مغربی جانب سے بحرِ اوقیانوس اکی حد ہے، یہ ممالک تین حصون مین منقسم اور ایک دوسرے سے علیحدہ طور پر ممتاز تھے، ان کے مشرقی جانب بلادِ المانیہ (جرمنی) اور بلادِ یونان کی حدود ہین، وسط مین بلادِ فرانس اور اقصاے مغرب مین بلادِ اندلس ہین، بلادِ المانیہ کا شہر رومااس تمام مملکت کا پایۂ تخت تھا،

بناے رومہ و سلطنتِ روم | ولادتِ مسیح سے قبل رومہ کی بنا ڈالی گئی تھی، اس کا بانی رومُلس لاطینی تھا جس کے نام سے یہ شہر منسوب ہے، یہ سلاطینِ روم مین پہلا مشہور فرمانروا تھا، لاطینی (بزنطینی) بناے رومہ کے بعد سے اس مملکت پر سات سو چھبیس برس یعنی ملوک قیاصرہ کے پہلے بادشاہ اغسطس (اگسٹس) کے عہدِ حکومت تک قابض رہے، اس کے بعد اگسٹس مذکور نے ملوکِ یونان پر غالب آکران کی سلطنت کو اپنی مملکت کیساتھ ملا کر ایک عظیم الشان سلطنت قائم کرلی

[۱] مراکش کا بندرگاہ،

جس کا طول مشرق سے مغرب تک یعنی بلادِ آرمینیہ سے مغرب مین اقصاے اندلس تک ایک سو مرحلہ[1] (۲۴۰۰ میل) اور ان دونون ممالک کا پایۂ تخت شہر رومہ تھا،

۳۲۵ سال تک یہی حالت قائم رہی اس کے بعد قسطنطین (Constantine) ہیلانی[2] نے جو صابیہ کا مذہب ترک کرکے عیسائی بنگیا تھا خلیج (باسفورس) کے کنارہ پر بلادِ یونان کے وسط مین ایک شہر کی بنیاد ڈالی جو اس کے نام پر قسطنطنیہ (Constantinople) کے نام سے موسوم ہے، اور وہین وہ اقامت پذیر ہوا، اس وقت سے لیکر ہمارے زمانہ تک یہ شہر سلطنتِ روم کا پایہ تخت رہا ہی، اوقت سے سلاطینِ روم معزز و معتبر لاطینیون کو شہر رومہ مین اپنا جانشین اور نائب السلطنة مقرر کرتے تھے، جو بحیثیت گورنر یا عامل ان کے حکم سے قابض و متصرف ہوتے تھے لیکن نہ تو وہ تاج پہن سکتے تھے اور نہ بادشاہ کہلاتے تھے،

اسی طریقہ سے سلاطینِ روم تمام بلادِ روم پر حکومت کرتے رہے، آخر کار ایک مدت مدید کے بعد وہ تمام قومین مثل صقالبہ، برجان، وغیرہم کے جو ان کی مطیع و منقاد تھین طاقتور ہوکر ان کے حلقۂ اطاعت سے باہر ہوگئین، اور ہر قوم نے اپنی جداگانہ حکومت قائم کرلی، حتی کہ سنہ ۳۴۰ھ مین والیِ رومہ بھی ان کی اطاعت سے منحرف ہوگیا، اور جب کہ اس کی حکومت مستحکم ہوگئی اور جمعیت بڑھ گئی تو اس نے تاج شاہی زیبِ سر کیا اور بادشاہ بن بیٹھا، قسطنطین بن لیون[3] (Leon) نے اس پر چڑھائی کرنے کے لیے فوجین روانہ کین مگر وہ شکست خوردہ واپس آئین، ناچار صلح کرنی پڑی اور اس وقت سے یونان کے مغربی شہرون

[1] چوبیس میل یعنی ایک دن کے سفر کو مرحلہ کہتے ہین، [2] اس کی ماں کا نام ہیلانہ (Helena) تھا اسلیے اسکو ہیلانی کہا جاتا ہی، [3] آٹھواون رطوک امان، یہ قسطنطین (Constantine) ہفتم معروف بہ Porphyrogenitus سنہ ۹۵۹ع

سے لیکر بلادِ قسطنطنیہ کے اطراف تک لاطینیون کی سلطنت علٰحدہ ہوگئی، اور اس کے صوبجات یونان کے صوبجات سے دور پڑ گئے، کیونکہ ان دونون ممالک کے بیچ مین ترکون کے وہ قبائل ڈیرہ ڈالے پڑے ہوئے تھے، جو وہان کی اکثر آبادیون کو تباہ و برباد کرتے پھرتے تھے، اور آج بھی قسطنطنیہ سے روم جانا ہو تو بحری راستہ کے بغیر کوئی شخص وہان تک نہین پہنچ سکتا ہے[1]

مذہب | زمانۂ قدیم سے اہلِ روم مذہبًا صابۂ تھے، پھر جب قسطنطین بن ہیلانی بانی قسطنطنیہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا اور اہلِ روم کو بھی اسکی دعوت دی تو اُنھون نے اسکو قبول کیا اور اپنے دین صابئی یعنی ہیکلون اور بتون کی تعظیم و پرستش وغیرہ سے دست بردار ہو کر سب کے سب عیسائی بنگئے، ایک عرصہ تک وہان مذہب عیسوی کی اشاعت روز افزون اور ترقی پذیر رہی، یہان تک کہ روم کی اکثر ہمسایہ قومین جلالقہ، صقالبہ، برجان، روس، مصر کے تمام قبطی وغیرہ، نیز تمام اقوام سیہ فام مثل اہل حبش و نوبہ بھی اس مذہب مین داخل ہوگئین[2]

علماء و فلاسفہ | شہر رومہ وغیرہ مین اہلِ روم کے جید حکما و علماء گذرے ہین، جو مختلف اصنافِ فلسفہ کے ماہر تھے، اکثر لوگون کی رائے مین وہ مشہور فلاسفہ جنکو ہم اوپر یونانیون مین شمار کر چکے ہین، سب کے سب رومی تھے، مگر صحیح یہ ہے کہ وہ یونانی تھے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے،

---

[1] التنبیہ ص ۱۸۰، مسعودی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۲۰ھ مین ترکون کے وحشی قبائل یعنی بجناک، یجنی، بجغرد اور نوکرد (جو مشرق مین روم کے انتہائی شہرون مین سے شہر ولندر سے منسوب ہو کر ولندریہ کہلاتے ہین) ان پانچ مقامات: طابلا، ترا قیہ، مقدونیہ، بلیونیسہ، اور سالونیکہ پر قابض ہو گئے تھے، وہان وہ تاخت و تاراج کرتے پھرتے تھے، اور قسطنطنیہ سے روم تک جو تقریبًا چالیس روز کی مسافت ہے خشکی کا راستہ روکے ہوئے تھے۔

[2] التنبیہ و الاشراف ص ۱۱۵ لیڈن۔

اصل بات یہ ہے کہ ان دونون قومون کی ہمسایگی، اختلاط و انتقال سلطنت، اور اتحادِ وطن و مملکت کی وجہ سے اکثر لوگون کو ان کے علمار کے مخلوط حالات پہنچے ہین، اسلیے ان حکمار و فلاسفہ کی شناخت مین ان کو دھوکا ہوا ہے محققین مورخین کے نزدیک یہ دونون قومین علوم فلسفہ کی تحصیل و اعتنار مین مشہور اور اہل علم مین بلند رتبہ ہین، مگر اس مین اہل یونان کا پایہ بلند ہے جس سے خود اہل روم یا کسی اور کو مجال انکار نہین ہے، واللہ اعلم۔

خلفار عباسیہ کے عہد مین نصاریٰ اور صابئی علما کی ایک جماعت تھی، مجھے نہین معلوم کہ وہ یونانی تھے یا رومی یا کہ وہ انکی ہمسایہ قومون مین سے تھے، چنانچہ عیسائیون مین

بختیشوع[1] اور اس کا بیٹا جبرائیل بن بختیشوع دونون اعلیٰ درجہ کے طبیب گذرے ہین، بختیشوع پہلے ابو العباس السفاح کا ندیم اور معالج تھا، اس کے بعد ابو جعفر منصور کا ملازم رہا، اسکی وفات کے بعد اس کا بیٹا خلفائے عباسیہ کے دربار مین اسی عہدہ پر مامور ہوا، بختیشوع کی تصانیف فن طب مین مشہور ہین،

یوحنا بن ماسویہ[2] پہلے ہارون رشید اور پھر مامون کا طبیب خاص تھا، خلیفہ المتوکل کے زمانہ تک زندہ رہا، اسی کو ہارون نے قدیم یونانی کتابون کے ترجمہ کا کام سپرد کیا تھا، جو انقرہ[3] (انگورہ) وغیرہ بلادِ روم کی فتح کے زمانہ مین ہاتھ لگی تھی، ان مین سے اکثر کا ترجمہ یوحنا نے کیا، فن طب مین اس کی تصنیفات حسب ذیل ہین:-

---

[1] بختیشوع اور اس کے بیٹے جبرائیل کے مفصل حالات کے لیے دیکھو قفطی ص ۱۰۱، ص ۱۳۳ طبقات الاطبار ج ۱ ص ۱۲۵، ص ۱۳۸

[2] ابو زکریا یحیی (یا) یوحنا ابن ماسویہ عیسائی طبیب المتوفی ۲۴۳ھ ۸۵۷ء اس کے مفصل حالات کے لیے دیکھو الفہرست ص ۲۹۵ طبقات الاطبار ج ۱ ص ۱۷۵ قفطی ص ۲۴۸، ص ۲۵۶، ۵۳، ۱۳۲

[3] انگورہ، ایشیائے کوچک کا ایک شہر جو آجکل ترکی جمہوریت کا پایۂ تخت ہے،

(۱) کتاب البرہان
(۲) کتاب البصیرۃ
(۳) کتاب الکمال
(۴) کتاب الحمیات
(۵) کتاب الفصد والحجامۃ
(۶) کتاب الجذام،
(۷) کتاب الحمام
(۸) کتاب اصلاح الاغذیۃ
(۹) کتاب المعدۃ
(۱۰) کتاب الادویۃ المسہلۃ
(۱۱) قرابادین معروف بالمشجر[۱]

حنین بن اسحاق | ابو زید[۲] حنین بن اسحاق، یوحنا بن ماسویہ مذکور کا شاگرد اور عہدِ اسلام کے ائمہ مترجمین میں سے تھا، وہ یونانی اور عربی زبان کا عالم تھا، عربی کی تحصیل اس نے بصرہ میں خلیل بن احمد[۳] سے کی تھی، اور سب سے پہلے یہی کتاب العین[۴] کو بغداد میں لایا تھا خلیل بن احمد سرزمین فارس میں

[۱] کتاب المشجر کا ایک قلمی نسخہ بانکی پور (پٹنہ) کے کتبخانہ میں ہے (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ص۳۰۰) [۲] حنین کے مفصل حالات کیلئے دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص۱۶۷، ص۱۶۸ طبقات الاطبا ج ۱ ص۱۸۴، ص۲۰۰ قفطی ص۱۷۱ ص۱۲۲، [۳] ابو عبدالرحمن خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم الفراہیدی الازدی علم نحو و لغت کا امام، اسلام میں یہ پہلا شخص ہے جو نبی صلعم کے بعد احمد کے نام سے موسوم ہوا، ۱۷۰ھ میں اس نے وفات پائی تفصیل کیلئے دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص۲۰۲ البغیۃ الوعاۃ للسیوطی ص۲۴۳، ص۲۴۴ مفتاح السعادۃ ج ۱ ص۹۶، ۹۷ [۴] خلیل بن احمد نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا تھا کہ اسی اثناء میں اس کا انتقال ہو گیا، چنانچہ اسکے تلامذہ نے اسکو پورا کر دیا، کہتے ہیں کہ خلیل نے جس قدر لکھا تھا وہ سب انھوں نے اس میں سے خارج کر دیا، اسی لیے تمام علمائے لغت کا اتفاق ہے کہ یہ کتاب خلیل کی تصنیف نہیں ہے، معلوم ہوتا ہے کہ چودھویں صدی عیسوی تک یہ کتاب موجود تھی فی زمانہ بالکل مفقود ہے اس کتاب کی ترتیب علم الاعضاء کے اصول پر رکھی گئی ہے، جو عین سے شروع ہو کر یا تک ختم ہوتی ہے، اور اسی لیے اس کا نام کتاب العین رکھا گیا (ابن خلکان ج ۱ ص۱۷۳ البغیۃ الوعاۃ ص۲۴۳، ص۲۴۵ کشف الظنون ج ۲ ص۲۰۹، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱۵ ص۱۰ طبع یازدہم) ابوبکر محمد بن الحسن الزبیدی الاشبیلی المتوفی ۳۷۹ھ نے المستنصر کے حکم سے کتاب العین کا مختصر لکھا ہے جس میں وہ خود کہتے ہیں کہ کتاب العین خلیل کی اپنی تصنیف نہیں ہے مختصر العین کا ایک قلمی نسخہ فاس کے کتب خانہ جامع القرویین میں محفوظ ہے، بعض حامیانِ ادب عربی نے جنگ یورپ سے قبل اس کتاب کو چھپوانا

نہین بلکہ بصرہ مین گذرا ہے، اور وہین اس نے ۲۷۰ھ مین وفات پائی ہے خلیل اور حنین کی وفات مین، ۹ سال کا تفاوت ہے، فانظر! ابن الندیم نے کتاب الفہرست[1] مین حنین کی تاریخ وفات بروز دوشنبہ ۲۳ ماہ صفر ۲۶۰ھ/۸۷۳ء لکھی ہے، اور یہی صحیح ہے (اس کے بیٹے) اسحاق بن حنین نے ۲۹۸ھ/۹۱۱ء مین وفات پائی،

ابومعشر نے کتاب المذاکرات مین لکھا ہے کہ اسلام مین ماہر مترجمین صرف چار گذرے ہین، حنین بن اسحاق، یعقوب بن اسحاق کندی، ثابت بن قرہ حرانی اور عمر بن فرخان الطبری، حنین نے بقراط اور جالینوس کی کتابون کے تراجم کی توضیح و تلخیص کی، اس کی تصانیف[2] بلند پایہ اور اعلیٰ موضوعات پر مشتمل ہین (جو حسب ذیل ہین)

(۱) کتاب المنطق (۳) کتاب الاغذیہ

(۲) مبادی منطق (۴) کتاب تدبیر الناقہین

(۵) کتاب ادویۃ المسہلۃ

حنین خلیفہ المتوکل کے عہد مین فوت ہوا، اور اپنے بعد دو بیٹے چھوڑے ایک کا نام اسحاق اور دوسرے کا نام داؤد تھا، اسحاق[3] نے فن ترجمہ مین اپنے باپ کا جانشین ہوا اور ریاضیات مین ید طولیٰ حاصل کیا، اور داؤد[4] ایک اچھا طبیب بنا،

مسیح بن حکیم | طب مین اسکی ایک مشہور قرابادین ہے،

بقیہ حاشیہ ص۵۸) شروع کیا تھا، مگر پھر یہ کام کسی وجہ سے رک گیا، (الزہرا، ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ ص۱۵۳) [1] ص ۲۹۴،

[2] حنین کی تصانیف کے لیے دیکھو طبقات الاطبا، ج ۱ ص۱۹۹، ص۲۰۰ قفطی ص۱۱۹ ص۱۲۰، [3] دیکھو اسحاق کا تذکرہ قفطی مین ص۵۷ اس کے مفصل حالات کے لیے دیکھو طبقات الاطبا، ج ۱ ص۲۰۱، ص۲۰۲، ابن خلکان ج ۱ ص۶۷-۶۶، [4] ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ یہ زیادہ مشہور نہین ہوا، نہ اسکی کوئی تصنیف ملتی ہے، صرف اس کی ایک قرابادین پائی جاتی ہے، طبقات الاطبا، ج ۱ ص۱۸۸

نسطاس بن جریج مصری[1] اخشید بن طغج[2] کے عہد سلطنت مین فن طب کا زبردست ماہر تھا،

ثابت بن قرہ[3] مذہبًا صابی اور حران (شام) کا باشندہ تھا، بڑا فیلسوف تمام علوم اور اصناف فلسفہ کا ماہر اور اصول کلیات فلسفہ کا پیرو تھا منطق، حساب، ہندسہ اور نجوم مین اس کی عمدہ تصانیف ہین یعقوب بن اسحاق کندی اور قسطا بن لوقا کا ہمعصر تھا، اور یہ تینون اسلامی سلطنت مین فلسفہ کے امام سمجھے جاتے تھے،

ثابت نے آفتاب کی متعدد رصد بغداد مین بعہد مامون کی تھی، اس کو اس نے ایک کتاب مین درج کیا تھا جسمین اس نے سنہ شمسی، آفتاب کے مقام اوج، سنہ شمسی کی مقدار، گردش آفتاب کی مقدار اور اس کی صورۃ تعدیل کو بذریعۂ رصد معلوم کر کے بیان کیا ہے،

سنان بن ثابت ثابت بن قرہ کا بیٹا، فن طب کے محققین مین سے تھا، وہ المطیع[4] کی خلافت اور احمد بن بویہ[5] دیلمی الاقطع معروف بہ معز الدولہ کے زمانۂ حکومت مین تھا، ابن الندیم نے کتاب الفہرست مین لکھا ہے کہ ثابت بن قرہ کا سنہ ولادت ۲۲۱ھ ۸۳۶ء اور سنہ وفات ۲۸۸ھ ۹۰۱ء ہے، ثابت نے خلیفہ مامون کا زمانہ نہین پایا، بلکہ وہ المعتصم[6] کے آغاز خلافت مین پیدا ہوا تھا، اور سنان ۳۳۱ھ مین اور اس کا بیٹا ثابت بن سنان ۳۶۵ھ ۹۷۶ء مین فوت ہوا،

---

[1] NICETAS B. GEORGE قفطی نے اس کو مصری لکھا ہے اور اسکی تصانیف کا ذکر بھی کیا ہے، (تاریخ الحکما ص ۲۲۱)

[2] اس کا اصل نام ابوبکر محمد بن طغج ہے اور اخشید لقب ہے جس کے معنی ملک الملوک یا شہنشاہ ہین، خاندان اخشید کا فرمانروا المتوفی ۳۳۴ھ ذی الحجہ ابن خلکان ج ۲ ص ۱۲۳، ۱۲۴) [3] ثابت کے مفصل حالات کیلئے ملاحظہ ہو ابن خلکان ج ۱ ص ۱۰۰، ۱۰۱، کتاب الفہرست ص ۲۷۲، طبقات الاطبا ج ۱ ص ۲۱۵، ۲۲۰، تاریخ الحکما ص ۸۰، ۸۵، وہ ۲۲۱ھ مین پیدا ہوا اور ۲۸۸ھ مین فوت ہوا، اسکی کئی تصانیف کے قلمی نسخے اس وقت یورپ کے کتبخانون اور مصر کی خدیویہ لائبریری مین موجود ہین (اکتفاء القنوع ص ۲۳۶) [4] فضل بن المقتدر باللہ عباسی بغداد کے نامہاد خلیفہ ۳۳۴ھ ۹۴۶ء مین خلیفہ ہوئے اور تین سال رہکر معزول کئے گئے، [5] ابوالحسن احمد بن احمد بن ابی شجاع بویہ عضد الدولہ کا چچا، عراق و اہواز پر حکمران تھا، ۲۱ سال ۱۱ مہینے حکومت کرنے کے بعد بغداد مین ۳۵۶ھ مین وفات پائی، (ابن خلکان ج ۱ ص ۵۶، ۵۷) [6] ص ۳۰۲ مامون کے بعد خلیفہ ہوا، از ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ،

علوم مصر

اہل مصر ازمنۂ گذشتہ مین صاحب عز و جاہ، اور عظیم الشان مملکت والے تھے، جنپر ان کے آثار قدیمہ یعنی عمارتین، ہیکل، اور دار العلوم، جو اس ملک مین ہمارے زمانہ تک موجود ہین، ان کی نسبت دنیا بھر کا اتفاق ہے کہ ہفت اقلیم مین کہین ان کی نظیر نہین ہے، مصر کے جو آثار قبل طوفان نوح موجود تھے ان کے حالات غیر معلوم ہین، البتہ ان مین سے اہرام[1] برابی[2] اور وہان کے پہاڑون مین کھدے ہوئے تہ خانے اب تک باقی ہین،

طوفان نوح کے بعد سے اس ملک کی آبادی قبطی، یونانی، رومی، اور عمالیق وغیرہ اقوام سے مخلوط ہو گئی، جنمین قبطیون کی تعداد زیادہ تھی، اسکا سبب یہ تھا کہ مختلف اقوام قدیمہ

---

[1] اہرام دراصل سلاطین مصر کے مقبرے ہین، متقدمین کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ حضرت ادریس نے طوفان نوح سے بچنے کے لیے ان کو تعمیر کرایا تھا، اہرام کے متعلق اس قسم کی بے سروپا روایتین بہت مشہور ہین جو بقول علامہ حموی خواب خیال سے زیادہ وقعت نہین رکھتین (معجم ج ۸ صفحہ ۴۵۵) ان کی ساخت اول تو ساکن کے طور پر نہین ہے پھر ان مین سے بعض پختہ اینٹون سے بنے ہوئے ہین، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ طوفان نوح سے بچنے کی روایت بے اصل ہے، ظن غالب یہ ہے کہ یا تو یہ صابیہ کے ہیکل اور صنم خانے ہین یا ان کے بزرگون کے مقبرے ہین، ابن فضل اللہ العمری کے نزدیک اسکی قوی دلیل یہ ہے کہ صابئی مذہب کے لوگ ان اہرام کی حج وزیارت کیلئے آیا کرتے تھے، (مسالک الابصار ج ۱ صفحہ ۲۳۵-۲۳۶) سلاطین مصر کی قبرین ہونے کی روایت عام طور پر مشہور ہے، اور تسلیم کیجاتی ہے (دیکھو ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۱۱۸، شمس العلوم للحمیری صفحہ ۱۰۱، مفاتیح العلوم صفحہ ۵) [2] مصر کے قدیم مندرون اور ہیکلون کو کہتے ہین، بربا کی جمع قبطی زبان مین ہیکلون کو کہتے ہین، ان مین مختلف قسم کے حیوانات پتھر مین کھدے ہوئے ہین (معجم البلدان ج ۲ صفحہ ۹۵-۹۶) عام طور پر ہر ہیکل اور پرانی عمارت کیلئے بھی یہ لفظ مستعمل ہے (رحلۃ ابن جبیر صفحہ ۶ طبع یورپ)

مثل عمالقہ[1]، اہل یونان، اور رومیون کی مصر مین کثرتِ آمد ورفت کی وجہ سے یہ قومین آپس مین مخلوط ہوگئین، لہذا ان کی صحتِ نسب مشتبہ ہوگئی، اور ان کی نسل کا خالص ہونا لوگون سے پوشیدہ رہا، اس لیے ہم یہان ان کی جاے سکونت کے لحاظ سے ان کا ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہین،

حدود | بلادِ مصر کی حد طول مین بحرِ روم کے جنوب یعنی برقہ[2] سے لیکر خلیجِ ایلہ (قلزم) تک ہے، جو بحر الہند (بحر حبش وزنج اور بحر ہند وچین) سے نکلی ہے، اور عدن کا ساحل ہے اس کی مسافت تقریبًا چالیس دن کی ہے، عرض مین اسکی حد اسوان سے لیکر جو بالائی مصر (صعید) کا ایک شہر ہے، (اور جسکی پیمایش صعیدِ مصر سے سرزمینِ نوبیا تک ہے) شہر رشید[3] اور اس کے بالمقابل ان مقامات تک ہے جہان سے رودِ نیل بحرِ روم مین گرتی ہے، اس کی مسافت تقریبًا تیس دن کی ہے،

مذہب | اہل مصر زمانہ قدیم مین صابئی المذہب تھے، بتون کی پرستش اور ہیکلون سے امداد طلب کرتے تھے، پھر دین عیسوی ظاہر ہوا تو عیسائی بنگئے، اور مسلمانون کی فتحِ مصر کے زمانہ تک وہ اس مذہب پر قائم تھے، پھر مسلمانون کی فتح کے بعد بعض ان مین سے اسلام لائے اور بقیہ لوگ اپنے مذہب پر بدستور قائم رہے (جنکی نسلین) آج تک (اسلامی حکومت مین) ذمیون کی حیثیت سے رہتی ہین،

---

[1] اصل مین یہ دو مختلف قومون کا نام ہے جنمین سے ایک کو عمالق وعمالقہ اور دوسری کو عمالیق کہتے ہین، اول الذکر سے مراد وہ ملوکِ حمیر ہین جو شام مین تھے، موخر الذکر جنھین عمالیق اولی بھی کہتے ہین وادی کنعان اور فلسطین کے باشندے اور فراعنۂ مصر تھے یہان آخر الذکر مراد ہین شمس العلوم للحمیری ۳۰ [2] ایک ساحلی صوبہ کا نام ہے جو اسکندریہ اور افریقیہ کے مابین واقع ہے اس مین کئی شہر اور قریے ہین، (معجم البلدان ج ۲ ص ۱۳۳) [3] اسکندریہ کے قریب ساحلِ نیل پر ایک شہر ہے (معجم ج ۲ ص ۲۵۲)

علوم قبل طوفانِ نوح جو قدمأ مصر تھے انھوں نے علوم کی طرف توجہ اور حکمت و فلسفہ کے باریک نکتون سے بحث کی تھی، وہ یہ رائے رکھتے تھے کہ عالم کون و فساد مین، نوع انسان سے پہلے مختلف قسم کے حیوانات موجود تھے جنکی عجیب و غریب صورتین تھین، جب نوع انسانی وجود مین آئی اور ان پر غالب ہو گئی تو اس نے اکثر کو فنا کر دیا اور بقیہ حیوانات کو مار کر جنگل مین بھگا دیا، انھی حیوانات مین سے غُول اور سُعالی[1] ہین جنکا ذکر الوصفی[2] نے ان کے بیان کے مطابق اپنی تاریخِ مصر مین کیا ہی، اگر یہ صحیح ہے کہ ان کی یہ رائے تھی تو وہ لوگ اپنی اس رائے مین نظامِ فلسفہ اور قانونِ حکمت سے کس قدر دور جا پڑے تھے!

ہرمس مصری علما رکی ایک جماعت کا بیان ہے کہ تمام علوم قبل الطوفان کا واضع ہرمس اول تھا، جو صعید مصر مین سکونت پذیر تھا، اسی کو عبرانی (بنی اسرائیل یا یہود) اخنوخ بن یارد بن

---

[1] غول کی جمع غیلان، اہل عرب اسکو ایک قسم کا حیوان یا شیطان سمجھتے تھے جو ان کے زعم مین انسان کو کھا جاتا ہو (قاموس) بعض فلاسفہ کے نزدیک غول ایک انوکھی قسم کا حیوان ہو جو انسان اور حیوان دونون سے مشابہت رکھتا ہے، (مروج الذہب برحاشیہ نفح الطیب ج ۲ صفحہ ۱۰۴) سعالی جمع ہے سعلاۃ کی، از قسم جنیات، کہتے ہین کہ یہ جنون کی ساحرہ ہوتی ہو (روض الانف ج ۱ صفحہ ۱۶۳) زمخشری کی رائے مین غول "مردم خوار" حیوانات یا آدمیون کی قسم سے ہے، (کشاف صفحہ ۱۲۰۵ طبع کلکتہ) سعلاۃ اور غول در اصل ایک ہی قسم کے خیال کئے جاتے ہین، [2] اس نام کے کسی مصنف کا پتہ نہین چلتا، امام سیوطی نے حسن المحاضرہ کے دیباچہ مین ان تمام کتابون کے نام گنائے ہین جو تاریخ مصر پر لکھی گئی ہین مگر ان مین بھی الوصفی کی کسی تاریخ کا ذکر نہین ہے، طبقات الامم کے ایک نسخہ مین اسکو الوصیفی لکھا ہے، شاید یہ الصدفی کی تصحیف ہو کہ مصر کے نامور مورخ عبدالرحمٰن بن احمد بن یونس الصدفی المتوفی ۳۴۷ھ کی تصنیف سے دو کتابین تاریخ مصر پر ہین، (ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۲۷۰) ایک کتاب کا نام العقیدہ فی اخبار الصعید اور دوسری کا نام طبقات العلمار المصریین ہے (اکتفار صفحہ ۲۱۵) بہت ممکن ہو کہ یہ کتاب الموصلی فی اخبارِ مصر ہو جس کا ذکر امام ابن حزم نے اپنے رسالہ مین کیا ہے، (دیکھو نفح الطیب ج ۲ صفحہ ۱۳۱ دیکھو تذکرہ مصنف شروع کتاب مین)،

مہلائیل بن انوش بن شیث بن آدم (علیہم السلام) کہتے ہین، اخنوخ سے مراد ادریس علیہ السلام ہین، کہتے ہین کہ یہی سب سے پہلے شخص تھے جنھون نے جواہر علویہ (اجرام سماوی) اور حرکات نجوم کو بیان کیا ہے، انھین نے سب سے اوّل ہیکل تعمیر کرکے ان مین خدائے تعالیٰ کی بزرگی اور بڑائی بیان کی، اور پہلے پہل انھین نے علم طب کو دریافت کیا، اور اپنے زمانہ کے لوگون کے لیے اشیائے ارضی وسماوی کے بیان مین قصائد موزون کئے، کہتے ہین کہ سب سے پہلے انھین نے لوگون کو طوفان سے ڈرایا اور خبر دی کہ ایک بلائے آسمانی آگ اور پانی کی شکل مین زمین پر نازل ہونیوالی ہے، چنانچہ اس خوف سے کہ کہین علوم وفنون تلف اور برباد نہ ہو جائین انھون نے صعید مصر مین اہرام اور برابی تعمیر کرائے، اور تمام علوم وفنون، صنائع وآلات کو ان مین منقوش اور کندہ کرا دیا، تاکہ ان کے بعد آنے والون کے لیے علم کا فیضان جاری رہے، اور اون کا نقش دنیا سے مٹنے نہ پائے،

علوم اور علما، | طوفان نوح کے بعد مصر مین ریاضیات، طبعیات، الٰہیات وغیرہ علوم فلسفہ خصوصاً طلسمات ونیرنجات[1]، مرایاے محرقہ[2] اور فن کیمیا وغیرہ کے علما موجود تھے، قدیم زمانہ مین مصر کا دار العلم اور پایۂ تخت شہر منف تھا، جو فسطاط سے بارہ میل کی مسافت پر واقع ہے، لیکن جب اسکندر نے شہر اسکندریہ آباد کیا تو لوگ وہان کی خوشگوار آب وہوا کی وجہ سے منف کو چھوڑ کر اسکندریہ چلے گئے، اسی زمانہ سے یہ مصر مین علم وحکمت کا مرکز بنگیا، پھر جب مسلمانون نے

---

[1] نیرنگ کا معرب ہے جس کے معنی "افسون" کے ہین،

[2] علم المناظر کی ایک شاخ ہے، اس فن مین مسلمانون کی تصانیف کے نام ابن الندیم نے لکھے ہین، معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس علم کے ذریعہ سے جنگی امور مین مدد لیتے تھے، فوج کشی اور قلعون کے محاصرہ مین اس فن سے کام لیا جاتا ہے (دیکھو کشف الظنون ج ۲ صفحہ ۱۸۶، مفتاح السعادۃ ج ۱ صفحہ ۳۱۲)

مصر کو فتح کر لیا اور حضرت عمرو بن عاص رضؓ نے دریائے نیل کے کنارے مصر کا مشہور شہر فسطاط آباد کیا تو اہل مصر کے علاوہ عرب و عجمی سب وہان جا بسے، اس وقت سے لیکر آج تک وہ مصر کا پایۂ تخت ہے،

ہرمس ثانی | مصر کے قدیم علمارمین ہرمس ثانی ایک جید فلسفی، زبردست سیاح، علم جغرافیۂ شہرون کی بنار، اوران کے باشندون کی طبائع کا بہت بڑا ماہر تھا، فن کیمیا مین اس کی ایک معرکۃ الآرا تصنیف ہے، نیز زہریلے حیوانات کے بیان مین اس کی ایک کتاب ہے،

برقلس اسکندرانیؔ | علم حساب کا عالم تھا، اسکی تصنیف سے ایک کتاب مقالات الاربع عدد کی حقیقت اور اس کے خواص مین ہے،

ثاؤن اسکندرانیؔ | ہندسہ، ہیئت و نجوم کے علمار مین سے تھا، اس کی ایک تصنیف کتاب الافلاک ہے، جسمین اس نے ہیئتِ افلاک، ان کی تعداد، حرکاتِ نجوم کی مقدار کو غیر مدلل طور پر اسی طرح لکھا ہے جس طرح بطلیموس نے اپنی کتاب المجسطی مین لکھا ہے، اس کی ایک اور تصنیف کتاب القانون ہے جسمین اس نے بطلیموس کی رائے کے مطابق کواکب کی تعدیل اوران کی تقویم کی شکلون کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، اور ماہرینِ طلسمات کی رائے کے مطابق اس مین حرکاتِ اقبال و ادبار فلک کا اضافہ کیا ہے،

لہ (PYOCLUS) مشہور ریاضی عالم، پانچوین صدی عیسوی مین گذرا ہے، قفطی نے اس کا نام برقطوس لکھا ہے (ص۳) جو برقلس کی تصحیف ہے، اسطرلاب ذات الحلق پر اس کی ایک کتاب ہے۔

لہ (THEON) چوتھی صدی عیسوی کے وسط مین گذرا ہے، اس کی زیچ کا عربی ترجمہ ہوا تھا، قفطی نے (ص۷) اسکا مختصر تذکرہ لکھا ہے، پھر صفحہ ۳۰ پر فنون کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے حالانکہ یہ دونون ایک ہی ہین اور کہ فنون ثاؤن کی تصحیف ہے،

اسطانوس[1] مصر کے علما، واعیان مین سے تھا، فن کیمیا مین اسکی معرکۃ الآرار تصانیف ہین،

علماے اسکندریہ انھی مین سے وہ علماے اسکندریہ بھی تھے جنھون نے حکیم جالینوس کی کتابون کا اختصار کرکے مکالمات کے طور پر ان کو مرتب کیا، ان کتابون کا حسنِ اختصار، اصولِ کلام سے ان کی واقفیت فن طب مین ان کی دسترس پر شاہد ہے،

انقیلاوس[2] ان سب کا سرگروہ انقیلاوس تھا جس نے جالینوس کے متفرق کلام سے تیرہ مقالے "اسرارِ حرکت" پر جمع کئے جو اس موضوع پر ہین کہ اگر کوئی شخص کسی مرضِ مزمن مین مبتلا ہونے کی حالت مین جماع کرے تو اس کو کیا ضرر پہنچیگا، اور یہ کہ کس چیز سے اسکی یہ مضرت دفع ہوسکتی ہے

علماے احکام نجوم ان کے علما منجمین مین سے ایک والیس[3] ہے، اسکی مشہور تصنیف کتاب البزیدج رومی ہے، جسمین اس نے موالید ثلاثہ اور ان سے پہلے جو چیزین پیدا ہوئین ان کو احکام نجوم کے مقدمہ کے طور پر بیان کیا ہے، اور ایدغز[4] (اندرزگر) نے اپنی کتاب الموالید مین والیس سے نقل کیا ہے کہ موالید پر اسکی دس کتابین ہین، جو اس موضوع پر لکھی ہوئی تمام کتابون کے برابر ہین، اور اسکا قول ہو کہ جس علم کی نسبت لوگون کا خیال ہو کہ وہ ان کتابون مین نہین ہو، مین اسکی تصدیق نہین کرسکتا کہ وہ موجود تھا یا ہوگا،

مذکورۂ بالا علماے اسکندریہ کا زمانہ خاص اور مکمل حالات مجھے نہین معلوم ہوئے، اور مصریون کے حکمت وفلسفہ سے ان شہادتون کے لحاظ سے جو صعید مصر کے آثار اور اس کے اطراف کے وہ عظیم الشان کارنامے جو عجائباتِ برابی کی صورت مین انکی وسعتِ علم اور نفاستِ طبع پر دلالت کرتے ہین، دے رہے ہین ہم تک بہت کم پہنچا ہے،

---

[1] غالباً یہ اصطفانوس الاسکندرانی (STEPHEN) ہو۔ [2] دیکھو قفطی ملا، طبقات الاطبا ج ۱ صفحہ ۱۰۴ [3] تعجب ہے کہ ایک جگہ صاعد نے والیس کو کلدانی علمار مین شمار کیا اور دوسری جگہ پھر اسی کو مصری علمار مین بیان کرتے ہین، [4] یہ فارسی لفظ اندرزگر کی بدترین تصحیف ہے، فارسی مین اس کے معنی مشیر یا معلم کے ہین، مستشرق نلینو کی رائے مین اندرزگر بن زادان فروخ نامی ایک ایرانی منجم تھا جو دولت ساسانیہ کے آخر مین یا پہلی صدی ہجری مین گذرا ہے، یہ اسی کی کتاب ہے جو پہلوی سے عربی مین ترجمہ کی گئی تھی (علم الفلک صفحہ ۲۱۲)

علوم عرب

اہل عرب کے دو فرقے ہین :-

۱- عرب بائدہ ، ۲- عرب باقیہ

عرب بائدہ[1] ان کی تعداد کثیر تھی ، مثل عاد ، ثمود ، طسم ، جدیس ، عمالقہ ، جرہم ، جنکا نام و نشان انقلاب زمانہ نے صفحۂ دہر سے مٹا دیا ، حالانکہ ان کے بادشاہ جلیل القدر اور ان کے حالات عام طور پر مشہور تھے ، جن کے وجود سے عالمانِ تاریخ قدیم کو انکار کی گنجائش نہین ہے ، صدیون پیشتر ان کے انقراضِ مملکت کی وجہ سے ان کے حالات مفقود اور ہمارے لیے ان کے آثار سے واقفیت حاصل کرنے کے اسباب منقطع ہو گئے ہین ،

عرب باقیہ اسکی دو اصلین قحطان اور عدنان ہین ، اور ان کی دو حالتین ہین :-

۱- جاہلیت ۲- اور اسلام

عرب جاہلیت اپنی عظمت شان کے لحاظ سے مشہور ہین ، پہلے ان کا بادشاہ قبیلۂ قحطان مین سے ہوتا تھا ، پھر قبائلِ حمیر ، ہمدان ، کندہ ، لخم ، دوش اور جفنہ مین سے ہونے لگا ، ان مین شاہی خاندان بنی صوار کا تھا جو عبد شمس (بن وائل بن یغوث بن حیران بن قیطان بن عریب بن زہیر بن ایمن بن ابی الہمیسع بن حمیر[2]) کے قبیلہ سے تھا ، اور باقی تمام ملوکِ (قبائل) ان کے ماتحت تھے ، ملوک سادہ ، جبابرہ اور تبابعہ اسی خاندان بنی صوار مین سے تھے جو قدیم جاہ و عظمت کے

---

[1] یعنی برباد ہو جانے والے قبائل ، ان کو عرب مورخین بائدہ اسلیے کہتے ہین کہ وہ اپنے ملک (عرب) سے نکل کر برباد ہو گئے ، یا انقلابات و حوادث سے مٹ گئے ، [2] دیکھو تاریخ ابن خلدون (ج ۲ ص ۱ طبع مصر)

مالک تھے اور مضبوط سلطنت رکھتے تھے، انھون نے کئی ممالک پر تاخت وتاراج کر کے ان کو متزلزل کر دیا، اور تمام دنیا مین سب سے زیادہ عظیم الشان یادگارین اور اپنے مشہور حالات چھوڑ گئے، مثل یعرب بن قحطان، سبا بن یشجب، حارث الرائش، ابرہتہ ذو المنار، عمر ذی الاذعار، افریقس (بانیِ افریقہ) شمر یرعش (بانیِ سمرقند) تبع اکبر، تبع اوسط، جس کا نام اسعد اور کنیت ابوکرب[1] تھی، اسی کی نسبت ابوتمام[2] (شاعر) شہر عموریہ[3] کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے،

وبرزۃ الوجہ قد أعیت ریاضتھا — اس (عموریہ) کے بے نقاب چہرہ پر قابو پانے سے کسریٰ

کسریٰ وصدّت صدودًا عن ابی کرب[4] — تک عاجز آگیا اور اس نے ابوکرب سے بھی بے رخی کی،

تبع اصغر کا نام عمرو بن حسان بن ابوکرب ہے، آثار احکام نجوم مین ان ملوک عرب کا ایک خاص مسلک تھا، اور طبائع نجوم کے علم کی طرف وہ خاص طور پر مائل تھے، ہمدانی (ابومحمد حسن بن احمد بن یعقوب) نے کتاب الاکلیل مین (جو حمیر کی تاریخ اور ان کے انساب پر اس نے لکھی ہے) لکھا ہے کہ ملوک حمیر اپنے عمال اور سرداران لشکر کو تا وقتیکہ ان کا زائچہ ولادت نہ معلوم کر لیتے اور اس کے بروج فلک وکواکب کے دلائل کو اپنے دلائل کے مطابق و موافق نہ پا لیتے مقرر نہین کرتے تھے، جب وہ کسی قوم کے ساتھ معرکہ آرا ہوتے تو اس کیلئے نیک ساعتین اختیار کرتے اور قیام وبقاے سلطنت کے لیے زمانہ دراز تک طالع نیک دریافت کیا کرتے، جب کہ وہ ان کے حسب منشا ہو جاتے تو وہ فتح ونصرت اور عزت وشہرت کے

---

[1] قبیلۂ جرہم کا نامور جد، اسکو تبع بھی کہتے ہین (دیکھو سیرۃ ابن ہشام بر حاشیۂ روض الانف ص ۲۳ - ۲۴ و متن سہیلی ایضاً شمس العلوم ص ۱۲) [2] عربی کا نامور شاعر صاحب حماسہ (۱۹۲ھ؛ ۲۳۱ھ) مفصل حالات کے لیے دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص ۱۲۱، نزہتہ الالبا ص ۲۱۳، [3] رومیون کے ایک شہر کا نام، اسکو AMMORIUM بھی کہتے ہین، [4] دیوان ابوتمام

[5] پچھلے زمانہ مین ایرانیون کی حکومت ایشیاے کوچک تک پھیلی ہوئی تھی اور وہان رومن ایمپائر سے انکی کئی ایک مشہور لڑائیان ہوئی تھین، ___

اعلیٰ مراتب حاصل کر لیتے تھے، لیکن انھون نے کواکب کو بذریعۂ رصد معائنہ کرنے اور ان کی حرکات کو معلوم کرنے کی طرف توجہ نہین کی تھی اور نہ علومِ فلسفہ سے کچھ حاصل کیا تھا، اسی طرح ہمین نہین معلوم ہوا کہ عہدِ جاہلیت کے بادشاہون نے ان علوم سے کچھ بھی بحث کی ہو،

طبقاتِ عرب جاہلیت | ملوکِ عرب کے علاوہ، عہدِ جاہلیت کے عام عرب ان دو طبقون مین منقسم تھے۔

۱- اہل مدر، یعنی شہر کے باشندے، جو کھجورون اور انگورون کی کاشت اور مویشیون پر اوقات بسر کرتے تھے، تجارت کے لیے مختلف ممالک مین جاتے اور اسی قسم کے اور پیشے کیا کرتے تھے، مگر ان مین کوئی مشہور فلسفی یا عالم نہین پیدا ہوا،

(۲) اہل وبر[1]۔ بادیہ نشین اور صحرا نورد تھے، اونٹون کے دودھ اور گوشت پر بسر کرتے تھے، جب چارہ اور پانی کے تلاش کرنے اور صحرا نوردی کا زمانہ آتا تو جدھر بجلی کے چمکنے ابر کے اوٹھنے اور رعد کے کڑکنے کے آثار معلوم ہوتے وہ اس طرف جانورون کو چرانے لیجاتے اور بارانی مقامات کی جستجو کرتے پھرتے اور جب تک گھاس چارہ مساعدت کرتا اور اونٹون کا چرانا ممکن ہوتا، اس وقت تک وہ وہان خیمہ زن ہوتے، پھر سبز گھاس اور پانی کی تلاش مین چل کھڑے ہوتے، اسی طرح ہر وقت سفر و حضر مین ان کی زندگی بسر ہوتی تھی، جیسا کہ المثقب العبدی[2] (شاعر) اپنی اونٹنی کی نسبت کہتا ہے:-

تقول اذا درأت لها وضینی	جب مین اس (اونٹنی) کے پالان پر تنگ کس کر باندھتا ہون تو کہتی ہے ہائے کیا یہی دائمی سفر و اقامت اسکی اور میری
أهذا دینه ابدا و دینی	عادت بنی رہیگی کیا سدا یہی سفر و قیام لگا رہیگا؟ ترس مجھپر
اکل الدهر حل و ارتحال	کیون نہین کھاتا اور مجھے کیون نہین بچاتا،،
أما یبقی علی و لا یقینی[3]	

---

[1] وبر یعنی اون، چونکہ یہ لوگ اون کے بنائے ہوئے خیمون مین رہا کرتے تھے، اسلیئے ان کو اہل وبر کہتے ہین، [2] محصن بن ثعلبہ قدیم جاہل شاعر، اس نے اپنا نام المثقب رکھ لیا تھا، (تفصیل کے لیے دیکھو الشعر و الشعراء لابن قتیبہ ص۲۹۸، طبع مصر)،
[3] المثقب کا یہ قصیدہ بتمامہا المفضلیات ج ۲ ص۲۱ اور نیز تمام طبقات الشعراء لابن سلام مطبوعۂ لیڈن ص۲۹ مین موجود ہے اور تہذیب الالفاظ ص۱۸ مین تبریزی نے تقول اذا الخ کی شرح بھی لکھی ہے۔

سخت گرمیون اور موسمِ بہار مین ان کا یہی طریقہ تھا، مگر جب جاڑون کے دن آتے اور زمین سرد ہوجاتی تو وہ عراق کے سبزہ زارون اور نواحِ شام مین چلے جاتے، اور شہرون اور گانون کے قریب جا بستے، جہان وہ صعوباتِ زندگی اور مصائبِ زمانہ کی شقتین جھیلتے اور جب تک وہان رہتے متفق ہوکر ضروریاتِ زندگی مین ایک دوسرے کے شریکِ حال، اور دشمنون کے دفاع، ہمسایونکی امداد، اور عورتون کی حفاظت کے لیے ہروقت مستعد رہتے تھے۔

مذاہب عرب قبل از اسلام[1] باایں ہمہ ان کے مذاہب مختلف تھے، قبیلۂ حمیر آفتاب پرست تھا، بنی کنانہ چاند کو پوجتے تھے، اور قبیلۂ بنی تمیم دبران[2] کی عبادت کرتا تھا، اسی طرح قیس شعریٰ عبور[3] کی، قبیلۂ اسد عطارد کی، اور لخم وجذام مشتری کی پرستش کرتے تھے، قبیلۂ طے سہیل کا پرستار تھا، ثقیف وایاد لات نامی بت کو (جو بالائے نخلہ[4] مین تھا) پوجتے تھے، پھر ایاد اور بکر بن وائل کعبۂ سنداد[5] کی پرستش کرنے لگے، بنی حنیفہ[6] نے اپنا ایک بت حَیس (کھجورون اور

---

[1] مذاہب عرب کی تفصیل کے لیے دیکھو الملل والنحل للشہرستانی ج ۳ صفحہ ۲۱۹، ۲۳۶ برحاشیۂ ابن حزم اصنام عرب کے لیے ابن ہشام برحاشیۂ روض الانف للسہیلی صفحہ ۶۱ [2] چھوٹے ستارون مین سے ہے، [3] شعریٰ نام کے دو ستارے ہین ایک کو شعری العبور، اور دوسرے کو شعری الغمیصا، کہتے ہین اول الذکر برج جوزا کے ستارون مین سے ہے، اور کلب الجبار کہلاتا ہے ثانی الذکر روشنی مین کم ہے اور یہی ایک ستارہ ہے جو آسمان کو عرضاً طے کرتا ہے، اسی کی نسبت یہ ارشادِ الٰہی ہے کہ "انہ ھو رب الشعریٰ" (بلوغ الارب ج ۲ صفحہ ۲۴۲) [4] مابین مکہ وطائف ایک مقام کا نام ہے، [5] کوفہ کے اسفل مین نجران کے اس پار واقع ہے یہ نام دراصل ایک نہر کا ہے جو اس مقام پر تھی اور جہان قبیلۂ ایاد اترا کرتا تھا، وہان "ذوالشرفات" نام کا ایک قصر بنا ہوا تھا جسکے حج کو قبیلۂ ایاد کے لوگ جایا کرتے تھے، (معجم البلدان ج ۵ صفحہ ۱۴۹-۱۵۰) [6] عرب کا ایک مشہور قبیلہ جو بکر بن وائل کی ایک شاخ تھا، سنہ ۹ھ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوا تھا، مسیلمہ کذاب اسی قبیلہ سے تھا،

گھی سے ملا کر بنایا ہوا) سے بنا رکھا تھا جس کی وہ پرستش کرتے تھے، ایک سال جب قحط پڑا تو وہ اس کو نوش کر گئے، چنانچہ ایک شاعر[1] ان کی نسبت کہتا ہے،

اکلت حنیفۃ ربھم	بنی حنیفہ نے قحط سالی کے ایام مین
عام التقحم والمجاعہ	اپنے رب کو کھالیا، اور اپنے خدا کا مطلق
لم یحذروا من ربھم	اندیشہ نہ کیا کہ انجام کار انھین کیا
سوء العواقب والتباعہ	سزا ملے گی،

ابن قتیبہ[2] نے لکھا ہے کہ قبائل ربیعہ وغسان اور بنو قضاعہ مین سے بعض نصاریٰ تھے، حمیر، بنو کنانہ، بنو حرث بن کعب، اور کندہ کے قبائل یہودی تھے، بنو تمیم مجوسی تھے اور زرارہ بن عدس، اس کا بیٹا حاجب، اقرع بن حابس، اور وکیع بن حسان کا دادا ابوسود انھین مین سے تھے، الحاد و زندقہ قریش مین حیرہ کے باشندون سے آیا تھا، اور بت پرستی کا عرب مین عام رواج تھا، اس کے بعد مذہب اسلام کا ظہور ہوا،

عرب کے بت پرست عرب کے تمام بت پرست توحید کے قائل تھے[3] اُن کی بت پرستی دین صابیٔہ (یعنی کواکب اور ہیکلون مین ان کے نام پر بنائے ہوئے بتون کی تعظیم) کی قسم سے تھی، وہ ایسی بت پرستی نہ تھی جیسا کہ مذاہب امم سے ناواقف لوگون کا خیال ہے، یعنی کہ وہ ان بتون کو دنیا کا خالق مانتے تھے، حالانکہ کوئی صائب الرائے اور عقلمند آدمی اس رائے کو ہرگز تسلیم نہ کریگا، خود ارشادِ خداوندی اس کی بیّن دلیل ہے:۔

ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ	ہم ان بتون کو صرف اس لیے پوجتے ہین کہ وہ ہم کو

---

[1] اس شاعر کا نام نہین معلوم ہوسکا، مسیلمہ کذاب سے پہلے زمانہ جاہلیت مین انھون نے یہ بت بنایا تھا، البیرونی نے آثار الباقیہ صـ۲۰۹ مین یہ اشعار نقل کئے ہین، نیز دیکھو محیط المحیط لفظ "تبع" [2] کتاب المعارف طبع مصر صـ۳۰۵

[3] مسعودی برحاشیۂ مقری ج ا صـ۲۷، ج ۲ صـ۶۵، ایمان العرب فی الجاہلیۃ للنجیرمی صـ۱۲ - صـ۱۳،

سے نفی ہے خداسے قریب کردین ،

البتہ بعث ونشر اور نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے انکار[2] پر نص قرآنی وارد ہوئی، کہ ان مین سے عام طور پر لوگ ان کے منکر تھے، اور معاد، اور جزا و سزا کے قائل نہ تھے عالم کو اگرچہ مخلوق وحادث مانتے تھے، لیکن اس کو ابدی سمجھتے تھے، بعض ان مین سے ایسے بھی تھے جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے معتقد تھے، چنانچہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ اگر کسی کی قبر پر اونٹنی[3] ذبح کیجائے تو وہ حشر کے دن اس پر سوار ہو کر اُٹھے گا، اور جس کسی نے ایسا نہین کیا تو اس کا حشر پیدل ہوگا، اس کے متعلق جریبہ بن اشیم فقعسی[4] (جاہلی شاعر) اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہتا ہے

یاسعد إمّا اهلكنّ فانّني	ای سعد! اگر مین مرجاؤن (تو یاد رکھ)
اوصيك أنّ اخا الوصاة الاقرب	مین تجھے وصیت کرتا ہون کہ وصیت قریب ہی انسان کو کیجاتی ہے
لاتتركن اباك يمشي خلفهم	کہین اپنے باپ کو اس حال مین چھوڑنا کہ سب اٹھنے والون کے پیچھے
تعبا يخرّ على اليدين وينكب	ہاتھون کے بل گرتا اور لڑکھڑاتا ہوا چلے،
إحمل اباك على بعير صالح	ایک بہترین اونٹ پر اپنے باپ کو سوار کیجیو اور
وتق الخطيئة انّه هو أصوب[5]	گناہ سے بچیو کہ یہی عمدہ بات ہے ،

[1] سورۃ الزمر ع ۴ ، [2] انکار بعث ونشر پر یہ نص قرآنی وارد ہوئی ہے وقالوا ان ھی الاحیاتنا الدنیا نموت ونحیی ومایھلکنا الاالدھر وما لھم بذٰلک من علم ان ھم الایظنون (دیکھو مسعودی برحاشیۂ مقری ج ۲ صفحہ ۹۶) [3] اس اونٹنی کو وہ بلیہ کہتے تھے (ردض الانف) [4] جریبہ بن الاشیم بن عمرو بن وہب بن دثار بن فقعس بن طریف، مطیر بن الاشیم کا بھائی یکے از شیاطین بنی اسد شرح حماسہ تبریزی ج ۲ صفحہ ۱۳۹ طبع مصر ، [5] یہ اشعار ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ ج ۴ صفحہ ۳۶۱ مصر اور شہرستانی برابن حزم ج ۳ صفحہ ۲۳۰ مین (باختلاف بعض الفاظ) موجود ہین ، ان کے علاوہ یہ اشعار ہم کو کہین نہین ملے ،

ولعلّی ممّا ترکت مطیّۃ | شاید میرے ترکہ میں سے میرے بچے کو ایک اونٹنی بھی ہے اور تیرے بچے کو سوار
فی البھم اس کبھا اذا قیل ارکبوا | ہونے کی اجازت ملے گی تو میں اس پر سوار ہو سکوں گا،

علوم عرب | لغت، شاعری، اور خطابت اہل عرب کے علوم و فنون تھے، جن پر وہ بہت مفتخر اور نازاں تھے اور یہی ان کی تاریخ و سیر اور جغرافیہ کی کان ہیں، ابو محمد ہمدانی لکھتے ہیں کہ عجمیوں اور عربوں کی تاریخ صرف اہل عرب ہی سے حاصل ہوئی ہے، کیونکہ حالقہ، جرہم، آل سمید، ربیع بن ہونۃ اور بنی خزاعہ جو مکہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ ان کو عرب عاربہ، فراعنۂ مصر، اور اہل کتاب کے حالات کا پورا علم تھا، اور وہ تجارت کے لیے مختلف ملکوں اور شہروں میں جاتے تھے اس لیے ان کو ان مقامات کے باشندوں کے تاریخی حالات سے واقفیت حاصل ہوئی، اسی طرح اسعد ابوکرب اور بخت نصر کے عہد سے عرب کے جو لوگ حیرہ میں عجمیوں کی ہمسائگی میں مقیم ہوئے ان کو اہل عجم کے حالات و اخبار، حمیر کی لڑائیوں، اور ممالک پر ان کی فوج کشیوں کا علم ہوا، عبید بن شریہ، محمد بن السائب الکلبی، اور ہیثم بن عدی نے تمام حالات انہی سے روایت کیے ہیں

---

[۱] امام سہیلی نے صرف یہ شعر روض الانف ص ۹۶ میں بلا نام شاعر خطابی کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور "یمشی خلفہ" کی جگہ "یحشر مرۃ" اور "تعبا" کی جگہ "عدوا" لکھا ہے۔ [۲] عبید بن شریۃ الجرہمی اس نے اسلام کا زمانہ پایا تھا، اور مشرف باسلام ہوا تھا، امیر معاویہؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس کو صنعار (یمن) سے دمشق بلوایا تھا، جب حاضر ہوا تو اس سے گذشتہ اخبار و حالات اور شاہان عرب و عجم کی تاریخ، زبانوں کے باہمی اختلاف اور نوع انسان کے مختلف بلاد میں متفرق ہونے کے اسباب دریافت کیے، عبید نے اس کے جو جوابات دیئے وہ امیر معاویہ کے حسب الحکم مدون، اور عبید کی طرف منسوب کیے گئے کتاب الملوک و اخبار الماضیین، اور کتاب الامثال اسکی تصانیف ہیں، عبید عبد الملک کے زمانہ تک زندہ رہا (الفہرست ص ۸۹ ابن خلکان ج ۲ ص ۳) جاحظ لکھتا ہے کہ فلسفہ، فن تقریر اور فن سیاست میں عبید بن شریہ جرہمی نہایت قدیم شخص ہے (البیان والتبیین ج ۱ ص ۱۳۷) سجستانی نے کتاب المعمرین (ص ۳۹، ص ۴۱) میں معاویہؓ کے ساتھ اس کے بعض سوال و جواب

اسی طرح قبیلہ غسان کے جو مشائخ شام مین داخل ہوئے وہ رومیون، بنی اسرائیل، اور یونانیون کے حالات و اخبار سے باخبر تھے، قبیلہ تنوخ و ایاد کے جو لوگ بحرین مین وارد ہوئے ان سے طسم و جدیس کے حالات اور نصر کی اولاد مین سے قبیلہ ازد کے جو لوگ عمان مین پہنچے ان سے سندھ، ہندوستان، اور ایران کے بہت سے حالات معلوم ہوئے، طے کی دو دو پہاڑیون (آجا و سلمیٰ) مین جو لوگ رہے ان سے آل اذینہ اور جرامقہ کے حالات پہونچے، جو لوگ یمن مین اقامت گزین ہوئے ان کو تمام قومون کے حالات سے آگاہی حاصل ہوئی، کیونکہ ان کو حمیر کے دار السلطنت مین ان کے زیر سایہ رہنے کا موقع ملا جو مشرق و مغرب اور جنوب و شمال مین آتے جاتے رہتے تھے[۱] ان مین سے کوئی بادشاہ ان ممالک اور وہان کے

(بقیہ حاشیہ ص۹۶) نقل کیے ہین، اسکی کتاب اخبار الماضیین کے اقتباسات مسعودی کی کتاب مین پائے جاتے ہین مسعودی کے زمانہ تک یہ کتاب عام طور پر مشہور و متداول تھی (مروج الذہب ج ۲ برحاشیہ مقری (ص۱۶۲) اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ حیدرآباد کے کتب خانہ مین موجود ہے جیسا کہ ہمارے دوست پروفیسر میمن عبدالعزیز صاحب نے ہم سے ذکر کیا ہے،

[۹] ابو المنذر محمد بن السائب، ابن الندیم نے بحوالہ ابن الکوفی محمد بن ملک لکھا ہے تفسیر و انساب کا ماہر، کوفہ کا باشندہ تھا، اور وہین سنہ ۱۴۶ھ مین وفات پائی، ابن خلکان ج ۱ ص۴۹۳ ص۴۹۴، ابن الندیم (الفہرست ص۹۵۔ ص۹۸) نے اس کی ۱۴۰ تصانیف کا ذکر کیا ہے، جن مین سے جمہرۃ النسب اسکوریال کے کتب خانہ مین اور اسکی دوسری جلد برٹش میوزیم مین موجود ہین، اسکی کتاب الاصنام باعتنار احمد زکی پاشا سنہ ۱۹۱۴ء مین چھپ گئی ہے، ابن الانباری نے اپنی شرح مفضلیات مین اس کی کتاب الکلاب کا اقتباس نقل کیا ہے[۱۰] ابو عبدالرحمن ہیثم بن عدی اخبار و اشعار عرب کا مشہور راوی خارجی تھا، خلفاء عباسیہ مین سے منصور، مہدی، اور رشید کی مجالس مین باریاب ہوتا تھا، اسکی تصنیف سے کئی کتابین ہین سنہ ۱۳۰ھ مین پیدا ہوا، اور سنہ ۲۰۷ھ مین وفات پائی، (ابن خلکان ج ۲ ص۲۰۳ تا ص۲۰۶) [۱] ابن خلدون کے نزدیک سلاطین حمیر کا یمن سے براہ مغرب افریقہ و بربر تک اور مشرق کی طرف سے ترک اور تبت کے شہرون پر حملہ آور ہونا از قبیل خرافات ہے، ملاحظہ ہو مقدمہ تاریخ،

باشندون کے حالات معلوم کئے بغیر کسی ملک پر چڑھائی نہین کرتا تھا،

اہل عرب قوت گویائی اور لطافت زبان کے سبب سے روایات کو بکثرت یاد رکھتے تھے

کیونکہ وہ فلک بروج کے اوس درمیانی دائرہ کے نیچے رہتے تھے جو آفتاب کی رفتار سے پیدا ہوتا ہی

اور جس مین "سفت کواکب" (جو تمام چیزون کے حالات بتاتے ہین) گھومتے رہتے ہین،

ہیئت | ان علوم کے ساتھ اہل عرب کو ستارون کے اوقات طلوع و غروب اور انواء (نکھترون)

و امطار کواکب کا علم تھا، اس علم کو انھون نے معرفت حقایق کے لیے علمی طور پر حاصل نہین کیا تھا،

بلکہ اس کو انھون نے کثرت اعتنا، اور تجربہ طویل سے حاصل کیا تھا کہ اسباب معیشت کی فراہمی مین

ان کو اس علم کے جاننے کی ضرورت پیش آتی تھی، انواء کواکب مین ابو حنیفہ احمد بن[1] داؤد اللغوی

دینوری کی ایک عمدہ کتاب[2] ہے جو علم نجوم سے متعلق عربون کے علم ہیئت، انواء کواکب[3] اور

---

[1] نحو، لغت، ہندسہ، حساب اور ہیئت کے نامور عالم، عابد، زاہد اور ثقہ تھے، مختلف اصناف علوم مین انکی تصنیفات ہین، بعض محققین کا خیال ہے کہ ابن قتیبہ نے ان کی بعض کتابین اپنے نام سے منسوب کر لی ہین، (مروج الذہب بر حاشیہ مقری ج ۲ ص ۱۱۳) جمادی الاول ۲۸۲ھ سنہ ۲۸۱ھ مین اور بقول بعض سنہ ۲۹۰ھ مین وفات پائی معجم الادباء ج ۱ ص ۱۲۳ - ص ۱۲۷، نزہتہ الألباء لابن الانباری ص ۲۲۶ خزانۃ الادب للبغدادی ج ۱ ص ۲۵ بغیۃ الوعاۃ للسیوطی ص ۱۳۲ [2] کتاب الانواء کا ذکر ابن الندیم نے الفہرست (ص ۸ و ص ۷۸) مین، البیرونی نے آثار الباقیہ (ص ۲۳۳ ص ۳۴۱) مین کیا ہی، ابن سیدہ اندلسی نے المخصص ج ۹ ص ۱۰، ص ۱۸ مین کتاب الانواء سے نقل کیا ہے نیز عبد الرحمن صوفی نے کتاب الصور مین (جسکا قلمی نسخہ میرے محترم علامہ محمد یوسف صاحب کھٹکھٹے ایم اے، ایں ایل بی ساکن بمبئی کے پاس ہے اور میری نظر سے گذرا ہی) اس کتاب کا ذکر کیا ہے اور اسکی بڑی تعریف کی ہی، کتاب الازمنہ للمرزوقی مین اسی کتاب کے اقتباسات پائے جاتے ہین، (دیکھو کتاب مذکور طبع حیدرآباد دائرۃ المعارف) [3] یہ لفظ اصل عربی ہے، اور قبل از اسلام مستعمل تھا، جب یونانی تقاویم کا عربی مین ترجمہ ہوا تو یہ لفظ اس اصطلاح کے لیے استعمال کیا گیا، منجمین نے سال کے چار حصے کئے ہین، ان مین ہر حصہ کی سات انواء ہوتی ہین اور ہر نوء کے تیرہ دن ہوتے ہین، اس وقت معین مین آفتاب بارہ برجون کو طے کرتا ہی، ہندی مین اسکو نکھتر کہتے ہین،

ان کے اثر سے پانی برسنے ہواؤن کے چلنے اور تعینِ اوقات وغیرہ پر مشتمل ہے،

فلسفہ | علم فلسفہ سے خدائے تعالیٰ نے اہل عرب کو کچھ بھی بہرہ ور نہین فرمایا، ورنہ ان کی طبیعتین اس فن کی استعداد و مناسبت رکھتی تھین[1]، مجھے نہین معلوم کہ خالص عربون مین سے یعقوب بن اسحاق کندی اور ابو محمد حسن بن ہمدانی کے سوا کوئی بھی فلسفہ مین مشہور ہوا ہو، ان دونون کا تذکرہ اپنے اپنے مقام پر آئے گا:

جزیرۃ العرب | بلادِ عرب جزیرۃ العرب کے نام سے مشہور ہین، اس کو جزیرہ اسلئے کہا گیا ہے کہ یہ ملک مغرب، جنوب، اور مشرق مین تین طرف سے سمندر سے محیط ہے، اس کے مغرب مین جدہ، جار، ایلہ اور بحر احمر کی خلیج ہے جو زبردست بحر زنج اور بحر ہند (انڈین اوشن) سے نکلی ہے، اس کے جنوب مین بحر عدن ایک بڑا سمندر ہے، اور مشرق مین عمان، بحرین، بصرہ اور فارس کی خلیج ہے جو بحر ہند سے نکلی ہے، جزیرۃ العرب کے شمال مین نواحِ شام اور جنوب مین بلادِ عرب کی حدود، بلاد ثمود یعنی بلادِ حجر[2] سے لے کر دومۃ الجندل[3] اور اس متصل ان شہرون تک ہین،

[1] یا للعجب! ایسا عدیم الواقف حال اتنی موٹی غلطی کرے جس شخص نے متعدد عربی فلاسفہ کے حالات لکھے ہون جو خود بھی فلسفی اور عربی النسل ہو وہ ایسی بے بنیاد بات کہے؟ کچھ سمجھ مین نہین آتا، جس شخص نے ابن خلکان اور قفطی کی تصانیف مطالعہ کی ہین وہ راوی کی غلطی کو تسلیم کریگا سیکڑون مشاہیرِ اسلام کا سلسلہ نسب دیکھنے سے معلوم ہوگا، کہ وہ نسلاً خالص عرب تھے، بایںہمہ وہ فلسفہ و حکمت مین یکتائے زمانہ تھے، بدقسمتی سے ابن خلدون جیسا علامۂ دہر بھی اس غلطی مین مبتلا نظر آتا ہے، بھلا اس سے بڑھکر اور کون فلسفی ہوگا جس نے مقدمہ جیسی لازوال کتاب لکھدی ہے، بایںہمہ وہ عربی النسل ہے جسکا سلسلہ نسب وائل بن حجر تک منتہی ہوتا ہے جو حضور صلعم کے صحابہ مین سے تھے معلوم ہوتا ہے کہ کسی جلے دل شعوبی نے یہ الفاظ کہے ہین اور دوست دشمن سبھی انکو نقل کرتے چلے آئے ہین،

[2] بلاد ثمود سے مراد بلاد حجر ہین جو شام مین واقع ہین [3] دمشق سے سات دن کے راستہ پر ایک شہر ہے جسکو سنہ ۹ غزوہ تبوک مین خالد بن ولید نے آنحضرت صلعم کے حکم سے فتح کیا تھا، معجم البلدان ج ۴ ص ۱۰۶

جو بادیہ سماوہ[1] کے اوپر تک چلے گئے ہین،

جزیرۃ العرب چار بڑے حصون حجاز، نجد، تہامہ اور یمن مین منقسم ہے، اس کا طول عدن اور نواح شام کے مابین تقریباً ۱۶۰۰ میل ہے، اور اس کا عرض ساحل بحر ایلہ، جار، جدہ، قنفذہ اور اس سے متصل ریف[2] عراق کے مابین تقریباً ۶۰۰ میل ہے،

سیل عرم اور تفرق قبائل مآرب اور اس کے مضافات کے ویران ہونے تک ملک یمن شاہ حمیر شمر یرعش، اور حضرت داؤد علیہ السلام حاکم بنی اسرائیل اور کیخسرو سوم (از ملوک طبقہ ثالث شاہان ایران) کے عہد یعنی طوفان نوح سے ۲۰۰۰ برس بعد تک ملک یمن قبائل قحطان کا وطن رہا، مآرب کی تباہی کا باعث (جس کی تصدیق تاریخ سے ہوتی ہے) سیل عرم[3] کا وہ چھوٹا طوفان ہے جس نے مآرب کے بند کو توڑ کر مآرب کی بیشتر آبادیون اور اس کے کئی شہرون کو غارت کر ڈالا، مآرب کے باشندے قبیلہ ازد اور ان کے ہمسایہ قبائل تھے جب مآرب پر تباہی آئی تو ان کے قبائل منتشر ہو کر مندرجہ ذیل مقامات مین چلے گئے، :-

---

۱؎ کوفہ اور شام کے مابین جو سطح میدان ہے اسکو بادیہ سماوہ کہتے ہین معجم ج ۵ صفحہ ۱۳۲۔ ۲؎ ریف عربی زبان مین اس زمین کو کہتے ہین جو پانی سے قریب ہونے کے باعث تروتازہ اور قابل زراعت ہو، دجلہ و فرات کے قریب اسکو ریف عراق کہا جاتا ہے، ۳؎ عرم خاص ایک بند کا نام ہے، صنعاء (یمن) کے جنوب مشرق مین شہر مآرب ہے جسے شہر سبا بھی کہتے ہین، یہ شہر عبد شمس ملقب بہ سبا بن یشجب کے نام سے مشہور ہے، مآرب مین بلق نامی دو پہاڑیان واقع ہین انھی پہاڑیون کے درمیانی حصہ مین اس نے ایک بہت بڑی شہر پناہ کی دیوار بنوائی تھی اور بہت دور سے وہان نہر لایا تھا، شہر کا بڑا حصہ اسی شہر پناہ پر واقع تھا، آخر ایک سال اس کثرت سے پانی برسا اور سیلاب آیا کہ یہ سد عرم جسمین بہت سا پانی جمع رہتا تھا ٹوٹ گئی، اور سیلاب وہان کے باشندون، ان کے باغات، مال و متاع اور مویشیون کو بہا لے گیا، اس حادثہ سے عرب کے کئی قبائل متفرق ہو کر مختلف مقامات مین چلے گئے قرآن مجید نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فارسلنا علیہم سیل العرم، ۲۲ (سورۂ سبا مفصل

(۱) اوس وخزرج	جو آگے چلکر انصار کہلائے، ملک حجاز مین یثرب یعنی مدینۃ الرسول صلعم مین
(۲) بنی خزاعۃ	مکہ اور ارضِ تہامہ مین، جو مکہ کی نواحی مین ہے،
(۳) وادعۃ، یحمد، خزام، جدیل، مالک، حارث، عتیک	عمان مین، ان کو ازد عمان کہتے ہین
(۴) ماسخہ، میدعان، لہب، غامد، یشکر، بارق، علی بن عثمان، شمران، بجر بن ہند، دوس،	جبل السراۃ مین، یہ ایک عظیم الشان پہاڑ ہے جو طول مین سرزمین یمن سے لے کر نواحِ شام تک بلاد عرب کو تقسیم کر دیتا ہے،
(۵) مالک بن عثمان بن اوس	عراق مین،

بقیہ حاشیہ ص۶۴) حالات کے لیے دیکھو مروج الذہب للمسعودی برحاشیہ مقری ج ۲ ص۶۲ تا ص۶۵ سنی ملوک الارض لحمزۃ الاصفہانی ص۱۰۰ برلین، معجم البلدان ج ۶ ص۱۵۱ عرم کے معنی مین اہل لغت کا اختلاف ہے محققین مثل ابوعبیدہ، امام سہیلی، یاقوت وغیرہ کے نزدیک اس کے معنی بند کے ہین، (دیکھو روض الانف ص۱۵ معجم ج ۶ ص۱۵۱ تفسیر کبیر ج ۷ ص۱۱۱) نکلسن لکھتے ہین کہ ممکن ہے کہ "تفرق سبا" کا واقعہ تاریخی حقیقت پر مبنی ہو لیکن سد مآرب اس کے بعد بھی زمانۂ دراز تک قائم تھی، اس کے موجودہ کتبات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ چھٹی صدی عیسوی کے وسط تک سد کا کام دیتی رہی ہے؛ یہ سیلاب ۵۴۲ء میں آیا تھا، ۵۳۹ء ۵۴۲ء مین یمن کے حبشی حاکم ابرہہ نے اس کے بعض حصہ کی مرمت کرائی تھی، (تاریخ ادب العرب از نکلسن ص۱۵) اس وقت سے اب تک اس تعمیر کو تقریبًا دو ہزار آٹھ سو چوبیس سال گزر چکے ہین؛ اس قدر مدت گذر جانے پر بھی اس بند کا ایک ثلث حصہ اب تک بدستور باقی ہے،

۷۔ جفنة، آل محرق بن عمرو بن عامر اور قضاعه	شام مین،

جزیرۃ العرب سے نکلکر شام اور الجزیرہ (میسوپوٹامیہ) کے شہرون دیار ربیعہ کی طرف، ایاد و ربیعہ کے سوا، ہجرت کرنے والے قبائل عرب کے حالات بیان کرنیکا یہ موقع نہین ہے، اس کے متعلق جو کچھ ہم کو معلوم ہوا ہے اس کو ہم نے اپنی کتاب جوامع اخبار الامم عن العرب والعجم مین بیان کیا ہے،

یہ حالت تھی اہل عرب کے مذاہب، ان کی سکونت گاہون اور معاش کی،

اب ہم عرب اسلام کے حالات حتی الامکان اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہین،

عہد اسلام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ کے وقت عرب کا ملک پراگندہ اور اسکا نظام درہم و برہم تھا، خداوند تعالیٰ نے اس پراگندگی اور بدنظمی کو تنظیم و تشکیل سے بدل دیا، اور عرب کے قبائل مین سے قحطان وعدنان کو جزیرۃ العرب پر مسلط کر دیا، جو خدائے واحد پر ایمان لائے، اور اس کی اطاعت پر کمر بستہ ہو گئے، بت پرستی اور تعظیم کواکب کو ترک کرکے خدائے واحد کی تعظیم تحمید ربوبیت، اور توحید کے اقرار مین رطب اللسان ہو گئے، بعث و نشر، حدوث عالم اور جزا و سزا کے معتقد، اعمال و عبادات صوم و صلوٰۃ، حج و زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ امور شریعت اسلامیہ کے پورے پابند ہو گئے،

ابھی زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ سرور کائنات (علیہ الوف التحیات) نے وفات پائی، آپ کی وفات شریف کے بعد حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان پھر انکے بعد حضرت علی (رضوان اللہ علیہم) آپ کے جانشین قرار پائے، ان خلفاء راشدین رضنے

کئی ملکون پر چڑھائی کی، بہت سے بادشاہون کو مغلوب کیا اور متعدد ممالک پر قابض ہو گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت تک سلطنت اسلام نے وسعت و عظمت مین اس مقام تک ترقی کر لی تھی، جسکی نسبت مخبر صادق (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیشین گوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ :-

زویت الی الارض فأریت مشارقھا وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منھا[1] — زمین کے دور دراز حصے میرے لیے سمیٹ دیئے گئے اور مجھے دنیا کے تمام مشرقی ممالک دکھائے گئے، عنقریب جتنا حصہ کہ میرے لیے سمیٹا گیا ہے وہان تک میری امت کا دائرۂ حکومت وسیع ہو جائے گا،

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے ہاتھون عراق و خراسان وغیرہ ممالک سے اہل فارس کی حکومت کو زائل کر دیا، اور ملک شام سے رومیون اور مصر و نواحی مصر سے قبطیون کی حکومت کو مٹا دیا،

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ سے خدا نے عدنان کو عرب کا بادشاہ بنا دیا، پھر یہ سلسلۂ حکومت آپ کے چچا زاد بھائیون اور بنی قریش مین منتقل ہو گیا کہ امتون اور قرنون کے متعلق یہی سنت الٰہی جاری رہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ[2] — انھی دنون کو ہم لوگون مین یکے بعد دیگرے لاتے رہتے ہین

طب عربی ابتداے اسلام مین اہل عرب نے اپنے علم زباندانی اور احکام شرعیہ کی واقفیت کے سوا کسی اور علم کی طرف توجہ نہین کی تھی، البتہ فن طب عرب کے بعض افراد واقف تھے، اور عام طور پر لوگ اس سے نا آشنا نہ تھے، کیونکہ تمام لوگون کو اس کی ضرورت تھی،

---

[1] صحیح مسلم باب الفتن ج ۲ صفحہ ۳۹۰ دہلی، [2] سورۂ آل عمران ۱۳۴،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے ذریعہ سے اسکی ترغیب دی تھی:

یا عباد اللہ تداووا فان اللہ عزوجل لم یضع داء الا وضع لہ دواء الا واحدا وھو الھرم[1]

اے خدا کے بندو! علاج کراؤ کہ خدائے تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا نہیں ہے جسکی دوا نہ پیدا کی ہو سوائے بڑھاپے کے کہ اسکا علاج نہیں۔

حارث بن کلدہ[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد باسعادت میں عرب کے اطبا میں سے تھا، اس نے فارس اور یمن میں جاکر علم طب حاصل کیا تھا، وہ عود بجایا کرتا، اور معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ تک بقید حیات تھا۔

ابن ابی رمثہ تمیمی[3] یہ وہ صحابی ہیں جنکا بیان[4] ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون شانون کے بیچ میں مہر نبوت[5] دیکھی تو میں نے آپ سے عرض کی میں اسکا معالج ہون، اگر حکم ہو تو اس کا علاج کرون (یعنی اس کو کاٹ ڈالون) آپ نے فرمایا:

انت رفیق، والطبیب اللہ[6]

تم (صرف) چابکدست ہو اور طبیب تو خدا ہی ہے۔

---

[1] صحیح الترمذی ج ۲ ص ۲۶ طبع میرٹھ ۱۲۸۲ھ خرجہ البخاری ایضاً (کتاب الطب ج ۲ ص ۸۴۷ مرتبہ محدث سہارنپوری) وابن ماجہ (ابواب الطب ص ۲۵۳ دہلی) وابوداود (کتاب الطب ج ۲ ص ۱۸۱) [2] مفصل حالات کے لیے دیکھو طبقات الاطبا ج ۱ ص ۱۰۹ تا صفحہ ۱۱۳ قفطی ص ۱۱۲-۱۱۳۔ [3] تذکرہ ابن ابی رمثہ کے لیے دیکھو طبقات ج ۱ ص ۱۱۶۔ [4] ابن ابی اصیبعہ نے اس کی یہ اسناد نقل کی ہے وہی نعیم عن ابن ابی عیینہ عن ابن الحجر عن زیاد عن لقیط عن ابن ابی رمثہ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ (ج ۱ ص ۱۱۶) [5] عام طور پر مشہور ہے کہ یہ واقعی مہر نبوت تھی جس پر کلمۂ طیبہ قدرتی طور پر منقوش تھا مگر محققین فن حدیث کے نزدیک یہ غیر مستند ہے، اصل میں حضور کے دونون مبارک شانون کے بیچ میں کچھ گوشت ابھرا ہوا تھا جس پر تل تھے اور کچھ بال اُگے ہوئے تھے (ملاحظہ ہو روض الانف للسہیلی ج ۱ ص ۱۱۹) حافظ مغلطائی نے محققین کے تمام اقوال کو یکجا جمع کر دیا ہے (دیکھو سیرۃ مغلطائی ص ۹) [6] نہایہ لابن اثیر ج ۲ ص ۹۹ طبع مصر، ابن جلجل نے اسکے یہی معنی لیے ہیں یعنی رفیق سے مراد رفیق الید (طبقات الاطبا ج ۱ ص ۱۱۶)

ابن ابجر الکنانی[1] | یہ ایک طبیب ماہر تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے زمانہ خلافت مین تھا، وہ جب بیمار ہوتے تو اس کو اپنا قارورہ دکھاتے تھے۔

خالد بن یزید[2] | فن طب اور کیمیا کا عالم تھا، اس فن مین اس کے کئی رسائل اور عمدہ اشعار ہین، جو اسکے علم و فضل اور مہارتِ فن پر دلالت کرتے ہین،

عہد عباسی | بنو امیہ کے عہدِ سلطنت مین اہل عرب کی علمی حالت یہ تھی جو مذکور ہوئی، جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکومت بنی ہاشم کو تفویض فرمائی تو لوگون کی ہمتین اور ان کی عقلین خوابِ غفلت سے بیدار ہوئین، چنانچہ سب سے پہلے خلیفہ ثانی ابو جعفر منصور[3] عباسی (عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم) کی توجہ علوم کی طرف منعطف ہوئی، وہ علم فقہ کا تبحر عالم، اور علوم فلسفہ خصوصاً علم نجوم مین سر برآوردہ ہونے کے ساتھ ہی علم کا شیدائی اور اہل علم کا دلدادہ تھا، پھر جب خلیفہ ہفتم عبداللہ المامون[4] بن ہارون الرشید (بن مہدی بن ابو جعفر منصور) تختِ خلافت کا

---

[1] اس کا نام عبدالملک بن ابجر ہے، اسکندریہ کی یونانی تعلیم کا افسر تھا، پھر جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے اسکندریہ فتح کر لیا تو یہ ان کے ہاتھ پر اسلام لایا (طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۱۶) [2] ابو ہاشم خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان (از خاندان بنی امیہ) کیمیا، طب وغیرہ علوم و فنون کا جید عالم تھا، المتوفی ۸۵ھ، مزید حالات کے لیے دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص ۱۶۸ و ۱۶۹، اس کو فن کیمیا کا باپ کہا جاتا ہے، کہ اسلام مین اسی نے سب سے پہلے فن کیمیا کی تحصیل کی تھی، اور اس فن مین کتابین تصنیف کی تھین، محقق البیرونی نے اسکو "اسلام کا سب سے پہلا حکیم لکھا ہے" (آثار الباقیہ ص ۳۰۲) لیکن علامہ ابن خلدون کے نزدیک چونکہ اہل عرب کی بدویت ان کے ماہر فنون و صنائع ہونے کے منافی ہے اس بنا پر وہ لکھتے ہین کہ یہ خالد ایک دوسرے شخص کا نام ہے جو عیسائی تھا (مقدمہ ص ۵۰۴ بولاق) یہ سوء ظن کی انتہا ہے، کیا اس کے بعد بھی حامیان ابن خلدون یہ کہہ سکتے ہین کہ اس نے جو کچھ کہا ہے وہ جاہلیت کے عربون کی نسبت ہے؟ کتاب الاغانی ج ۱۶ ص ۸۸ تا ۹۳ مین خالد کا مفصل تذکرہ ہے۔ [3] خلافت عباسیہ کا دوسرا تاجدار ۱۳۶ھ مین اپنے بھائی السفاح کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوا اور ۱۵۸ھ مین وفات پائی [4] ۱۷۰ھ – ۲۱۸ھ مامون کے مفصل حالات اور اسکے علمی کارنامون کیلئے دیکھو المامون مؤلفہ علامہ شبلی مرحوم

وارث ہوا تو اس نے اس کام کو جسکی ابتدا اس کے دادا منصور نے کی تھی، تکمیل کو پہنچا دیا، یعنی اسکی ہمت بلند اور ذات گرامی نے کتب علمیہ کی جستجو کرنے اور ان کو علمی خزانون سے ڈھونڈھ نکالنے پر اس کو آمادہ کیا، اس نے قیاصرۂ روم سے تعلقات پیدا کئے ان کو قیمتی تحفے اور ہدایا بھیجے اور ان کے عوض مین ان سے فلاسفۂ یونان کی کتابین جو ان کے پاس تھین طلب کین[1]، انھون نے

افلاطون، ارسطو، بقراط، جالینوس، اور بطلیموس وغیرہم فلاسفۂ یونان کی وہ تمام کتابین جو ان کے پاس موجود تھین مامون کی خدمت مین روانہ کین، مامون نے ان کا ترجمہ کرانے کے لیے فن ترجمہ کے مشاق ماہرین کو مقرر کیا، اور ان کو ترجمہ کرنے کی ترغیب دلائی، چنانچہ جس قدر اور جہان تک ممکن تھا اس کے لیے کتابون کا ترجمہ کیا گیا، پھر اس نے لوگون کو ان کتابون کے پڑھنے پڑھانے کی طرف رغبت اور شوق دلایا، اس وجہ سے اس کے عہد مین فلسفہ کی گرم بازاری اور ہر طرف اسی کی حکومت قائم ہو گئی، مامون کی اس دلچسپی اور شوق کو دیکھ کر اہل علم کو ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی خواہش پیدا ہو گئی، کیونکہ مامون ان کا مجلس اور ان کے مناظرات و مذاکرات علمیہ سے لطف اندوز ہوتا تھا، اور ان کو مقرب بارگاہ بنا کر بلند مراتب

[1] تاریخ کا یہ ایک نہایت ہی افسوسناک واقعہ ہے کہ جب علم پرست مامون نے قسطنطنیہ کے رومی بادشاہ تھیافلس کو ایک خط مین یہ لکھا کہ لیون نامی عالم کو بغداد آنے کی اجازت دیجائے تاکہ وہ یہان آکر مجھے ریاضیات کی تعلیم دے، مین اپنی مصروفیتون کی وجہ سے مجبور نہ ہوتا تو خود حاضر ہوتا، اس فرمائش کے عوض مین مامون نے ایک سو قنطار سونا پیش کیا اور دائمی صلح کا وعدہ کیا، لیکن اس جاہل بزنطینی بادشاہ نے جو اپنے تعصب نسلی و مذہبی اور اہل اسلام کے بغض و عناد سے دیوانہ ہو رہا تھا، مامون کی استدعا کو رد کر دیا اور جواب دیا کہ وہ علوم جنھون نے رومیون کے نام کو آسمان شہرت پر چمکایا ہے، ایک وحشی (عرب) کو نہین سکھائے جا سکتے؟ فرم بشرم۔ (یورپ کا ارتقاء ذہنی از ڈاکٹر ڈریپر مرحوم جلد دوم) ریان کے ہم خیال و ہم مذہب ذرا اپنے گریبان مین منھ ڈالکر دیکھین!

اور عنایات شاہانہ سے سرفراز کیا کرتا تھا، غرض کہ تمام علماء، فقہا، محدثین، متکلمین، اہل لغت، مورخین، ماہرین انساب، اور شعرا نامورسب کے ساتھ مامون کا یہی برتاؤ تھا، اسلیے اس کے زمانہ مین علما کے ایک گروہ نے علوم فلسفہ مین کمال حاصل کیا اور اپنے بعد والون کے لیے طب کی تحصیل کا راستہ صاف کر دیا، اور ادب کے اصول اور طریقے وضع کئے، تا آنکہ دولت عباسیہ زمانہ عروج و تنظیم مین سلطنت روما (رومن ایمپائر) کی ہمسری کرنے لگی، پھر (رفتہ رفتہ) اس کا تنزل و انحطاط شروع ہوا، تیسری صدی ہجری کے آخر مین ملک مین بدنظمی اور ابتری کے اسباب پیدا ہو گئے، عنان حکومت ترک (حاجبون) اور حرم سراؤن کے ہاتھ مین آگئی، اس کے بعد سے لوگ علم سے کنارہ کش اور فتنہ و فساد کی مزاحمتون کے باعث اس سے دست بردار ہو گئے، اور اب وہ تقریبًا ہمارے زمانے مین بالکل مٹ جانا چاہتا ہے، لیکن ہر حال مین خدا کا شکر ہے،

علوم فلسفہ کی تحصیل اخبار عرب کے اس مقدمہ کے بیان کرنے کے بعد اب ہم اس بات کا ذکر کرینگے کہ عہد عباسیہ مین مسلمانون مین سے خواہ وہ عجمی ہون یا عرب، علوم فلسفہ کی کس کس نے تحصیل کی، علوم فلسفہ مین سے سب سے پہلے منطق اور علم نجوم کی طرف توجہ کیگئی،

عبداللہ بن المقفع[۱] ابوجعفر منصور عباسی کا کاتب[۲]، یہ پہلا شخص ہے جس نے عہد عباسیہ مین علم منطق

---

[۱] ابن المقفع اصل مین مجوسی تھا، پھر مسلمان ہو گیا، پہلے اس کا نام روزبہ ابن دادویہ تھا اور بعد از اسلام عبداللہ رکھا گیا، اس کا باپ حجاج بن یوسف کے زمانہ مین عراق اور فارس کے ٹیکس وصول کرنے پر مامور تھا، کسی سے بجبر روپیہ وصول کرنے کی پاداش مین اسکو سخت سزا دیگئی جس کی وجہ سے اسکا ہاتھ ٹیڑھا ہو گیا تھا، لہذا اسکو المقفع کہنے لگے، ابن المقفع بصرہ مین ۱۴۳ھ مین قتل کیا گیا، دیکھو الفہرست ص۱۱۸، ابن خلکان نے حسین بن منصور حلاج کے ترجمہ مین اس کا مفصل تذکرہ لکھا ہے، دیکھو وفیات الاعیان ج ۱ ص ۱۴۹ تا ص ۱۵۱ [۲] کاتب کا عہدہ مشرقی حکومتون مین قریب قریب وہی ہوتا تھا جو آجکل سکرٹری یا میر منشی کا ہوتا ہے،

مین شہرت حاصل کی، اس نے ارسطو کی تین منطقی کتابون قاطیغوریاس، باری ارمیناس اور انولوطیقا کا عربی مین ترجمہ کیا، جو منطقی اشکال مین ہین، وہ لکھتا ہے، کہ اس کے زمانہ تک اول الذکر کتاب (قاطیغوریاس) کے سوا ارسطو کی کسی کتاب کا ترجمہ نہین ہوا تھا، اس نے مبادی منطق پر فرفوریوس صوری کی کتاب ایساغوجی[1] کا عربی مین ترجمہ کیا[2] اور سہل وسلیس عبارت مین اسکی شرح لکھی، علاوہ ازین اس نے ہندی کتاب کلیلہ ودمنہ کا عربی مین ترجمہ کیا[3]، ابن المقفع پہلا مترجم ہے جس نے فارسی سے عربی مین کتابون کا ترجمہ کیا، اسکی عمدہ تصانیف مین جنہین ایک رسالہ اخلاق وسیاست مین ہے اور اس کا ایک رسالہ الیتیمۃ[4] بادشاہ کی اطاعت مین بہت مشہور ہے،

ہیئت ونجوم | عہد عباسیہ مین فن نجوم کی طرف پہلے محمد بن ابراہیم الفزاری نے توجہ کی، اسکا سبب یہ ہوا جیسا کہ حسین بن محمد بن حمید المعروف بہ ابن الآدمی نے اپنی تاریخ کبیر مسمی بہ نظام العقد مین بیان کیا ہے کہ: سنہ ۱۵۶ھ مین حساب سدھانت کا ایک ہندو عالم خلیفہ منصور کے پاس[5] ہندوستان

---

[1] ISAGOGE یونانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی مدخل یا مقدمہ کے ہین (مفاتیح العلوم ص ۸۵)

[2] یہ ترجمہ سنہ ۱۹۲۵ء مین روم مین طبع ہوچکا ہے، (الکتفا، ص ۱۰۹) [3] یہ کتاب فرنچ مستشرق ڈی ساسی کے اعتنا سے سنہ ۱۸۲۶ء مین مقدمہ لبید کے ساتھ پیرس سے شائع ہوچکی ہے (الکتفا، ص ۲۸۵) [4] یہ کتاب قاہرہ (مصر) مین سنہ ۱۳۲۶ اور سنہ ۱۳۳۱ھ مین چھپ گئی ہے [5] البیرونی نے کتاب الہند (ص ۲۰۸) مین فزاری اور یعقوب کی زیچ پر بحث کرتے ہوئے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے، اس نے صرف اس قدر تصریح کی ہے کہ یہ ہندو عالم اس وفد کے ارکان مین سے تھا، جو سندھ سے دربار خلافت مین (عراق) حاضر ہوا تھا، مگر بیرونی نے اسکا سنہ ۱۵۴ لکھا ہے، پھر ص ۲۳۲ پر یعقوب کی کتاب ترکیب الافلاک کا ذکر کرتے ہوئے سنہ ۱۶۱ لکھتا ہے، ممکن ہے کہ بیرونی نے یہ سہوا لکھدیا ہو، مگر یعقوب کی تصانیف سے بیرونی واقف تھا، اور کتاب الہند مین اسکا بار بار ذکر آتا ہے، اس بنا پر اغلب ہے کہ اس نے یہ سنہ یعقوب کی کتاب ترکیب الافلاک سے نقل کیا ہو (علم الفلک ص ۱۶۵، ص ۱۶۷) اس وفد کے متعلق تمام عرب مورخین خاموش ہین، جہان تک ہمین معلوم ہے ابن الآدمی اور بیرونی کے سوا کسی نے اسکا ذکر نہین کیا،

سے ایک کتاب لایا جس مین حرکاتِ کواکب، تعدیلاتِ نجوم (جو آدھے آدھے درجہ تک گنے ہوئے کردجات پر تیار کی ہوئی تھین) اعمالِ فلکیہ کی بعض اقسام، کسوفین اور مطالعِ بروج کا بیان تھا، یہ کتاب بارہ بابون پر مشتمل تھی، اس ہندو عالم نے بیان کیا کہ اس نے اس کتاب مین ان کردجات کا اختصار کیا ہے جو ہندوستان کے راجہ فیغر (ویاگھر موکھا) سے منسوب ہین، اور جنکا حساب ایک ایک دقیقہ تک گنا ہوا ہے، منصور نے حکم دیا کہ اس کتاب کا عربی مین ترجمہ کیا جائے اور اس سے ایک ایسی کتاب تالیف کیجائے جو احکامِ نجوم مین عربون کے لیے اصل کا کام دے، چنانچہ محمد بن ابراہیم فزاری اس کام پر مقرر ہوا اور اس نے ایک کتاب تالیف کی جسکو منجمین السند ہند الکبیر[1] کہتے ہین، سنسکرت مین اس کے معنی "زمانۂ قدیم" ہین[2]، یہ کتاب اس عہد سے لیکر خلیفہ مامون کے زمانہ تک لوگون کا معمول بہ تھی، اس کے بعد ابو جعفر بن موسیٰ الخوارزمی نے مامون کے لیے اس کتاب کا اختصار کر کے ایک زیچ تیار کی جو بلادِ اسلامیہ مین السند ہند الصغیر کے نام سے مشہور ہے[3]، اس کتاب مین اس نے سدھانت کے اوساطِ کواکب پر دار و مدار رکھا ہے، اگرچہ مسئلۂ تعادیل و میلِ شمس مین سے تعادیل کو مذہبِ فارس کے مطابق اور میلِ شمس کو بطلیموس کے مذہب پر لکھا ہے، اور اس مین بطورِ مقدمہ چند عمدہ ابواب کا اضافہ کیا ہے جو ان غلطیون پر حاوی نہین ہین، جو علمِ ہندسہ مین اسکی کمزوری اور ہیئت مین اس کے بعید از تحقیق ہونے پر دلالت کرتی ہین، اس زمانہ کے طریقۂ سدھانت کے پیروؤن نے اس کتاب کو بہت پسند کیا،

[1] چونکہ الخوارزمی کی کتاب کا نام بھی السند ہند ہے، لہٰذا متاخرین نے امتیاز کرنے کے لیے اس کو کبیر اور اس کو صغیر سے نامزد کیا ہے (علم الفلک ص ۱۵۱) [2] مسعودی نے بھی (التنبیہ والاشراف ص ۲۲) مین اس کے یہی معنی لکھے ہین جو غلط ہین، سنسکرت مین سدھانت کے معنی اصول کے ہین، اور احکامِ نجوم کی اکثر کتابین جو سنسکرت مین لکھی گئی ہین اسدھانت کہلاتی ہین، (کلاسیکل ڈکشنری آف ہندو متھالوجی ص ۲۹۲) [3] کتاب الفہرست لابن الندیم ص ۲۷،

اوراس کو ہرطرف مشہور کر دیا، حتی کہ ہمارے زمانہ تک مسئلہ تعدیل کی طرف متوجہ ہونے والے اس کتاب سے استفادہ کرتے رہے ہین،

رصد مامونی | مامون الرشید کے سریرآراے سلطنت ہونے کے بعد جبکہ اسکی ذات ستودہ صفات نے تحصیل فلسفہ وحکمت کی طرف توجہ کی اور علماے وقت نے کتاب المجسطی سے واقفیت حاصل کرکے اس مین بیان کئے ہوئے آلات رصد کو معلوم کیا، تو مامون کو فضیلت عقل کے خیال نے اس بات پر آمادہ کیا، اور اس نے علماے عصر کو اپنے حدود سلطنت سے جمع کرکے حکم دیا کہ ایسے ہی آلات رصد تیار کرکے قیاس کواکب مین ان سے مدد لی جائے، اور ان کا احوال ٹھیک اسی طریقہ پر معلوم کیا جائے جیسا کہ بطلیموس اور اس کے پیشروؤن نے کیا تھا، چنانچہ سنہ ۲۱۴ھ مین سرزمین شام مین دمشق کے شہر شماسیہ مین ایک رصد گاہ قائم کی گئی، جس کے ذریعہ سے انھون نے سنہ شمسی رصدی کی مدت امیل شمس کی مقدار، خروج مرکز اور وضع اوج کو معلوم کیا، اس کے علاوہ ثوابت وسیارات کے بعض حالات معلوم کئے، لیکن سنہ ۲۱۸ھ مین خلیفہ مامون کی وفات کے سبب وہ اپنے مقصد کی تکمیل سے قاصر رہے، چنانچہ جہان تک کہ ان کی تحقیقات پہنچ چکی تھین، اسی کو انھون نے ایک کتاب مین جمع و مرتب کرکے اس کا نام "رصد مامونی" رکھدیا، اس رصد کو قائم کرنے والے یہ چار شخص ہین:-

۱- یحیٰی بن ابی منصور[1]، جو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا منجم تھا،

۲- خالد بن عبدالملک مرو روزی،

۳- سند بن علی[2]

---

[1] دیکھو تاریخ الحکما، للقفطی ص۲۳۴ - ۲۳۵ مین اس کا تذکرہ،

[2] عہد مامون مین یہودی تھا، پھر مامون کے ہاتھ پر اسلام لایا (دیکھو القفطی ص۲۰۶) قفطی کے زمانہ تک اسکی زیج پر لوگون کا عملدرآمد تھا،

۴- عباس بن سعید الجوہری[1]

ان مین سے ہر ایک نے اپنی زیج تیار کر کے مامون کے نام پر نامزد کی جو اب تک لوگون مین متداول ہے، یہ پہلی رصدگاہ تھی جو عہد اسلام مین قائم ہوئی تھی،

علمائے اسلام | اس زمانہ سے لے کر ہمارے زمانہ تک علماے اسلام جو دولت عباسیہ کے علاوہ دیگر سلاطین اسلام کے متوسل تھے، فن نجوم، ہندسہ، طب وغیرہ علوم قدیمہ سے اعتنا کرتے اور ان علوم وفنون مین عظیم کتابین لکھتے رہے، ان مین سے ایک

یعقوب کندی[2] | مختلف علوم وفنون اور فلسفہ کا متبحر عالم "فیلسوف العرب" اور عرب کے شاہی خاندان سے تھا، (اس کا سلسلۂ نسب[3] یہ ہے):-

ابو یوسف یعقوب بن اسحاق بن الصباح بن عمران بن اسمٰعیل بن محمد بن اشعث بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکبر بن حارث اصغر بن معاوٓ بن حارث اکبر بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن کندہ بن عفیر بن عدی بن حارث بن مرہ بن اُدد بن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان،

اس کا باپ اسحاق بن الصباح خلیفۂ مہدی عباسی اور ہارون الرشید کی طرف سے کوفہ کا گورنر اور حاکم تھا، اور اس کے دادا اشعث بن قیس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، جو قبل اسلام تمام کندہ کے رئیس اعظم تھے اور ان کے باپ قیس بن معدی کرب بھی تمام قبیلۂ کندہ کے رئیس تھے اور انھی کی مدح مین اعشیٰ[4] بنی قیس بن ثعلبہ نے وہ چار طویل قصائد لکھے ہین

---

[1] اس کے تذکرہ کے لیے دیکھو القفطی ص ۱۵۱ [2] مبسوط ومفصل حالات کے لیے دیکھو طبقات الاطبا ج ا ص ۲۰۶ تا ص ۲۱۴ و قفطی ص ۲۴۰ تا ص ۲۴۶،

[3] اصل متن مین یہ سلسلۂ نسب بہت غلط تھا ہم نے اور کتابون سے انکی تصحیح کی ہے [4] اعشیٰ میمون بن قیس زبردست جاہلی شاعر جس نے سب سے پہلے مدحیہ اشعار کہے، آخر عمر مین اسلام کا زمانہ بھی پایا تھا، اور صلح حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا تھا مگر اسلام نہین لایا، تفصیل کے لیے دیکھو کتاب الشعر والشعرا لابن قتیبہ ص ۱۳۶

(جن کے مطلعے[1] یہ ہیں) :-

۱- لعمرك ما طول هذا الزمن	تیری جان کی قسم! طولِ عمر بھی انسان کے
(على المرء الا عناء معنّ)[2]	لئے ایک رنج وہ عذاب ہے،
۲- رحلت سمية غدوة أجمالها	سمیہ نامی محبوبہ نے تجھ سے روٹھ کر سویرے ہی اپنے اونٹوں پر پالان
(غضبى عليك فما تقول بدا لها)[3]	کسی، تیرا کیا خیال ہے، اسکو کونسی ضرورت لاحق ہوئی ہوگی؟
۳- أأزمعت من آل ليلى ابتكارا[4]	کیا تونے لیلیٰ (محبوبہ) کے گھرانے سے سویرے ہی کوچ کا تہیہ کر لیا، حتیٰ
(وشطت على ذي هوى ان تزارا)	وہ عاشق سے کھینچ رہی جو اس کی ملاقات کا ارادہ کیا جا سکے
۴- أمن غانية أم قلتم[5]	کیا وہ نازنین تجھے چھوڑ کر چل دیگی یا بازدید کو آئیگی، یا کہ اس کے
(أم الحبل واه بها منجذم)	تعلقات محبت بودے اور شکستہ ہو گئے ہیں؟

قیس کا باپ سعدی کرب بن معاویہ اور اس کا باپ معاویہ بن جبلہ دونوں حضرموت میں قبیلہ بنی حارث الاصغر پر حکمران تھے، معاویہ بن حارث اکبر اور اس کا باپ حارث اکبر اور ابو ثور مشقر، یمامہ اور بحرین میں قبیلہ معد پر حاکم تھے، آجتک اسلام میں علوم فلسفیہ میں یعقوب کے سوا کوئی شخص مشہور نہیں ہوا، جس کو صحیح طور پر فیلسوف کہا جا سکے، اکثر علوم میں اسکی کئی مطول تصانیف اور چھوٹے چھوٹے رسائل ہیں، جنکی تعداد پچاس سے زاید ہے[6]، اس کی مشہور

---

[1] طبقات میں صرف اولی مصرعے ہیں، ثانی مصرعے ہم نے مطلعوں کو پورا کرنے کے لیے دیدیئے ہیں [2] شرح شواہد المغنی للعینی ج ۲ ص۱۹۴، [3] دیوان اعشی طبع مطبعۃ التقدم مصر ص۱۵۸، خزانۃ الادب للبغدادی ج ۲ ص۱۰۳ ۵ ابیات کا قصیدہ ہے، [4] خزانۃ الادب ج ۱ صفحہ ۵۷۵ و ج ۲ ص۱۳،

[5] خزانہ ج ۲ ص۲۶۴،

[6] قفطی نے کندی کی کتابوں کی مکمل فہرست لکھی ہے، ملاحظہ ہو ص۲۴۱ تا ص۲۴۶

کتابون مین سے کتاب التوحید معروف بہ فم الذہب ہے جس مین اس نے حدوث عالم بلازمان کے متعلق افلاطون کا مذہب اختیار کیا ہے، اور غلط دلائل سے اس مذہب کی تائید کی ہے، جنمین سے بعض سوفسطائیہ[1] دلائل ہین اور بعض خطابیہ، منجملہ اس کے اسکی ایک کتاب فرقۂ منانیہ[2] کے رد مین ہے (یہ ایک فرقہ ہے جو اصلین قدیمین (نور و ظلمت) کا قائل ہے) ایک کتاب اثبات نبوت مین، اور مابعد الطبیعۃ مین اسکا ایک رسالہ ہے جو اس نے منانیہ کے رد مین لکھا ہے، ایک کتاب علم موسیقی مین ہے، جس کا نام "المونس" ہے۔ ایک رسالہ تسلی رنج و غم پر، اور ایک کتاب آداب نفس پر ہے[3] منطق مین بھی اسکی متعدد تصانیف ہین جو لوگون مین عام طور پر مروج ہوئین، لیکن بہت کم لوگ ان سے استفادہ کر سکتے ہین[4] کیونکہ وہ خالی ہین طریقۂ تحلیل سے، جو ہر مقصد مین حق و باطل کی تمیز کے لیے لازمی ہے، صنعت ترکیب کو البتہ یعقوب نے اپنی منطقی تصانیف مین بیان کیا ہے، لیکن مقدمات کے بغیر کوئی شخص ان سے فائدہ نہین

---

[1] وہ فرقۂ متشککین جو حقایق کے منکر ہین، قدماء متکلمین نے اس کی تین قسمین بیان کی ہین، ایک وہ ہین جو حقائق کا سرا سر انکار کرتے ہین، دوسرے وہ جو حقائق مین شک کرتے ہین، تیسرے وہ جو کہتے ہین فلان بات اس لیے حق ہے کہ وہ فلان کے نزدیک حق ہے اور فلان کے نزدیک اسلیے باطل ہے کہ وہ اس کے نزدیک باطل ہے، (الملل والنحل لابن حزم ج ۱ ص ۸) [2] عربی قاعدہ کے مطابق یہ مانویہ ہونا چاہیے، منانیہ خلاف قیاس آیا ہے جیسے الحرنانیہ منسوب بہ حران اور الصنانیہ منسوب بہ صانی یہودی، (مفاتیح العلوم ص ۲۵) یہ مذہب مانی سے منسوب ہے جو مانوی مذہب کے مشہور محقق کیسلر کی رائے مین ہمدان کا باشندہ تھا، اسکی تاریخ ولادت معلوم نہین ہے، مگر کیسلر بیرونی کی بتائی ہوئی تاریخ کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ ۵۲۷ بابلی مطابق ۲۱۶ء مین پیدا ہوا تھا، مانی نے دین عیسوی و دین مجوسی کو ترکیب دیکر ایک نیا مذہب ایجاد کیا تھا، وہ مسیح کی نبوت کا قائل اور موسیٰ کی نبوت کا منکر تھا، نور و ظلمت دو خدا کا قائل تھا اسی وجہ سے فرقۂ مانویہ کو ثنویہ بھی کہتے ہین، دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱۷ ص ۵۷۲ طبع یازدہم الفصل لابن حزم ج ۱ ص ۳۶-۳۵ اور شہرستانی برحاشیہ ابن حزم ج ۱ ص ۸۱۔ [3] اس کا نام قفطی نے تسہیل سبل الفضائل لکھا ہے،

[4] ابن ابی اصیبعہ لکھتے ہین کہ صاعد کی یہ زیادتی ہے، ورنہ درحقیقت کوئی بات ایسی نہین ہے جو کندی کے علم سے مستفید ہو اور اسکی کتابون کے مطالعہ کو باز رکھے، اج ۱ ص ۲۰۷

اٹھا سکتا کہ ان کے بغیر ترکیب ہی ناممکن ہے، اور ہر مطلوب شئے کے مقدمات بغیر تحلیل کے حاصل نہیں ہو سکتے، مجھے نہیں معلوم کہ یعقوب کو اس اہم صنعت تحلیل سے کس چیز نے باز رکھا، یا تو وہ اس کی قدر و قیمت سے ناواقف تھا، یا لوگون پر اس کو ظاہر کرنے مین اس نے بخل سے کام لیا، خواہ کچھ ہی سبب ہو مگر اس مین یہ ایک بڑا نقص ہے، علاوہ ازین دیگر اصناف علوم مین اس کے کئی رسائل ہین جنمین اس نے آرا، فاسدہ کا اظہار کیا ہے، اور حقیقت سے بعید باتین لکھی ہین؛

احمد بن الطیب سرخسی[1] | یعقوب کا شاگرد اور علوم فلسفہ کا ماہر تھا، منطق و موسیقی مین اسکی عظیم الشان تصانیف ہین، جو عمدہ عبارت مین اختصار کے ساتھ لکھی گئی ہین،

الرازی[2] | محمد بن زکریا رازی اسلامی طبیب علوم فلسفہ و منطق کا ماہر تھا، ابتداے طالب علمی مین عود بجایا کرتا تھا، پھر اس کو ترک کر کے فلسفہ کی تحصیل مین مشغول ہوا اور اس فن مین اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا، سو، سے اوپر کتابین[3] لکھین جنمین سے اکثر فن طب مین ہین، اور باقی علوم طبیعیات و الٰہیات مین، مگر الٰہیات مین[4] اس نے توغل نہین کیا، اور نہ اس کی غرض و غایت کو سمجھا، اسلیے اس کی رائے مذبذب ہو گئی، اس نے ضعیف رایون کا اظہار کیا، اور رکیک طریقون کو اختیار کیا، اس نے ایسے لوگون کی مذمت کی ہے جنکی باتون کو وہ نہین سمجھ سکا؟ اور نہ ان کے طریقون پر چلنے کی ہدایت پائی، وہ پہلے رے کے شفاخانہ کا، اور پھر ایک زمانہ تک بغداد کے بیمارستان (ہاسپٹل) کا مہتمم رہا، آخر عمر مین وہ نابینا ہو گیا تھا، تقریباً ۳۲۰ھ مین اس نے وفات پائی،

---

[1] خلیفہ المعتضد کا مصاحب و ندیم تھا، ۲۸۶ھ مین قتل ہوا (دیکھو کتاب الفہرست ص ۲۶۱ و ص ۳۰) [2] مفصل حالات کیلیے دیکھو القفطی ص ۱۸۱ تا ص ۱۸۲ طبقات الاطبا ج ۱ ص ۳۰۹ تا ص ۳۲۱، [3] رازی کی اکثر کتابین اسکوریال کے کتبخانہ مین موجود ہین، قفطی نے رازی کی تصانیف کی ایک طویل فہرست درج کی ہے جو خود رازی کی لکھی ہوئی فہرست کتب سے منقول ہے (ص ۲۷۱ - ص ۲۷۷) البیرونی نے رازی کی تصنیفات کی فہرست لکھی ہے جسکا قلمی نسخہ لیڈن مین ہے (دیکھو مقدمہ آثار بزبان جرمنی ص ۴۱) [4] رازی کی کتاب علم الالٰہی کے رد مین امام ابن حزم نے ایک کتاب لکھی ہے (دیکھو ملل و النحل لابن حزم ج ۱ ص ۳)

فارابی[1] ابو نصر محمد بن محمد بن نصر الفارابی، اسلام کا حقیقی فیلسوف تھا، اس نے منطق کی تحصیل یوحنا بن جیلانی سے کی تھی، جو بعہد المقتدر باللہ (۲۹۵ھ - ۳۲۰ھ) بغداد مین فوت ہوا[2]، فارابی منطق مین تمام اہل اسلام سے سبقت لیگیا، اور تحقیق کے میدان مین سب سے آگے نکل گیا، اس نے منطق کے غوامض اور رموز و اسرار کو حل کر دیا، اسکی تحصیل مین آسانی پیدا کر دی، اور اس فن سے متعلق تمام ضروری باتون کو اپنی کتاب مین جمع کر دیا، جو صحیح عبارت اور لطیف اشارات مین لکھی ہوئی ہین، ان کتابون مین اس نے کندی کے طریقہ تحلیل کو چھوڑ دینے اور انحار تعلیمیہ (طرق ریاضیہ) کی فروگذاشت پر تنبیہ کی ہے، اور منطق کے پانچون مواد کے متعلق کافی تشریح کر دی ہے، ان سے استفادہ کرنے کے عمدہ وجوہ اور ان کے استعمال کے طریقے بتائے ہین، پھر یہ بھی بتایا ہے کہ ان مین سے ہر مادہ کے متعلق قیاس کیونکر بنائے جاتے ہین، اس مقصد کے لحاظ سے اسکی تصانیف بہت مکمل اور کافی ہین، علاوہ ازین اسکی ایک بلند پایہ کتاب علوم کے شمار اور ان کے اغراض کے بیان مین ہے[3]، جس سے پہلے کوئی ایسی کتاب نہین لکھی گئی، نہ اس طرز مین پھر کسی نے فارابی کے طریقہ پر قلم اٹھایا، تمام طالبان علم اس کتاب کی رہنمائی اور اس کے مطالعہ سے بے نیاز نہین رہ سکتے، اس کی ایک کتاب افلاطون اور ارسطو کے فلسفہ کی اغراض پر ہے جو علوم فلسفہ و حکمت مین اس کے ماہر محقق ہونے

---

[1] مزید حالات کے لیے دیکھو ابن خلکان ج ۲ ص ۷۶ ا ۷۸، القفطی ص ۱۸۲ ا ۱۸۴، [2] التنبیہ والاشراف ص ۱۲۲

[3] اس کتاب کا واحد قلمی نسخہ الیسکوریال کے کتب خانہ مین موجود ہے (اکتفا القنوع) سید امیر علی لکھتے ہین کہ اس کتاب کا لاطینی خلاصہ موجود ہے، جس کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب کس قدر وسیع موضوعات پر مشتمل ہے، یہ پانچ حصون مین مختلف علوم لغت، منطق، ریاضیات، طبیعیات، سیاست مدن، اقتصادیات وغیرہ پر مشتمل ہے (اسپرٹ آف اسلام ص ۴۰۶ طبع جدید)

کی شاہد ہے، یہ کتاب تعلیم نظری اور تحصیل علم کے طریقہ سے واقف ہونے کے لیے بہت بڑی رہنما ہے، اس مین اس نے ایک ایک علم کے اسرار اور اس کے مقاصد کو ظاہر کیا ہے، اور ہر علم کے تحصیل کے ارتقاے تدریجی کی کیفیت بیان کی ہے، پھر فلسفۂ افلاطون سے بحث کی ہے، اور فلسفہ سے اس کی غرض بتائی ہے اور فلسفہ مین اوسکی کتابون کا نام بتایا ہے، پھر فلسفۂ ارسطو کا ذکر کیا ہے، اور اس پر بسیط مقدمہ لکھا ہے، جسمین فلسفۂ ارسطو کی تدریجی رفتار بتائی ہے، منطق اور طبیعیات مین اسکی ایک ایک کتاب کے اغراض و مقاصد سے بحث کی ہے، اور اس نسخہ مین جو ہمین ملا ہے، اس نے الٰہیات کے آغاز اور اس پر علم طبیعیات سے استدلال کرنے پر اپنے قول کو ختم کر دیا ہے، مجھے نہین معلوم کہ فلسفۂ ارسطو کے طالب علم کیلئے اس سے مفید کوئی کتاب لکھی گئی ہو، کیونکہ اس مین تمام علوم کے مشترک اور تمام فلسفیانہ علوم کے مختص معانی کی تعریف بیان کیگئی ہے، قاطاغوریاس کے مطالب کو سمجھنے اور تمام علوم کے مبادیات کی کیفیت جاننے کے لیے یہی ایک بہترین ذریعہ ہے، علاوہ ازین علم سیاستہ مدن اور الٰہیات مین السیاستہ المدنیہ[1] (نظام ہئیت اجتماعیہ پر) اور السیرۃ الفاضلہ اس کی دو بےنظیر کتابین ہین، ان کتابون مین اس نے ارسطو کے مسلک پر (چھ روحانی مبادیات، ان سے موجودہ نظام پر جواہر جسمانیہ اخذ کرنے کا طریقہ اور فلسفہ سے ان کا تعلق انسان کے ہدایت اور اس کی نفسانی قوتون سے) بحث کی ہے، وحی، اور فلسفہ کا فرق دکھایا ہے، مدن فاضلہ وغیر فاضلہ کی تعریف بیان کی ہے، اور بتایا ہے کہ تمدن کے لیے قوانین سیاست اور نوامیس نبوت ہر دو لازمی ہین،

فارابی مذکور ابو بشر متی بن یونس[2] کا معاصر تھا جس نے الراضی باللہ کے عہد مین بغداد مین

---

[1] یہ کتاب آراء المدینۃ الفاضلہ کے نام سے باعتنا فریڈریک وتیریسی (جرمنی) ۱۸۹۵ء مین لیڈن مین چھپ گئی ہے، یہ کتاب دراصل جمہوریت افلاطون کا خاکہ ہے،

[2] ۳۲۸ھ سنہ ۳۲۶ھ کے درمیان مین وفات پائی، منطق و فلسفہ کا عالم تھا، دیکھو طبقات الاطباء ج ۱ ص ۲۳۵، القفطی ص ۲۱۲

وفات پائی، بغداد وغیرہ ممالک مشرقی کے تمام علمار کا علم منطق مین اس (ابی بشر) پر دار و مدار تھا، اور اس فن کی تشریح اور اس کو آسان طور پر سمجھنے کے لیے لوگ اسی کے پاس آتے تھے، فارابی نے امیر سیف الدولہ علی بن عبداللہ بن حمدان تغلبی کے محلسرا مین بمقام دمشق سنہ ۳۳۹ھ ۹۵۰ء مین وفات پائی وسعت علوم اور مہارت فنون مین یہی علما ہمارے ہان مشہور ہین۔

علماے نجوم | اور وہ لوگ جو فلسفہ کی بعض شاخون مین مشہور ہوئے ان کی ایک تعداد کثیر ہے،

احمد بن عبداللہ حبش | علم ہیئت و نجوم کے مشاہیر مین سے ان لوگون کے علاوہ جنکا ذکر اوپر آچکا ہے ایک احمد بن عبداللہ معروف بہ حبش بغدادی ہے، جو خلیفہ المامون اور معتصم کے عہد مین تھا، اس کی تین زیجین ہین، ان مین سے پہلی سدھانت کے طریقہ پر ہے جس مین اس نے الفزاری اور الخوارزمی کے خلاف اعمال فلکیہ مین حکیم تاؤن (Theon) اسکندرانی کے طریقہ پر فلک البروج کی حرکت اقبال و ادبار کو استعمال کیا ہے، تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے ستارون کے مواضع طول کو درست کر سکے، یہ زیج اس نے پہلی مرتبہ اس زمانہ مین تالیف کی جبکہ وہ طریقۂ سدھانت کا معتقد تھا، دوسری زیج الممتحن ہے جو اس کی تمام زیجون مین زیادہ مشہور ہوئی، یہ زیج اس نے اعمال رصدی کے بعد مرتب کی ہے، اس مین ان حرکات کواکب کا بیان ہے جنکا معائنہ رصدی اس کے زمانہ مین ضروری خیال کیا جاتا تھا، تیسری زیج صغیر معروف بہ زیج شاہی ہے، اسکی ایک کتاب اسطرلاب بنانے کے فن مین بہت عمدہ ہے۔

الفرغانی | احمد بن محمد بن کثیر الفرغانی، مامون کے خاص منجمین مین سے تھا، مبادیات علم ہیئت و نجوم مین اسکی کتاب[1] گو حجم مین مختصر مگر بہت مفید ہے، اس مین تیس ابواب ہین جو سلیس عبارت

---

[1] غالباً یہ کتاب الحرکات السماویہ وجوامع علم النجوم ہے جو مجسطی کی عربی تلخیص ہے، اس کو غولیوس نے مع ترجمۂ لاطینی سنہ ۱۶۶۹ء مین امسٹرڈام سے شائع کیا، اسی کتاب نے اس کو یورپ مین الفرغانس (Alfarganus) کے نام سے مشہور کر دیا (اکتفاء القنوع صفحہ ۲۲۳، تاریخ ادب العرب مصنفۂ ہیوآر صفحہ ۲۹۵)

اور عمدہ الفاظ مین کتاب المجسطی کے تمام مضامین پر حاوی ہین،

بنو موسیٰ[1] موسیٰ بن شاکر اور اس کے تینون بیٹے، محمد، احمد اور حسن ہیئت و نجوم اور علوم فلسفہ کے علما، متقدمین سے تھے، رصد کواکب کی طرف انھون نے توجہ کی تھی، موسیٰ بن شاکر مامون کے منجمین مین مشہور تھا، اور اس کے تینون بیٹے ہندسہ، علم الحیل[2] وغیرہ مین دستگاہ رکھتے تھے، علم الحیل مین ان کی عجیب و غریب تصانیف ہین جو حیل بنی موسیٰ[3] کے نام سے لوگون مین مشہور ہین،

عمر بن فرخان الطبری کتب فلسفہ کے رؤسا سے مترجمین سے اور نجوم و احکام نجوم کا محقق عالم تھا، ابو معشر بلخی نے اپنی کتاب المذاکرات مین بیان کیا ہے کہ ذوالریاستین فضل بن سہل[4] وزیر مامون الرشید نے اس کو اس کے وطن سے بلا کر مامون کے پاس ترجمہ کے کام پر مقرر کرا دیا تھا، جہان اس نے بہت سی کتابون کا ترجمہ کیا، اور ایسے احکام نجوم تیار کیے جو آج تک شاہی خزانون مین موجود ہین، اور اس کے سِوا اور بھی بہت سی کتابین نجوم و فلسفہ مین تصنیف کین،

---

۱ بنو موسیٰ کے حالات کے لئے دیکھو الفہرست ص۲۷۱ قفطی ص۲۰۸ و ص۲۸۳ و ص۳۱۵ و ابن خلکان ج ۲ ص۷۸ تا ص۸۰ ۲ علم الحیل صنایع لطیفہ کو کہتے ہین، اور منجمین کی اصطلاح مین اس سے آلات رصد یہ مراد ہوتی ہے (اکتفا ص۱۵۴ و ص۲۲۴)

۳ یہ کتاب ابن خلکان نے دیکھی تھی، اس نے بڑی تعریف کی ہے، (ج ۲ ص۷۹) مگر یہ نہین لکھا کہ اس کا خاص مصنف کون ہے، کتاب الفہرست ص۲۷۱ کے مطابق یہ احمد بن موسیٰ کی تصنیف ہے، بنو موسیٰ کے بعض قلمی رسائل مصر کی خدیویہ لائبریری مین موجود ہین (اکتفاء القنوع ص۲۳۵) حیل بنی موسیٰ کے فارسی ترجمہ کے ایک باتصویر قلمی نسخہ کا ذکر لندن کے مشہور کتب فروش لوزیک کی فہرست مین نظر سے گذرا تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ابھی دنیا سے معدوم نہین ہوئی ہے ۴ علم نجوم و احکام نجوم کا زبردست ماہر تھا، بروز جمعہ ۲ شعبان ۲۰۲ھ مین قتل ہوا، ابن خلکان ج ۱ ص۴۱۳ و ص۴۱۵ اسکو ذوالریاستین اسلیے کہا گیا کہ وہ مامون کا وزیر و فوج کا افسر تھا، ثعالبی نے فضل نام کے آدمیون کے حالات مین ایک خاص کتاب لکھی ہے جسمین اس نے فضل کے حالات لکھے ہین (ثمار القلوب ص۲۳۳)

البتانی[1] ابو جعفر محمد جعفر بن سنان حرانی رصد کواکب کا ماہر اور فلسفہ، ہیئت، حساب، نجوم اور احکام نجوم وغیرہ کا متقدم عالم تھا، اسکی ایک بلند پایہ زیج[2] ہے جو رصد نیرین (شمس و قمر) اور انکی حرکات مندرجہ کتاب المجسطی کی اصلاح پر مشتمل ہے، اس مین اس نے "خمسہ متحیرہ"[3] کی حرکات کی اصلاح اور حساب فلک سے متعلق بہت کارآمد اور ضروری باتون کا استقصا کیا ہے بعض ارصادات[4] (جنکا ذکر اس نے اپنی زیج مین کیا ہے) ۲۸۹ھ مین خلافت المعتضد باللہ[5] کے دوسرے سنہ جلوس مین اس نے تیار کی تھین، مجھے نہین معلوم کہ ارصادِ کواکب کی تصحیح اور حرکات نجوم کے معائنہ رصدی مین اہل اسلام مین سے کوئی بھی اس کے مبلغ علم کو پہنچا ہو، علاوہ ازین احکامِ نجوم پر اس نے خاص طور سے توجہ مبذول کی تھی، اور اس مین کتابین تصنیف کی تھین، اس فن مین اسکی تصنیف سے بطلیوس کے مقالات اربعہ کی شرح ہے،

التبریزی[6] فضل بن حاتم، عالم ہندسہ، ہیئت اور حرکات نجوم کے علمار متقدمین مین سے تھا، اسکی

---

[1] الفہرست ص ۲۷۹ المتوفی ۳۱۷ھ ۹۲۹ء، ابن خلکان (ج ۲ ص ۸۰) لکھتے ہین کہ اس کا نام ابو عبداللہ محمد بن جابر بن سنان ہے اور مجھے نہین معلوم کہ وہ اسلام لایا تھا یا نہین، مگر اس کا نام اس کے مسلمان ہونے پر دلالت کرتا ہے، [2] نلّینو اطالوی (صاحب علم الفلک) نے اس زیج کو مع ترجمۂ لاطینی ۳ جلدون مین مقام میلان (روم) سے ۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۷ء مین شایع کیا ہے اس کا نام زیج الصابی ہے، [3] سبعہ سیارہ مین سے شمس و قمر کو نیرین اور باقی کو خمسہ متحیرہ کہتے ہین، یعنی زحل[1]، مشتری[2]، زہرہ[3]، مریخ[4]، اور عطارد[5] ، [4] ابن خلکان نے (ج ۲ ص ۸۰) اسکی ارصادات کا زمانہ ۲۶۴ھ تا ۳۰۶ھ بتایا ہے،

[5] ابو العباس احمد بن الموفق خاندان عباسیہ کا سولھوان خلیفہ جو ۲۷۹ھ سے ۲۸۹ھ تک خلیفہ رہا، ۲۸۹ھ مین وفات پائی، [6] قفطی نے (ص ۱۶۸) اس کے تذکرہ مین اسکی تصانیف کا ذکر کیا ہے، اس نے اپنی ایک کتاب احداث الجو خلیفہ معتضد کے لیے لکھی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تیسری صدی ہجری کے آخر تک موجود تھا، غالباً تیسری صدی ہجری کے بعد ہی اس نے وفات پائی ،

تصانیف مشہور ہین، اس کی تصنیف سے شرح مجسطی، شرح اقلیدس اور زیج کبیر (مذہب سدھانت پر) ہین،

حسن بن صباح[1] | اس کی ایک زیج ہے جسمین اس نے مذہب سدھانت پر اوساطِ کواکب کو، تعدیلاتِ کواکب کو بطلیموس کے اصول پر، اور میلِ شمس کو اپنے زمانہ کے مروجہ طریقۂ رصد کے مطابق درج کیا ہے،

محمد بن اسمٰعیل تنوخی | یہ وہ منجم ہے جو ہندوستان گیا تھا اور وہان سے علم نجوم کے عجیب و غریب مسائل لیکر واپس آیا، منجملہ ان کے حرکت اقبال و ادبار کا مسئلہ ہے،

عبداللہ بن اماجور[2] | علم حرکاتِ نجوم اور رصد کا عالم تھا،

ابومعشر[3] | جعفر بن محمد بن عمر بلخی، مسلمانون مین احکام نجوم کا زبردست عالم گذرا ہے[4] احکامِ نجوم اور تعدیلِ کواکب مین اسکی مفید اور عمدہ تصنیفات ہین، وہ ایران کی تاریخ سے زیادہ واقفیت رکھتا تھا، احکامِ نجوم مین اسکی تصانیف حسب ذیل ہین:-

۱- کتاب الطبائع (۲) کتاب الالوف (فی بیوت العبادات) (۳) کتاب المدخل الکبیر[5]

---

[1] قفطی نے ایک جگہ (ص۴۲) ابراہیم بن الصباح کے تذکرہ مین اسکا ذکر کیا ہے، پھر دوسری جگہ (ص۱۱۳) اسکا نام حسن بن صباح لکھا ہے، ابن الندیم کی (ص۲۷۶) مین بھی حسن بن صباح لکھا ہے،

[2] اصل متن مین علی بن اماجور غلط لکھا ہوا ہے، کتاب الفہرست (ص۲۷۶) مین اسکا نام عبداللہ بن اماجور لکھا ہوا ہے اور یہی صحیح ہے، قفطی نے علی بن اماجور اور عبداللہ بن اماجور دونون کا علحدہ تذکرہ لکھا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونون بھائی تھے،

[3] ابومعشر کے حالات کے لیے دیکھو الفہرست ص۲۲۷، ابن خلکان ج ۱ ص۱۱۲، ابومعشر نے ۲۷۲ھ مین وفات پائی،

[4] البیرونی نے جہان احکام نجوم کے مسائل مین ابومعشر کا ذکر کیا ہے، وہان اس پر سخت چوٹین کی ہین، اور لکھا ہے کہ اس کی تصانیف علمی حیثیت سے گری ہوئی ہین،

[5] اکسفورڈ، لیڈن اور کتب خانۂ حمیدیہ (قسطنطنیہ) مین اس کے قلمی نسخے موجود ہین، اس کے لاطینی تراجم چھپ گئے ہین، دیکھو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام لفظ ابومعشر،

(۴) کتاب القرانات[5] (۵) کتاب الدول والملل (۶) کتاب الملاحم (۷) کتاب الاقالیم (۸) کتاب الهیلاج والکذخدا (۹) کتاب المثالات فی الموالید (۱۰) کتاب النکت (۱۱) کتاب تحاویل سنی الموالید[3] وغیرہ،

حرکاتِ نجوم مین اسکی تصنیف سے زیج الکبیر بہت مفید اور کارآمد ہے، اس مین علم الفلک سے متعلق بلا ایراد دلائل تمام اقوال جمع کر دیئے گیے ہین، اور کتاب زیج صغیر معروف بہ زیج القرآنات جو عہدِ طوفان سے لیکر زحل و مشتری کے اوقات قران تک کے اوساط کواکب پر مشتمل ہے،

ابو معشر شراب پینے کا عادی اور دائم الخمر تھا، استلاآت قمریہ[4] کے زمانہ مین اسکو مرگی کا دورہ ہوجایا کرتا تھا، وہ ابو جعفر محمد بن سنان التبانی کا ہمعصر تھا،

حسن بن الخصیب[5] | احکام و تعدیلِ نجوم کا متقدم عالم تھا، اس کی زیج مشہور ہے، موالید (زائچون) مین

---

[1] اکسفورڈ اور پیرس مین اس کے نسخے موجود ہین، (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام) [2] برلین، وانا، فلارنس (اٹلی)، پیرس اور قاہرہ مین اسکے قلمی نسخے موجود ہین، ایک مرتبہ ۱۲۹۰ھ مین یہ کتاب بنام کتاب فی التمام والکمال کے نام سے قاہرہ مین چھپی تھی (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام) [3] اس کتاب کے نسخے پیرس، ایسکوریال اور اکسفورڈ کے کتب خانون مین موجود ہین، (انسائیکلوپیڈیا) ۱۴۸۹ء مین آگسبرگ مین اور ۱۵۱۵ء مین وینس مین اس کتاب کا لاطینی ترجمہ شائع ہوچکا ہے، [4] اصطلاح منجمین مین اسکو استقبال بھی کہتے ہین، یعنی چاند کے کامل ہوکر بدر ہونے کا وقت جبکہ وہ آفتاب کے بالمقابل آجاتا ہے (مفاتیح ص ۱۳۲) علماے تنجیم کے نزدیک چاند کے آفتاب سے قرب و بعد کا اثر آب وہوا اور امراض وغیرہ پر ہوا کرتا ہے،

[5] ابو بکر حسن بن الخصیب ایک ایرانی النسل منجم تھا، از منۂ وسطیٰ کے لاطینی تراجم مین اسکا حوالہ ALBUBATHER کے نام سے آتا ہے، غالباً یہ تیسری صدی ہجری کے وسط مین گذرا ہے کہ احمد بن طاہر طیفور (المتوفی ۲۸۰ھ) اسکو اپنا معاصر بتاتا ہے (کتاب بغداد ص ۱۹۲ طبع یورپ) قفطی (ص ۱۶۱) نے اسکا مختصر تذکرہ لکھا ہے،

اسکی کتاب[1] بہت عمدہ ہے،

احمد بن یوسف[2]	کتاب النسبۃ والتناسب اور بطلیموس کی کتاب الثمرہ کی شرح کا مصنف ہے،
احمد بن المثنیٰ	ابن عبدالکریم تعلیل زیج الخوارزمی کا مصنف ہے،
المروروذی	محمد بن محمد بن خالد بن عبدالملک المروروذی، اس کی ایک مختصر زیج اس رصد

الممتحن کے طریقہ پر ہے جو اس کے دادا خالد بن عبدالملک مرورودی یحییٰ بن ابی منصور سند بن علی، اور عباس بن سعید الجوہری نے تیار کی تھی،

ابن الآدمی[3]	حسین بن حمید معروف بہ ابن الآدمی نے زیج کبیر تصنیف کی تھی جسکی تکمیل اسکی

وفات کے بعد اس کے شاگرد قاسم بن محمد بن ہشام المدائنی معروف بہ علوی نے کی اور نظم العقد نام رکھا، اور سنہ ۳۳۸ھ مین اسکی اشاعت کی، تعدیل کواکب کے فن مین یہ ایک جامع کتاب ہی جو مذہب سندھانت مین علم ہیئت وحساب و نجوم پر مشتمل ہے، اس مین اس نے حرکت اقبال وادبار فلک کو اس طور پر بیان کیا ہے، جو اس سے پیشتر کسی نے نہین بیان کیا، اور اس کتاب کے ہمارے پاس پہنچنے سے پہلے حرکت اقبال وادبار فلک کی نسبت ہم خلاف عقل اور بے فائدہ باتین سنتے تھے، مگر جب یہ کتاب ہمارے پاس پہنچی تو ہم نے حرکت مذکورہ کے طریقہ کو سمجھ لیا، اور ایک عرصہ تک یہ کتاب حرکت مذکورہ کو سمجھنے کے لیے ایک ذریعہ بنگئی، چنانچہ ہم نے اس سے وہ وہ باتین معلوم کین، جو ہمارے خیال مین اس سے پیشتر کسی کو معلوم نہین ہوئین،

---

[1] اس کتاب کا قلمی نسخہ اسکیوریال کے کتبخانہ مین موجود ہے (فہرست کتب خانہ مذکور نمبرہ ۹۳۲) بہت پہلے اس کتاب کا لاطینی مین ترجمہ ہوا تھا (علم الفلک ص۱۵۱ کا نوٹ) [2] احمد بن یوسف بن ابراہیم ابن الدایہ مصری المتوفی سنہ ۳۳۰ھ (معجم الادباء ج ۲ ص۱۵۷) [3] قفطی نے ص۱۶۸ اسکا نام ایک جگہ حسین بن محمد بن حمید لکھا ہی پھر دوسری جگہ (ص۱۸۵) صاعد کے حوالہ سے محمد بن حسین بن حمید لکھا ہے، الفہرست (ص۲۸۰) مین اسکی کتاب کا نام مذکور نہین ہے،

ہم نے اس کتاب کے بعض مقامات پر اپنی کتاب اصلاح حرکات النجوم مین تنقید کی ہے،

ہمدانی[1] ابو محمد ہمدانی معروف بہ ذی الدُّمینہ، عرب کے شرفا مین سے تھا، اس کا سلسلہ نسب یہ ہے:-

حسین بن احمد بن یعقوب بن یوسف بن داؤد بن سلیمان معروف بہ ابن ذی الدمینہ، بن عمرو الحارث بن منقذ بن الولید بن الازہر بن عمر بن طارق بن اہتم بن قیس بن ابی ربیعہ بن عہد بن علیان بن مرۃ (ارحب بن الدعام) بن مالک بن معاویہ بن صعب بن دومان بن بکیل بن جشم بن حاشد بن نوف بن ہمدان بن مالک بن زید بن اوسلہ بن ربیعہ بن خیار بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان،

یہ نسب نامہ مین نے اس کی کتاب الاکلیل[2] سے نقل کیا ہے، جو ملوک حمیر کے انساب اور ان کی لڑائیون کے حالات مین ہے، یہ بڑی مفید کتاب ہے، اور دس ابواب مین منقسم ہے:-

باب اوّل، عرب و عجم اور حمیر کے سلسلہ ہاے نسب کی اصل وابتدا،

باب دوم، الہمیسع بن حمیر کی اولاد کا سلسلۂ نسب،

باب سوم، قحطان کے فضائل،

باب چہارم، یعرب بن قحطان سے لیکر تبع ابو کرب (اسعد کامل) کے زمانہ تک پہلا تاریخی دور،

باب پنجم، اسعد ابی کرب کے زمانہ سے لیکر عہد ذو نواس تک وسط کا تاریخی دور،

باب ششم، ذو نواس سے عہد اسلام تک آخری تاریخی دور،

---

[1] ہمدانی کے مفصل حالات کے لیے دیکھو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ص۲۲۲ حصہ ۲ لفظ "ہمدانی"، [2] اس کتاب کا مکمل نسخہ اب نہین دستیاب ہوا، یورپ مین اس کا اکثر حصہ برٹش میوزیم لندن اور برلن کی رائل لائبریری مین موجود ہے (ادب العرب نکلسن (ص۱۲)

باب ہفتم، جھوٹے قصے اور ناممکن حکایات کی تحقیق،

باب ہشتم[1]، حمیر کے قصر، حکام، معرکہائے رزم، خزانے اور انکے اشعار (نقوش و کتبات)

باب نہم، حمیری زبان کی امثال و حکم اور حمیری خط (مسند) کے حروفِ تہجی،

باب دہم، ہمدان کے علوم[2] مین،

علاوہ ازین اس کتاب کے ضمن مین قرانات کواکب کا حساب، ان کے اوقات اور طبیعیات و احکام نجوم کا بھی بہت کچھ بیان ہے، نیز قدم و حدوثِ عالم کے متعلق قدمار کی رائین عالم کے ادوار، نسل انسانی، اور ان کی عمر کی مقدار کی نسبت قدمار کے اختلافات کا ذکر ہے؛ ہمدانی کی اور بھی عمدہ تصانیف ہین، اس کی ایک کتاب سرائر الحکمۃ ہے، اس مین علم ہیئت، حرکاتِ کواکب کی مقدار اور احکام نجوم کا بیان ہے جو تمام اصنافِ علم نجوم پر محیط ہے، اوسکی تصنیف سے کتاب القوی اور کتاب الیعسوب[3] تیراندازی شمشیرزنی، اور نیزہ بازی کے فن مین ہین، امیر الحکم المستنصر باللہ فرمانروائے اندلس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک تحریر مین[4] مینے دیکھا ہے کہ محمد الہمدانی نے ۳۳۴ھ مین صنعار کے قیدخانہ مین وفات پائی،

[1] کتاب الاکلیل کا یہ آٹھوان باب داؤد ہائنرخ مولر نے ۱۸۷۹ء مین لیڈن سے شایع کردیا ہے،

[2] نکلسن نے تاریخ آداب العرب (ص۱۲) مین برٹش میوزیم کے نسخۂ اکلیل سے جو فہرست مضامین نقل کی ہے اسین دسوان باب اس طرح ہے۔ حشید اور بکیل خاندان حمیر کے دو بڑے قبیلون کے انساب ؟

[3] کتاب القوی اور کتاب الیعسوب کے چند ابواب:- کتاب الرمی، کتاب السہام اور کتاب النصال کے قلمی نسخے یورپ کے کتب خانہ مین موجود ہین، (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

[4] الحکم کی یہ عادت تھی کہ وہ جس کتاب کو پڑھتا تھا اس مین مصنف کا نسب، مولد، اور اسکی وفات لکھ دیا کرتا تھا دیکھو نفح الطیب ج ۱ ص۱۸۵)

ابن یونس[1] | ابوالحسن علی بن عبدالرحمن بن احمد بن یونس مصری علم نجوم کا ماہر خصوصی تھا، تمام علوم مین دستگاہ رکھتا اور عمدہ شعر کہتا تھا یحیٰی بن ابی منصور کی زیچ[2] کی اس نے جو اصلاح کی تھی اسی پر فن تقویم کواکب مین تمام اہل مصر کا دار و مدار ہے،

ابن ہیثم مصری[3] | علم مرایاے محرقہ مین اس کی تصانیف ہین، مجھے قاضی ابوزید عبدالرحمن بن عیسیٰ بن محمد بن عبدالرحمن نے اطلاع دی ہے کہ ابن ہیثم سے انھون نے ۴۳۰ھ مین مصر مین ملاقات کی تھی، یہ ان مشاہیر علما، کے حالات ہین جنھون نے علم نجوم تعلیمی برہانی کی طرف توجہ کی تھی، لیکن

الفزاری | علم نجوم طبعی یعنی احکام کواکب (اور عالم کون و فساد مین ان کی تاثیر) کے علما، مین جو

---

[1] اس کے حالات کے لیے دیکھو ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۳۶۵ المتوفی ۳۹۹ھ، [2] غالباً یہ وہی زیچ الکبیر الحاکمی ہے جو ۱۸۰۴ء مین، چار جلدون مین پیرس سے باعتنا، کوسان دی برسفال مع ترجمۂ فرنچ شائع ہوچکی ہے (دیکھو اکتفاء القنوع صفحہ ۲۴۵) [3] ابو علی محمد بن حسن بن ہیثم، اصل بصرہ کا باشندہ تھا، پھر مصر مین سکونت اختیار کی اور ۴۳۰ھ مین قاہرہ مین وفات پائی، صاحب طبقات الاطبا، نے خود ابن ہیثم کے ایک رسالہ سے اس کا مفصل اور مبسوط تذکرہ لکھا ہے، اور اسکی تصانیف اور عام حالات سے متعلق دلچسپ واقعات نقل کئے ہین (کتاب مذکور ج ۲ صفحہ ۹۰ تا صفحہ ۹۸) یورپ والے اس کو AL HAZEN (الحازن) کہتے ہین، سب سے پہلے اس نے یہ معلوم کیا تھا کہ اجرام سماوی جب افق کے قریب آتے ہین تو ان کا جرم بڑھ جاتا ہے، اس اکتشاف کو لارڈ بیکن بطلیموس سے منسوب کرتا ہے، حالانکہ یہ اس مسلمان عالم کا ایجاد کردہ نظریہ ہے، ہندسہ مین اسکی کتابون کے قلمی نسخے پیرس کی بیلو تھک نیشنل مین موجود ہین، جنکو مستشرق سیدیو نے ۱۸۳۶ء مین دریافت کیا تھا، اسکی اور کتابین آکسفورڈ، بوڈلین، اور لیڈن کے کتب خانون مین موجود ہین (دیکھو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۱ صفحہ ۶۲۵ طبع یازدہم) [4] مرایاے محرقہ پر اسکی دو کتابین فی المرایا المحرقہ بالقطوع اور فی المرایا المحرقہ بالدوائر کا جرمنی مین ترجمہ ہوچکا ہے، علاوہ ازین اس کے کئی رسائل جرمنی اور لاطینی مین ترجمہ کئے گئے ہین (دیکھو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام صفحہ ۲۸۲)

سب سے پہلے مشہور ہوا وہ محمد بن ابراہیم الفزاری[1] ہے، وہ مذہب نجوم مین اہل عرب کے طریقہ کا پیرو تھا، پھر محمد بن جہم البرمکی[2] نے اس طریقہ کا اتباع کیا جس نے اس کے ساتھ منطق کی طرف بھی توجہ کی تھی، بعد ازان ابن مسافر الیمانی، خالد اموی، اور یحیی بن ابی منصور وغیرہ بھی احکام نجوم مین قریب قریب اہل عرب کے طریقہ پر چلتے رہے،

یعقوب بن طارق | اس فن (نجوم) کے محققین مین (جنھون نے مجمیون اور یونانیون وغیرہ کا مسلک اختیار کیا) یعقوب بن طارق مشہور ہوا، اس کی کتاب المقالات ان خلفاء اور سلاطین کے زائچون پر ہے جن کی تاریخ ولادت نہین معلوم ہوئی،

---

[1] نلینو نے جن جن کتابون مین فزاری کا ذکر آیا ہے ان پر محققانہ بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ:-

(۱) اصل مین فزاری نام کا ایک ہی شخص ہے جو منصور عباسی کے عہد مین ہیئت و نجوم کا ماہر تھا، اسی نے اسطرلاب بنایا، اور سدھانت کے طریقہ پر زیج تالیف کی، (۲) اس کا صحیح نام ابراہیم بن حبیب ہے نہ محمد بن ابراہیم، کہ فزاری فلکی کو فزاری محدث کے ساتھ مخلوط کر دینے سے یہ نام مشہور ہو گیا، (۳) ابن القفطی وغیرہ نے اپنے ماخذ پر بھروسہ کرکے غلطی سے ایک شخص کو دو سمجھ لیا ہے۔ (دیکھو علم الفلک ص۱۵۶ تا ص۱۶۲) ڈاکٹر سخاؤ بحوالہ الفہرست ص۲۷۳ لکھتے ہین کہ غالباً محمد بن ابراہیم الفزاری، ابراہیم بن حبیب الفزاری کا بیٹا تھا جس نے عہد اسلام مین سب سے پہلے اسطرلاب بنایا (دیکھو انگریزی ترجمۂ کتاب الہند ج ۲ ص۳۱۳ حواشی)، مگر نلینو نے جو دلائل پیش کئے ہین ان کو دیکھتے ہوئے سخاؤ کا خیال صحیح نہین معلوم ہوتا، فزاری کے حالات ہم کو کسی کتاب مین نہین ملے، القفطی اور ابن الندیم کے مختصر تذکرے جو در اصل ایک دوسرے کی نقل ہین اس کے حالات پر کچھ بھی روشنی نہین ڈالتے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ وہ ۱۵۶ھ مین منصور عباسی کا درباری منجم تھا، بقول ڈاکٹر سخاؤ اسکی تصانیف یورپ کے کتبخانون مین نہین ہین۔

[2] خاندان برامکہ سے تھا، خلیفہ المعتصم کے عہد (۲۱۸ھ و ۲۲۷ھ) مین گذرا ہے، الفہرست ص۲۷۵، ۲۷۳، اس کے حالات کسی کتاب مین نہین معلوم ہوئے، کتاب الہند (ص۲۰۶) مین یعقوب کا ہندی منجم سے (جو عراق مین منصور کے پاس سندھ کے وفد کے ساتھ آیا تھا) استفادہ کرنا بیان کیا گیا ہے، اس سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسری صدی ہجری کے وسط مین عراق مین موجود تھا، اسکی تصانیف وغیرہ پر نلینو نے محققانہ بحث کی ہے، دیکھو علم الفلک ص۱۶۳ تا ص۱۶۸،

اس کے علاوہ ماشاء اللہ یہودی[1] جو جلیل القدر کتابون کا مصنف تھا، ابو سہل[2] بن نوبخت فارسی جو ہارون الرشید کے زمانہ مین تھا، اس کا بیٹا فضل بن ابی سہل، ابو علی الخیاط، اسحاق بن سلیمان الہاشمی[3] مصنف کتاب ابی قماش[4] جو سنینِ عالم کے تغیرات پر ہے، عمر بن فرخان الطبری، ابو معشر بلخی، ابو الہمدان وغیرہ متعدد لوگ گذرے ہین،

اسحاق بن عمران | فن طب اور طبیعیات کے مشہور علماء مین سے اسحاق بن عمران معروف سم الساعۃ

---

[1] یعقوبی نے (کتاب البلدان ص۲۳۸) مین اس کو ماشاء اللہ بن ساریہ لکھا ہے، ابن الندیم اور قفطی اسکو ماشاء اللہ بن اثری یا ابری لکھتے ہین، اسکا اصل نام میشی بن ابری ہی، خلیفہ منصور کے زمانہ مین تھا، اور مامون کے زمانہ تک زندہ رہا ہیئت و نجوم کا ماہر تھا (الفہرست ص۲۷۳ و قفطی ص۳۲۷، ص۲۱۵) اسکی کتابون کے لاطینی تراجم شائع ہو چکے ہین (علم الفلک ص۱۴۶)

[2] نوبخت نامی ایک ایرانی مجوسی تھا جو خلیفہ منصور کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا، اسکا بیٹا ابو سہل بن نوبخت علم نجوم کا ماہر اور منصور کا ندیم و مصاحب تھا، یہ فارسی علم و حکمت کی کتابون کا عربی مین ترجمہ کیا کرتا تھا، اس کے نام کا پتہ نہین چلتا، معلوم ہوتا ہے کہ بچپن مین اس کا کوئی ایرانی نام تھا، جو بعد مین غیر معروف ہو گیا اور صرف اس کی کنیت ابو سہل مشہور ہو گئی، ابن الندیم (ص۲۳۸ و ص۲۳۹) نے اس کو ایک جگہ ابو سہل بن نوبخت اور دوسری جگہ (ص۲۷۴) اسکو ابو سہل فضل بن نوبخت بتایا ہے، غالباً اسی کے تتبع مین قفطی (ص۱۶۸، ص۱۶۹) نے بھی ابو سہل فضل بن نوبخت اور ابو سہل بن نوبخت کو دو مختلف اشخاص سمجھ کر دونون کا علٰحدہ تذکرہ لکھا ہے،

[3] اس کا حال کہین نہ معلوم ہو سکا، کتاب بغداد ص۱، ص۱۴۵ پر ابن طیفور نے اس کے حوالہ سے بعض واقعات نقل کئے ہین، اس کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی تاریخ دان شخص تھا.

[4] ابی قماش عربی نام ہے، قماش بالضم متاع از ہر جنس واز ہر جائے، ابن خلکان نے (ج ۱ ص۱۳۳) ابن المستوفی اربلی کی کتاب ابی قماش کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس مین مصنف نے بکثرت ادبیات اور نوادر جمع کئے ہین، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابی قماش مجموعہ یا ذخیرہ کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، اس کتاب کا حال نہین معلوم ہو سکا،

(زہر قاتل) تھا، وہ دراصل بغداد کا باشندہ تھا، پھر زیادۃ اللہ بن اغلب[1] کے عہدِ حکومت مین افریقیہ مین آکر قیام کیا کہ زیادۃ اللہ ہی نے اس کو بغداد سے بلایا تھا، جودتِ طبع اور صحتِ علم مین وہ بہت متقدم تھا، یہی وہ شخص ہے جس نے مغرب مین طب اور فلسفہ کے مابین اتحاد پیدا کیا، اس کی تصانیف سے کتاب نزہتہ النفس، کتاب النبض، کتاب المالیخولیا[2]، کتاب الفصد وغیرہ اعلیٰ پایہ کی کتابین ہین، امیر زیادۃ اللہ کے ساتھ بعض معاملات ایسے پیش آئے جنکی وجہ سے وہ ظلم و تشدد اور ضعفِ عقل کے سبب اسحاق کا دشمن ہو گیا، اور اس کے دونون بازوؤن کی فصد کھلوانے کا حکم دیدیا، خون اس کثرت سے بہا کہ بیچارہ جان بحق تسلیم ہو گیا، پھر اس کو پھانسی پر لٹکانے کا حکم دیا، وہان وہ اتنے عرصہ تک لٹکا رہا کہ اس کے جوفِ بدن مین پرندہ نے گھونسلا بنا لیا، واللہ اعلم،

جابر بن حیان[3] صوفی، اور علومِ طبعیات کا جید عالم، فنِ کیمیا مین مہارت تامہ رکھتا تھا، اس فن مین

---

[1] افریقیہ کے فرمان روایانِ بنو اغلب کا آخری تاجدار المتوفی جمادی الاولیٰ ۲۲۳ھ (ابن خلکان ج ۱ ص ۱۶۲)

[2] اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ میونخ (جرمنی) کے کتب خانہ مین موجود ہے (تاریخ ادب العرب از ہیوار ص ۳۰۴)

[3] ابو موسیٰ جابر بن حیان بمقام طوس اور بقول بعض حران مین پیدا ہوا، کہا جاتا ہے کہ وہ امام جعفر صادق کا شاگرد تھا اور ان سے مدینہ منورہ مین اس نے تحصیل علم کی تھی، بعض کہتے ہین کہ وہ اموی خلیفہ خالد بن یزید کا شاگرد تھا، ۱۶۱ھ مین وفات پائی، یورپ مین وہ (GEBER) گیبر کے نام سے مشہور ہے، ابن نباتہ لکھتے ہین کہ جابر کا صحیح تذکرہ کسی معتبر کتاب مین مین نے نہین دیکھا، اس سے ان لوگون کے قول کی تائید ہوتی ہے جو جابر کو ایک فرضی شخص خیال کرتے ہین (سرح العیون فی شرح رسالۃ ابن زیدون بر حاشیہ الغیث المسجم للصفدی ج ۱ ص ۲۲۳) طاشکبریٰ زادہ لکھتے ہین کہ بعض لوگون کو جابر کے وجود ہی سے انکار ہے لیکن اسکی کثیر التعداد تصانیف کو دیکھتے ہوئے (جو اس کے وجود کو بخوبی ثابت کرتی ہین) یہ امر بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے (مفتاح السعادۃ ج ۱ ص ۲۸۰) پروفیسر ای۔ جی، ہومیار (کلفٹن کالج برسٹل) نے رسالۂ سائنس پروگریس بابت جنوری ۱۹۲۵ء مین ایک محققانہ مضمون جابر پر لکھا ہے، اس مضمون مین پروفیسر موصوف نے بڑی کاوش اور تدقیق سے جابر کی شخصیت کو ثابت کیا ہے، رسالۂ معارف بابتہ اگست ۲۵ء مین اس مضمون کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے،

اس کی متعدد تصانیف[۱] مشہور ہین، علاوہ برین اکثر اصناف فلسفہ مین بھی دخل رکھتا تھا اور علم باطن کا پیرو تھا، جو متصوفین اسلام مثل حرث بن اسد[۲] محاسبی اور سہل بن عبد اللہ التستری[۳] وغیرہ کا مذہب ہے۔ مجھے محمد بن سعید سرقسطی معروف بہ ابن المشاط اسطرلابی نے اطلاع دی ہے کہ اس نے مصر مین جابر بن حیان کی ایک کتاب عمل اسطرلاب مین دیکھی ہے جس مین اسطرلاب سے متعلق ایک ہزار بے نظیر مسائل ہین،

ذو النون مصری[۴] ابراہیم اخمیمی (مصری) فن کیمیا اور تصوف مین جابر مذکور کے طبقہ مین سے تھے، اور بہت سے فلسفیانہ علوم جانتے تھے،

علی بن ربن الطبری[۵] مشہور مجموعۂ طب (کناش) فردوس الحکمۃ کا مصنف اور محمد بن زکریا رازی کا استاد تھا،

ابن الجزار[۶] احمد بن ابراہیم بن ابی خالد القیروانی معروف بہ ابن الجزار فن طب کا حافظ، اور کتابون کا درس دیتا تھا، قدما کی کتابون کو جمع کرتا اور ان کو خوبی سمجھتا تھا، علم طب وغیرہ مین اسکی عمدہ تصانیف ہین، اس فن مین اسکی مشہور کتابین حسب ذیل ہین:-

(۱) کناش معروف بہ زاد المسافر، علم امراض مین، (۲) الاعتماد (ادویۂ مفردہ مین (۳) البغیۃ (ادویۂ مرکبہ مین)

---

[۱] اس کی کتاب اسرار الکیمیا ۱۶۸۵ء مین لیڈن مین چھپ گئی ہے، اس کے پانچ سو رسائل جو ایکہزار صفحات مین ہین اسٹراسبرگ مین ۱۵۳۰ء اور ۱۶۲۵ء کے مابین چھپ چکے ہین، فن کیمیا مین اسکی ایک کتاب ۱۵۷۲ء مین بسیل مین چھپ گئی ہے، جابر کی بعض تصانیف کو دیکھکر بعض یورپین مصنفین کی رائے ہے کہ اس کی کتابین فی الحقیقت فن کیمیا مین نہین ہین بلکہ وہ سب کی سب تصوف مین ہین جنمین جابر نے کیمیاوی اصطلاحات کے پردہ مین اپنے صوفیانہ خیالات کا اظہار کیا ہے،

[۲] بصرہ کے ایک صاحب طریقت عابد وزاہد بزرگ تھے، "احتساب نفس" کے باعث محاسبی مشہور ہو گئے، ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۱۲۶ صفحہ ۱۲۷ ۲۴۳ھ مین وفات پائی، [۳] منسوب بہ تستر جو شوستر کا معرب ہے، المتوفی ۲۸۳ھ، صاحب کرامات بزرگ تھے (ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۲۱۸) [۴] ابو الفیض ثوبان بن ابراہیم مصری معروف بہ ذی النون مشہور صوفی ۲۴۵ھ مین مصر مین وفات پائی، ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۱۰۱، صفحہ ۱۰۲، [۵] اکثر عرب مصنفین اس کو علی بن زین، زیل، رین اور ریل کہتے ہین، حالانکہ اصل مین یہ سریانی زبان کا لفظ ربن ہے جس کے معنی معلم کے ہین، یہ وہی علمائے یہود کا لقب ہے جسکو RABBI ربن کہتے ہین (دیکھو قفطی ۔۔۔ و ۱۵۵ طبقات الاطبا، ج ۱ صفحہ ۱۸۶) ابن الندیم اور ابی اصیبعہ نے اسکا نام ابو الحسن علی بن سہل بن ربن

(بقیہ صفحہ ۱۰۷)

علم النفس اور اس مین قدما کے اختلافات پر اس کے رسائل ہین، علاوہ برین فن تاریخ سے بھی اسکو شغف تھا، چنانچہ اس فن مین اس نے ایک مختصر کتاب التعریف فی صحیح التاریخ کے نام سے لکھی ہے، وہ نیک چلن، خوش اطوار، خود دار، دولتمند اور اہل دول کی صحبت سے ہمیشہ محترز رہا کرتا تھا،

ابن المجوسی[۱] — علی بن عباس معروف بہ ابن المجوسی، اس کی تصنیف سے کتاب کامل الصناعۃ[۲] الطبیہ معروف بہ کتاب الملکی ہے جو اس نے امیر عضد[۳] الدولہ فنا خسرو بن رکن الدولہ ابو علی حسن بویہ دیلمی کے لیے تصنیف کی تھی، علم طب اور معالجات مین یہ کتاب ایک زبردست مجموعہ ہے، مجھے نہین معلوم کہ اس کے برابر آج تک کوئی کتاب لکھی گئی ہو،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶) لکھا ہے یہ پہلے یہودی تھا، پھر معتصم کے ہاتھ پر مسلمان ہوا، اس کے بعد وہ خلیفہ المتوکل کا ندیم بن گیا، اسکے یہودی یا عیسائی ہونے کے متعلق اختلاف ہے، ڈاکٹر منگانا نے علی بن ربن کی کتاب "الدین والدولۃ" کے انگریزی ترجمہ کے مقدمہ مین اس پر محققانہ بحث کی ہے، اور ابن الندیم اور ابن خلکان کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ وہ اسلام لانے سے پہلے عیسائی تھا، بیروت کا یہودی مصنف رزق اللہ غنیمہ اپنی کتاب نزہۃ المشتاق فی تاریخ یہود العراق (صفحہ ۱۱۱-۱۱۶) مین اسکی یہودیت کو ترجیح دیتا ہے، وللناس فیما یعشقون مذاہب، اس کے مفصل حالات کے لیے دیکھو الفہرست صفحہ ۲۹۶ قفطی صفحہ ۱۸۵، طبقات الاطباء ج ۱ صفحہ ۳۰۹ [۶] اس کتاب کے دو قلمی نسخے اس وقت یورپ مین موجود ہین، ایک بہترین اور قدیم نسخہ برٹش میوزیم کے کتب خانہ مین اور دوسرا برلن کے کتب خانہ مین ہے، پروفیسر براؤن آنجہانی اس کو اصل مع انگریزی ترجمہ کے شائع کرنا چاہتے تھے، افسوس ہے کہ اب ان کی موت نے اس کا امکان نہین چھوڑا، پروفیسر موصوف نے اپنی کتاب طب عربی (صفحہ ۲۹-۳۳) مین اس کتاب کی فہرست مضامین نقل کی ہے،

[۷] ابن الجزار کے حالات کے لیے دیکھو معجم الادباء ج ۱ صفحہ ۸ المتوفی سنہ ۴۰۰ طبقات الاطباء ج ۲ صفحہ ۳۷-صفحہ ۳۹)

[۸] یہ کتاب فن طب مین سات مقالون اور ابواب پر مرتب ہے (کشف الظنون ج ۲ صفحہ ۳) اس کا ایک قلمی نسخہ ڈرسیڈن (جرمنی) کے کتب خانہ مین موجود ہے، (فہرست کتب خانہ مذکور مرتبہ فلایشر ۳۱ و ۲۰۹)

[۱] مفصل حالات کے لیے دیکھو تاریخ الحکما، للقفطی صفحہ ۱۵۵-صفحہ ۱۵۶، طبقات الاطباء ج ۱ صفحہ ۲۳۶-صفحہ ۲۳۷- المتوفی سنہ ۳۷۲ھ [۲] یہ کتاب سنہ ۱۲۹۴ھ مین مصر کے مطبع بولاق مین طبع ہو چکی ہے، لاطینی زبان مین اس کے دو ترجمے شائع ہو چکے ہین، اس کے بعض حصص کا یورپ کی زبانون مین ترجمہ ہو چکا ہے، اردو مین اسکا ترجمہ مولوی حکیم غلام حسین کنتوری (مرحوم) نے کیا تھا جو چھپ گیا ہے اور عام طور پر ملتا ہے،

[۳] خاندان بویہ کا مشہور تاجدار، یکشنبہ ۸ شوال سنہ ۳۷۲ھ مین وفات پائی، خلفائے بغداد کے بعد یہ پہلا شخص ہے، جو "بادشاہ" کے لقب سے مشہور ہوا، اور منبر پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، بڑا علم دوست اور اہل علم کا سرپرست تھا، (ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۴۱۶)

علومِ اندلس

بنواُمیہ کے اندلس پر قابض ہو جانے کے بعد وہان بہت سے لوگ علومِ فلسفہ کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے، اس سے پیشتر زمانۂ قدیم مین ملک اندلس علم سے یکسر خالی تھا، اور اس کے باشندون مین سے کوئی بھی عالم مشہور نہین ہوا، البتہ اس ملک مین طلسمات[1] قدیمہ مختلف مقامات پر پائے جاتے ہین، جنکی نسبت سب لوگون کا اتفاق ہے کہ یہ شاہان روم کے زمانہ کے بنے ہوئے ہین، جب کہ اندلس سلطنتِ روم کے زیرِ حکومت تھا، باقی اسکے سوا، رمضان ۹۲ھ ۷۱۱ء مین مسلمانون کی فتحِ اندلس تک یہ ملک علم و حکمت سے ہمیشہ خالی تھا، اور اس کے بعد بھی زمانۂ دراز تک اہل اندلس نے علوم شرعیہ اور لغت و ادب کے سوا کسی علم کی طرف توجہ نہین کی تھی، مگر فتنۂ اندلوسیہ[2] کے بعد جب بنو امیہ کی مستقل حکومت اس ملک مین قائم ہوگئی تو ان مین سے کئی اولوالعزم لوگ علوم و معارف کی تحصیل کیلئے مستعد ہوگئے، جیسا کہ (صفحات آئندہ مین) ہم اسکا بیان کرین گے،

مذہب | پہلے اہل اندلس رومیون کے مذہب پر یعنی صابئہ (ستارہ پرست) تھے، پھر عیسائی ہوگئے، اور ۹۲ھ ۷۱۱ء مین مسلمانون کی فتحِ اندلس[3] تک وہ دینِ عیسوی پر قائم رہے،

---

[1] مقناطیس اور پتھر کی تختیان جنپر نقوش وغیرہ طلسمات کندہ ہوتے تھے، [2] یعنی وہ زمانہ جبکہ اندلس گاتھون کے زیر حکومت تھا اُس طارق نے ان پر چڑھائی کی تھی، اس عہدِ پر آشوب کو "فتنۂ اندلسیہ" کہتے ہین، دوسرا عہدِ فتنہ وہ کہا جاتا ہے جبکہ اندلس مین بنی امیہ کے زوالِ حکومت کے بعد طوائف الملوکی کا دور شروع ہوگیا تھا، [3] موسیٰ بن نصیر (تابعی) المتوفی ۹۷ھ حاکم قیروان کے نامور سپہ سالار طارق نے اندلس کو فتح کیا تھا، تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو المعجب للمراکشی ص ۶ مقری ج ۱ ص ۱۰۶-۱۱۳ ابن خلکان ج ۲ ص ۱۲۳،

حکومت ملک اندلس پر مختلف قومین حکمران تھین، جو یکے بعد دیگرے اس پر قابض ہوئین ان مین ایک اہل روم بھی تھے جنکے عمال (گورنر) شہر اشبیلیہ کے قریب قدیم شہر طالقہ[1] مین مقیم ہوا کرتے تھے، رومیون کی سلطنت مدتون تک وہان قائم رہی، پھر جب قوم قوط[2] (GOTHS) ان پر غالب آگئی تو اندلس سے رومی سلطنت مٹ گئی، اور قوط نے طلیطلہ کو (جو اندلس کے پرانے شہرون مین سے ہے) اپنا دار السلطنت قرار دیا اور تقریباً تین سو برس تک اندلس پر قابض اور حکمران رہے، یہان تک کہ مسلمانون نے سنہ مذکورہ مین اس ملک کو فتح کر لیا، اسلامی فرمانرواؤن نے قرطبہ کو اپنا پایہ تخت بنایا جو عہد فتنہ اندلس سے لیکر بنی امیہ کے زمانۂ انقراض حکومت تک قائم رہا، اس کے بعد سے اندلس کی حکومت کا شیرازہ منتشر ہو گیا، اور ایران کی طرح یہان بھی طوائف الملوکی کا دور دورہ شروع ہو گیا،

حدود اندلس کے جنوب مین خلیج رومی ہے جو شہر طنجہ[3] کے بالمقابل زقاق (آبنائے جبل الطارق سے (جس کا رقبہ بارہ میل ہے) نکل کر ملک شام کے شہر صور[4] تک ختم ہوتی ہے، اس کی شمالی اور غربی جانب بحر اوقیانوس (اطلانٹک) ہے جو ہمارے یہان بحر ظلمات کے نام سے مشہور ہے، اس کے مشرق مین وہ پہاڑ (البرتات[5]) ہے جس پر زہرہ کا ہیکل (مندر) ہے اور جو دونون

---

[1] مطبوعہ نسخۂ طبقات مین طائف لکھا ہے جو یقیناً غلط ہے کہ اس نام کا کوئی شہر اندلس مین نہین ہے، طبقات کے ایک قلمی نسخہ مین طالقہ ہے مراکشی نے بھی المعجب (ص ۲۰۶) مین صاعد سے نقل کرتے ہوئے اس کو طالقہ ہی لکھا ہے اور بتایا ہے کہ وہ ایک بڑا شہر تھا جس کے آثار اب تک موجود ہین اور کہ وہ اشبیلیہ سے دو فرسخ دور ہے، بقول مقری جس جگہ آج کل اشبیلیہ آباد ہے وہین شہر طالقہ تھا (نفح الطیب ج ۱ ص ۶۷) [2] قدیم زمانہ مین جرمنی نسل کی یہ ایک طاقتور قوم تھی بعض ان کو Scandinavia سکنڈی نیویا کے باشندے بتاتے ہین مگر موجودہ تحقیقات کے مطابق وہ جرمن ہی ہین، [3] مراکش کا بندرگاہ [4] بحر شام کے کنارے پر ایک شہر جسکو مسلمانون نے حضرت عمرؓ کے زمانہ مین فتح کیا تھا (معجم البلدان ج ۵ ص ۳۹۳) [5] اس سلسلۂ کوہ کو جو اندلس اور فرانس کے مابین حائل ہے جبل الحاجز اور جبل الفاصل بھی کہتے ہین اصل نام سکا جبل البرتات یا PYRENEES ہے جسکو عربی مین البرت اور جبل البرانس کہتے ہین،

سمندرون، یعنی بحر روم (میڈیٹرنیین) اور بحر اعظم (اطلانتک) کے مابین حائل ہے، ان دونو سمندرون اور پہاڑ کے مابین ۱۲ میل کی مسافت ہے، یہ حد شرقی حدود بلاد اندلس مین سب سے چھوٹی ہے، اور بڑی حدین جنوبی و شمالی ہین جنمین سے ہر ایک کی مسافت ۱۰۰۰ میل ہے، حد مغربی کی مسافت تقریبًا ۱۱۰۰ میل ہے، اندلس کے وسط مین قدیم شہر طلیطلہ ہے جو گاتھون کا پایۂ تخت تھا، اس کا عرض ۳۹ درجہ، اور ۵۰ دقیقہ، اور طول تقریبًا ۲۸ درجہ ہے، اس لحاظ سے تقریبًا وہ اقلیم پنجم کے وسط مین ہے، اور اس وقت یعنی ۴۶۰ھ مین یہ شہر اندلس کے عظیم الشان فرمانروا ابو الحسن یحییٰ بن اسمٰعیل بن مطرف بن موسیٰ بن ذی النون کا دار الحکومت ہے، بلاد اندلس مین جزیرۃ الخضرا، جو اندلس کے جنوبی ساحل بحر پر واقع ہے، عرض مین سب سے کم یعنی اس کا عرض ۳۶ درجہ ہے، اور جو شہر کہ اندلس کے شمالی ساحل پر واقع ہین ان سے سب سے زیادہ عریض ہے، اور اس جگہ کا عرض ۴۳ درجہ ہے، اندلس کا اکثر حصہ اقلیم پنجم مین ہے، اور بعض حصہ مثلاً اشبیلیہ مالقہ، قرطبہ، غرناطہ، مریہ اور مرسیہ چوتھے اقلیم مین شامل ہے

جبل البرتات (جس مین زہرہ کا ہیکل ہے) اور جو بلاد اندلس اور فرانس کے مابین حائل ہے، اندلس کی مشرقی حد ہے، اندلس، مغرب مین انتہائی آبادی ہے، کیونکہ یہ ملک، جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، بحر اوقیانوس اعظم (اطلانتک) تک منتہی ہوتا ہے، جس کے بعد کوئی آبادی نہین[1]

طلیطلہ اور شہر روم (پایۂ تخت روم) کے مابین ۱۶۰۰ میل کی مسافت ہے،

علماے اندلس | ملک اندلس کے اس مختصر احوال کے بیان کرنے کے بعد اب ہم علماے اندلس کے ذکر کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو ہمارا اصل مقصد ہے:-

خاندان بنو امیہ کے پانچوین فرمانروا الحکم ثانی محمد بن عبد الرحمٰن بن حکم بن ہشام بن عبد الرحمٰن

[1] یہ رائے امریکہ کے دریافت ہونے سے پہلے کی ہے،

(فاتح اندلس) کے عہد مین تیسری صدی ہجری کے وسط سے بعض اہل اندلس مین تحصیل علوم کی تحریک پیدا ہوئی، اور چوتھی صدی کے وسط تک بتدریج ترقی ہوتی رہی، اس عرصہ مین جو لوگ علم حساب و نجوم مین مشہور ہوئے وہ یہ ہین:۔

ابو عبیدہ ملنسی[۱] — مسلم بن احمد بن ابو عبیدہ ملنسی معروف بہ صاحب القبلۃ، وہ مشرق کی طرف بہت زیادہ منحرف ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے اس لیے اس نام سے مشہور ہو گئے، علم نجوم اور احکام نجوم کے عالم ہونے کے ساتھ ہی فقیہ و محدث بھی تھے، مشرق کا سفر کیا تھا اور وہان مکہ مین علی بن عبد العزیز[۲] سے اور مصر مین مزنی[۳]، ربیع بن سلیمان المرادی[۴]، یونس بن عبد الاعلیٰ[۵] اور محمد بن عبد اللہ[۶] بن عبد الحکم، وغیرہ محدثین سے احادیث سُنی تھین، احمد بن محمد بن عبد ربہ[۷] شاعر نے انھی کے متعلق یہ اشعار کہے ہین:۔

---

۱ دیکھو مقری ج ۲ صفحہ ۲۳۲، ۲ قاضی ابو الحسن علی بن عبد العزیز معروف بہ قاضی جرجانی کتاب الوساطۃ بین المتنبی و خصومہ کے مصنف شافعی المذہب فقیہ و ادیب تھے، عراق و شام وغیرہ ممالک مین تحصیل علم کی، رے کے قاضی مقرر ہوئے اور ۳۶۶ھ مین ۷۶ عمر کو وفات پائی، (ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۳۲۴) ۳ ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ بن اسماعیل بن عمرو بن اسحاق المزنی تلمیذ امام شافعیؒ المتوفی ۲۴ رمضان ۲۶۴ھ (ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۷۱) ۴ ابو محمد ربیع بن سلیمان بن عبد الجبار بن کامل المرادی تلمیذ شافعیؒ المتوفی ۲۰ شوال ۲۷۰ھ (ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۱۸۳، ۱۸۴) ۵ ابو موسیٰ یونس بن عبد الاعلیٰ بن موسیٰ بن میسرہ بن حیان الصدفی مصری فقیہ تلمیذ شافعی مشہور منجم ابن یونس مصری کے جد امجد، ولادت ذی الحجہ ۱۷۰ھ وفات ربیع الاخر ۲۶۴ھ (ابن خلکان ج ۲ صفحہ ۴۱۷) ۶ مصری فقیہ تلمیذ شافعیؒ، ولادت ۱۸۲ھ وفات ۲۶۸ھ (ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۵۵۴، ۵۵۵)

۷ ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ قرطبی، اندلس کے مشہور ادیب شاعر اور مورخ مصنف عقد الفرید، ولادت ۱۰ رمضان ۲۴۶ھ وفات ۱۸ جمادی الاولیٰ ۳۲۸ھ (دیکھو ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۳۳، معجم الادبا یاقوت ج ۲ صفحہ ۶۷ تا صفحہ ۷۲، مطمح الانفس صفحہ ۵۱ تا صفحہ ۶۱، بغیۃ الوعاۃ صفحہ ۱۶۱، یتیمۃ الدہر ج ۱ صفحہ ۴۱۲ ۔ صفحہ ۴۳۶)

أبا عبيدة والمسئول عن خبر　　يحكيه الأ‌سوار الذي سألا[1]

اے ابو عبیدہ! جس سے کوئی واقعہ پوچھا جائیگا تو وہ اس کو بیان کر ہی دے گا۔ ۔ ۔ ۔

أبيت إلا شذوذاً عن جماعتنا　　ولم تصب رأي من أرجى ولا اعتزلا

تو تو ہماری جماعت سے الگ ہی ہونا چاہتا ہے تو نہ مرجئہ کے عقائد کو صحیح سمجھتا معتزلہ کے خیالات کو،

كذالك القبلة الأولى مبدّلة　　وقد أبيت فما تبغي بها بدلا

اسی طرح پہلا قبلہ (بیت المقدس) بدل چکا ہے مگر تجھے اس کا بدلنا گوارا نہیں ہے،

زعمت بهرام أو بيدخت يرزقنا　　لا بل عطارد أو برجيس أو زحلا

تیرا خیال ہے کہ ہمارا رازق مریخ ہے یا زہرہ، نہیں بلکہ عطارد یا مشتری یا زحل بھی

وقلت ان جميع الخلق في فلك　　بهم محيط وفيهم يقسم الأجلا

تو اس بات کا قائل ہے کہ تمام عالم کو فلک محیط ہے اور وہی ان میں اجل کو تقسیم کرتا ہے،

والارض كروية حف السماء بها　　فوقاً وتحتاً وصارت نقطة مثلا

اور یہ کہ زمین لپٹی ہوئی ہے جس کو اوپر نیچے سے آسمان گھیرے ہوئے ہے اور وہ درمیان میں نقطہ (دائرہ) کی طرح ہے،

صيف الجنوب شتاء للشمال بها　　قد صار بينهما هذا وذا دولا

جب (بلاد) جنوب میں گرمی ہوتی ہے تو اسی وقت شمال میں موسم سرما ہوتا ہے، یہ گرمی اور سردی ان دونوں قسم کے مقامات میں یکے بعد دیگرے آتی ہے،

فما لكانون في صنعاء وقرطبة　　برداً وايلول يذكي فيهما الشعلا

پھر کانون (دسمبر) کیوں صنعاء (یمن جنوب) اور قرطبہ (شمال) ہر دو میں سردی کا مہینہ ہے، اور ماہ

ایلول (تقریباً جولائی) کیوں ہر دو (مختلف الجہتہ) شہروں میں (گرمی کے) شعلے بھڑکاتا ہے؟

هذا الدليل ولا فقواعدت به　　من القوانين يجلي القول والعملا

یہ دلیل ـ نہ کہ وہ قوانین جن سے تو فریب کھائے ہوئے ہے ـ قول و عمل کو جلا دینے والی ہے،

---

[1] یہ مصرع نامکمل ہے، یہ اشعار ہم کو کسی اور کتاب میں نہیں ملے جس سے اس کی تصحیح ہو سکے،

کما استمر ابن موسیٰ فی غوایتہ	فی عزۃ السہل حتی خلتہ جبلا

جسطرح ابن موسیٰ اپنی گمراہی مین مبتلا رہا تو اس رتیلے میدان کو سنگلاخ بنا یا حتی کہ مجھے وہم ہوا کہ پہاڑ تو نہین ہے۔

ایلغ معاویۃ المصغی لقولہما	انی کفرت بما قالا وما فعلا

معاویہ کو میری جانب سے یہ پیغام پہنچا دو جو کہ ان کی باتون کو سنتا ہی کہ مین تو انکے ہر قول و عمل کا منکر ہون۔

ابو عبیدہ نے ۲۹۵ھ ۹۰۸ء مین وفات پائی،

ابن السمینہ[۲] یحیٰی بن یحیٰی معروف بہ ابن السمینہ باشندۂ قرطبہ حساب، نجوم طب کا ماہر، اور مختلف علوم و فنون مین دخل رکھتا تھا، نحو لغت، عروض، معانی، شعر، فقہ، حدیث، تاریخ اور فن مناظرہ مین اس کو دستگاہ حاصل تھی، مذہبًا معتزلی تھا، مشرق کا سفر بھی کیا تھا، پھر واپس آگیا، ۳۱۵ھ مین وفات پائی،

محمد بن اسمٰعیل[۳] معروف بہ حکیم، فن حساب و منطق کا عالم تھا، بہت دقیق الذہن اور لطیف الطبع، عالم نحو و لغت تھا، ۳۳۱ھ مین وفات پائی،

خلیفہ الحکم ثانی اور اس کا کتب خانہ: چوتھی صدی ہجری کے اوائل سے امیر الحکم (ثانی) المستنصر باللہ محمد بن عبدالرحمن الناصر لدین اللہ، اپنے باپ کے عہد حکومت مین تحصیل علوم و معارف، اور اہل علم کی قدر دانی کی طرف متوجہ ہوا، اس نے بغداد اور مصر وغیرہ مشرقی ممالک سے علوم قدیمہ و جدیدہ کی بیش بہا اور نادر کتابین منگوانی شروع کین اور اپنے باپ کے بقیہ عہد حکومت اور پھر

---

[۱] ابن موسیٰ سے قاسم بن موسیٰ معروف بہ ابن الافشنین مراد ہے، اور معاویہ ایک قریشی نساب تھا،

[۲] بغیۃ الوعاۃ ص۱۷۴ مین سیوطی نے اس کا تذکرہ لکھا ہے مگر ۶۱۵ھ سنہ وفات بتایا ہے جو طباعت یا کتابت کی غلطی ہے

[۳] ابو عبداللہ معروف بہ حکیم قرطبی، سیوطی نے اس کے تذکرہ مین لکھا ہو کہ وہ حافظ حدیث بھی تھا، اور مستنصر باللہ الحکم کا استاد تھا، بعمر ۸۰ سال ۲۰ ذی الحجہ ۳۳۱ھ مین وفات پائی، (بغیۃ الوعاۃ ص۲۲)

اپنے زمانہ سلطنت مین اس کثرت سے ذخیرۂ کتب فراہم کرلیا[1] جو خلفاے عباسیہ کے اس علمی سرمایہ کی ہمسری کرنے لگا جس کو انھون نے مدت مدید مین جمع کیا تھا، اس قدر وافر ذخیرۂ کتب اس نے اپنے انتہائی شغف علمی کسب کمالات مین بلند ہمتی اور حکماے سلاطین کی مشابہت کے شوق مین مہیا کیا تھا، ان کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے زمانۂ حکومت مین قدما کی تصانیف پڑھنے اور ان کے مذاہب سے واقفیت حاصل کرنے کی تحریک لوگون مین زیادہ پیدا ہوگئی، الحکم نے ماہ صفر ۳۶۶ھ مین داعیِ اجل کو لبیک کہا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ہشام المؤید باللہ کے لقب سے اس کے تخت وتاج کا وارث ہوا، لیکن چونکہ وہ ابھی نابالغ لڑکا تھا[2] اس لیے اس کا حاجب[3] ابوعامر محمد بن عبداللہ (ابن محمد بن عبداللہ بن ابی عامر بن محمد بن ولید بن عبدالملک بن عامر معافری القحطانی) انتظام سلطنت اور امور مملکت مین دخیل ہوگیا، اس نے سب سے پہلے الحکم کے شاہی کتب خانہ مین دست اندازی کی اور چند خواص مذہبی علما کے سامنے اس کے ہر فن کی کتابین طلب کین اور ان کو حکم دیا کہ علوم قدیمہ مین سے طب اور حساب کی کتابون کے سوا منطق، علم نجوم اور اس کے علاوہ قدما کے علوم کی کتابین نکال لین، چنانچہ جب وہ لغت نحو اشعار، تاریخ، طب، فقہ اور حدیث وغیرہ علوم کی کتابون سے جنکا پڑھنا اہل اندلس کے نزدیک جائز تھا، الگ ہوگئین تو بجز ان چند کتابون کے جو کتابون کے درمیان بچ گئین سب کے جلا دینے اور ضائع کردینے کا حکم دیدیا، چنانچہ کچھ ان مین سے جلادی گئین اور کچھ قصر شاہی کے کنوؤن مین

---

[1] الحکم کے کتب خانہ مین چار لاکھ جلدین کتابون کی تھین، الحکم کے جمع کتب اور علمی ذوق وشوق کے حالات کیلیے دیکھو نفح الطیب ج ۱ ص ۱۸۰ و ص ۱۸۱، [2] اس وقت ہشام کی عمر ۹ برس کی تھی، نفح الطیب ج ۱ ص ۱۸۵،

[3] حاجب کا عہدہ مشرقی سلطنتون مین وہی ہوتا تھا جو آجکل سلاطین یورپ مین لارڈ چمبرلین کا ہوتا ہے،

[4] پہلے الحکم نے اس کو عہدۂ قضاۃ پر مامور کیا تھا اور پھر اس کو وزیر بنا دیا، تفصیل کیلئے دیکھو المقری ج ۱ ص ۱۸۰،

پھنکوا دی گئین، اوران پر مٹی اور پتھر ڈال دیئے گئے اور مختلف طریقون سے ان کو اول بدل دیا گیا، یہ کام اس نے اہلِ اندلس کے خوش کرنے اور الحکم کے مذہب سے اپنا تنفر ظاہر کرنے کی غرض سے کیا تھا، کیونکہ ان علوم کا پڑھنا اہلِ اندلس کے اسلاف کے نزدیک ناجائز اور متروک[1] تھا، اوران کے امراء و اہلِ دول ان کو مذموم بتاتے تھے، اگر کوئی شخص ان علوم کو پڑھتا تھا تو وہ مذہب سے خارج ہونے کا متہم اور ملحد و بیدین سمجھا جاتا تھا، لہذا اس زمانہ مین علومِ فلسفہ کی جو تحریک پیدا ہوئی تھی، وہ یک قلم موقوف و پژمردہ ہوگئی، اور جن لوگون کے پاس فلسفہ کی کتابین تھین، وہ ان کو چھپانے لگے، اس وقت سے علمای اندلس جو کچھ ان علوم مین سے جانتے تھے اس کو چھپاتے تھے اوران مین جو علوم جائز تھے یعنی حساب، فرائض، طب وغیرہ ان کو ظاہر کرتے تھے، یہان تک کہ پانچوین صدی ہجری کے آغاز مین دولت بنی امیہ کا خاتمہ ہوگیا، اور ملوک الطوائف کی تاخت و تاراج سے سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے کیونکہ اندلس کے ہر بڑے شہر کو ان ملوک الطوائف مین سے ہر ایک نے اپنا اپنا مرکزِ حکومت بنالیا تھا، دارالخلافت قرطبہ کے فرمانروا ان ملوک الطوائف سے نپٹتے رہے اور انھین اتنی مہلت نہ ملی کہ لوگون سے اس تعلیم فلسفہ کی بابت بازپرس کرسکتے آخر اس سیاسی فتنہ (طوائف الملوکی) نے مجبور کیا کہ قصر قرطبہ مین سلاطین جماعت کے جو نفیس اور قیمتی ذخائر تھے، وہ فروخت کردیئے جائین جنمین کتابون کے علاوہ ہر قسم کا مال و اسباب تھا، چنانچہ وہ اشیا بہت سستے دامون اور کوڑیون کے مول فروخت کردی گئین، جس سے وہ کتابین اطرافِ اندلس مین پھیل گئین، اسی ذخیرہ مین علوم قدیمہ کی وہ بیش بہا کتابین بھی تھین جو بعہد منصور ابن ابی عامر حکم کی تحریک کے ممتحنین کی گرفت سے بچ گئی تھین پھر تو رعایا کے جس فرد کے

[1] دیکھو نفح الطیب ج ۱ ص ۱۰۲،

پاس اس قسم کی کوئی چیز تھی اس نے بھی اس کو علی الاعلان ظاہر کر دیا، اس طرح علوم قدیمہ کی تحصیل کا شوق رفتہ رفتہ بڑھتا رہا اور ہمارے زمانہ تک ان ملوک الطوائف کے پایہائے تخت تمدن مین یوماً فیوماً ترقی کرتے گئے، اس وقت ہمارے زمانہ مین خدا کے فضل سے ان علوم کے جواز اور ان کی تحصیل مین رکاوٹ کے دور کرنے کے متعلق سب سے بہتر حالت ہے یہان تک کہ سلاطین نے ان علوم سے بے توجہی کی لیکن مشرکین کے سال بسال اطراف و بلاد اندلس پر تاخت و تاراج کرنے اور قابض ہو جانے سے، نیز اہل اندلس کے مدافعت نہ کر سکنے کی وجہ سے اہل علم کی تعداد کم ہوتی گئی اور اندلس مین جو لوگ علم ریاضی کے ماہر تھے وہ صرف چند رہ گئے،

ابو غالب الفرضی[1] ابو غالب حبّاب بن عبادۃ الفرضی عبد الرحمٰن الناصر لدین اللہ کے عہد حکومت کے وسط مین علم حساب مین مشہور تھا، علم الفرائض[2] مین اس کی عمدہ تصانیف آج تک ہمارے ہان مشہور ہین،

ابو ایوب عبد الغافر بن محمد، علم ہندسہ کا ماہر تھا، فرائض مین اسکی عمدہ تصانیف ہین، اس نے احمد بن خالد فقیہ اور اس کے ہم طبقہ لوگوں سے احادیث سنی تھین، مسلمہ بن احمد مرحیط وغیرہ نے اس سے حدیث روایت کی ہے،

السّری عبد اللہ بن محمد معروف بہ السّری، علم حساب و ہندسہ کا عالم تھا، علم المعاملات مین اسکی ایک مشہور تصنیف ہے، وہ بہت پارسا، فقیہ اور نحو و لغت کا امام تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ وہ

---

[1] یاقوت نے (معجم البلدان ج، ص) مین اس کا ذکر کیا ہے، یہ قرطبہ کا باشندہ تھا،

[2] ان قوانین کا علم جو ترکہ اور میراث کے حساب سے متعلق ہوتے ہین، یہ علوم شرعیہ کی قسم سے ہے (مفتاح السعادہ ج ۱ ص ۳۲۹)

فن کیمیا سے بھی واقف تھا، الحکم مستنصر باللہ اس کی تعظیم و تکریم کیا کرتا، اور بار بار اس کو اپنے حضور مین بلایا کرتا تھا، مگر وہ اپنے زہد و اتقا کی وجہ سے صحبت سلاطین سے بہت محترز رہتا تھا

ابو بکر بن ابی عیسی اس کا سلسلۂ نسب یہ ہے :۔

احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن عبد الاعلی بن عبد الغافر بن عبد المجید، بن عبد اللہ بن ابو عیسیٰ عبد الرحمن بن حارث انصاری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

حساب، ہندسہ اور نجوم مین اس قدر دسترس تھی کہ الحکم کے زمانہ مین ان علوم کا درس دیتا تھا، مسلمہ بن احمد المرحیط ہندسہ مین اسکا شاگرد، اور اس فن کے علاوہ تمام علوم ریاضیہ مین اس کی سبقت و فضیلت کا معترف تھا، جیسا کہ مسلمہ کے شاگرد سعید بن محمد بن بغونش طلیطلی نے اپنے استاد سے سنکر مجھ سے بیان کیا ہے،

الاقلیدس[۱] عبد الرحمن بن اسمٰعیل بن زید معروف بہ الاقلیدس ہندسہ کا ماہر کامل تھا، منطق کی طرف بھی اس نے توجہ مبذول کی تھی، اور (ارسطو کی) آٹھ منطقی کتابون کے اختصار مین اس کی مشہور تصانیف ہین، مجھے اس کے بھانجے ابو العباس احمد بن ابی حاتم محمد بن عبد اللہ بن عبد بن ہرثمہ بن ذکوان نے اس کی نسبت یہ اطلاع دی ہے کہ وہ منصور بن ابی عامر حاجب کے عہد حکومت مین مشرق گیا تھا، اور وہین اس کے والد اسمٰعیل بن زید نے وفات پائی جو قرطبہ کے سربرآوردہ افراد مین سے شعر و ادب کا زبردست ماہر تھا، اور خلیفہ الحکم کے عہد حکومت مین محکمۂ پولیس اور محکمۂ احتساب کا افسر تھا،

ابو القاسم عدوی محمد بن احمد معروف بہ الطبشری (یا الطنبسری) علم حساب و ہندسہ کا درس

---

[۱] اس کا لقب بعض نسخون مین الاقلیدس لکھا ہے، اور بعض مین الاقلیدی لکھا ہے، ممکن ہے کہ علوم ہندسہ مین کامل و ماہر ہونے کے سبب سے لوگ اسکو اقلیدس کہنے لگے ہون، اور اس طرح اس لقب سے اسکی شہرت ہوگئی ہو،

دیتا تھا اور ان علوم مین دستگاہ رکھتا تھا علم المعاملات مین اسکی ایک عمدہ کتاب ہے،

ابن اکرم[1] | ابو عثمان سعید بن فتحون بن مکرم معروف بہ "حمار سرقسطی" نحو و لغت کا محقق اور امام تھا، ہندسہ، منطق، اور موسیقی نیز عام علوم فلسفہ مین دخل رکھتا تھا، فن موسیقی مین بھی اسکی تصانیف ہین اس کی تصنیف سے ایک رسالہ علوم فلسفہ کے مقدمہ کے طور پر ہے جس کا نام شجرۃ الحکمۃ ہے اور ایک رسالہ تعدیل علوم پر" جو ہر و عرض کے انقسام" سے لیکر (جو اولین درجہ ہے) "علوم کے بتدریج وجود مین آنے" تک پر مشتمل ہے، منصور بن ابی عامر حاجب کے عہد مین اس کو سخت سزا بھگتنی پڑی جسکا سبب مشہور ہے اور اسی کی وجہ سے قید سے رہا ہونے کے بعد اس کو اندلس سے نکل جانا پڑا، جزیرہ صقلیہ (سسلی) مین اس نے وفات پائی،

مسلمہ بن احمد[2] | ابو القاسم مسلمہ بن احمد معروف بہ المجریطی اندلس مین اپنے وقت کا امام علماے ریاضیات اور اس سے پہلے جتنے ہیئت وان گذرے ان سب سے زیادہ عالم تھا، رصد کی طرف بھی اس نے توجہ کی تھی، بطلیموس کی کتاب المجسطی کی تفہیم کا اُسے بہت شوق تھا، علم عدد مین اسکی ایک عمدہ کتاب ہے اور یہ علم ہمارے یہان علم معاملات کے نام کے ساتھ مشہور ہے۔ اپنی ایک کتاب مین اس نے مسئلۂ تعدیل کواکب کو زیج البتانی سے اختصار کیا ہے، زیج الخوارزمی کی طرف بھی اس نے توجہ مبذول کی تھی، اور اس (زیج) کی سنہ فارسی کو سنہ عربی سے بدل دیا، اور اس مین اوساط کواکب کو سنہ ہجری کے آغاز تاریخ سے رکھا ہے، نیز عمدہ جدولون کا اضافہ کیا ہے، الا یہ کہ اس نے غلطیون مین بھی خوارزمی کی پیروی کی ہے، اور اس کے غلط مقامات سے بھی اس کو آگاہی نہین ہوئی، ہم نے اپنی کتاب اصلاح حرکات النجوم مین

---

[2] مسلمہ کی تصانیف اس وقت قسطنطنیہ کے کتب خانون مین موجود ہین، (مجلۃ الزہرا ص ۲۰۴ ج ۳-۴ : م ۲) [1] سیوطی نے بغیہ (ص ۲۵۶) مین اسکا مختصر تذکرہ لکھا ہے اور ابن مکرم کے اعراب کو ضبط کیا ہے،

ان اغلاط کو دکھایا ہے، مسلمہ نے طوائف الملوکی سے پیشتر ۳۹۸ھ مین وفات پائی، ابن السمح ابن الصفار، زہراوی، کرمانی، اور ابن خلدون اس کے مشہور تلامذہ ہین، کہ ایسے جلیل القدر تلامذہ اندلس مین کسی نے نہین پیدا کئے،

ابن السمح | مسلمہ کے انھی مشاہیر تلامذہ مین سے ابو القاسم اصبغ بن محمد بن السمح مہندس غرناطی علم حساب و ہندسہ کا محقق عالم اور ہیئت و نجوم مین سربرآوردہ تھا، علاوہ برین فن طب سے بھی اس نے اعتنا کیا تھا، اس کی تصانیف نہایت عمدہ ہین، مثلاً کتاب المدخل الی الہندسہ جو اقلیدس کی شرح ہے، کتاب ثمار العدد معروف بہ المعاملات، کتاب طبیعۃ العدد، اور کتاب الکبیر فی الہندسہ جس مین اس نے علم ہندسہ کے اجزا یعنی خطوط مستقیمہ مقوس اور منحنی کا استقصا کیا ہے، اسطرلاب پر اس کی دو کتابین ہین جن مین سے ایک کتاب دو مقالون مین اسطرلاب بنانے کے طریقہ پر، اور دوسری ایک سو تیس ابواب مین اسطرلاب کے طریقۂ استعمال اس کے اصول ونتائج اور اغراض و مقاصد کی تعریف پر مشتمل ہے، احکام نجوم مین اسکی ایک زیچ اہل ہند کے طریقۂ حساب سدھانت پر یہ ایک بڑی کتاب دو جلدون مین ہے، پہلی جلد مین جدولین ہین اور دوسری مین ان جدولون سے متعلق رسائل ہین، مجھے اس کے شاگرد ابو مروان سلیمان بن محمد بن عیسیٰ الناشی مہندس نے خبر دی ہے کہ ابن السمح نے غرناطہ مین (جو امیر حبوس بن ماکسین بن زیری بن مناد صنہاجی کا پایہ تخت ہے) دوشنبہ کی رات کو بتاریخ ۱۸ رجب ۴۲۶ھ مین بعمر ۵۶ سال انتقال کیا،
۱۰۳۵ع

ابن الصفار | ابو القاسم احمد بن عبد اللہ بن عمر حساب، ہندسہ اور نجوم کا محقق عالم تھا، قرطبہ مین ان علوم کا درس دیتا تھا، مذہب سدھانت پر اس کی تصنیف سے ایک مختصر زیچ اور آلۂ اسطرلاب کے طریقۂ استعمال پر اس کی ایک کتاب ہے جو عمدہ عبارت مین مختصر اور قریب الماخذ ہے،

فتنۂ سیاسیہ کے کچھ عرصہ کے بعد وہ قرطبہ سے نکل کر شہر دانیہ مین (جو مشرقی اندلس کے ساحل بحر پر امیر مجاہد عامری کا پایۂ تخت ہے) سکونت پذیر ہوا، اور وہین اس نے انتقال کیا، اہل قرطبہ مین سے بہت سے لوگ اس کے حلقۂ تلمذ مین داخل ہوئے جنکا ذکر انشاء اللہ آگے آئے گا، اسکا بھائی محمد اسطرلاب بنانے مین اس قدر مشہور تھا کہ اندلس مین اس فن مین اس سے کوئی سبقت نہین لے جا سکا،

زہری | ابو الحسن علی بن سلیمان، حساب و ہندسہ کا عالم تھا، اور فن طب کی طرف بھی اس نے توجہ کی تھی، اس کی تصنیف سے کتاب الارکان معاملات مین بہترین کتاب ہے، جو منطقی طریقہ پر مرتب ہے،

کرمانی | ابو الحکم عمرو بن عبد الرحمن بن احمد بن علی الکرمانی باشندۂ قرطبہ، حساب و ہندسہ کا ماہر کامل تھا، مجھ سے اس کے شاگرد حسین بن احمد بن حسین بن حیّ مہندس و منجم نے بیان کیا کہ اس نے کسی شخص کو اس فن مین کرمانی کا مدّمقابل نہین پایا جو ہندسہ کے مشکلات و غوامض کو حل کرنے، ان پر حاوی ہونے اور مسائل ہندسہ پر کامل عبور رکھنے مین اس کی گرد کو پا سکا ہو، اس نے بلاد مشرق کا سفر کیا تھا، پھر وہان سے حرّان گیا جو میسوپوٹامیہ کا ایک شہر ہے، وہان اس نے ہندسہ اور فن طب کی تحصیل کی، پھر اندلس مین واپس آیا اور سرقسطہ مین سکونت اختیار کی، مشرق سے وہ اپنے ساتھ "اخوان الصفا"[1] کے مشہور رسائل لایا تھا، اور ہمین نہین معلوم کہ اس سے پہلے کوئی شخص ان رسائل کو اندلس مین لایا ہو، طب مین بھی اس کو دخل تھا،

[1] چوتھی صدی ہجری کے آخر مین (۳۷۳ھ ۹۸۳ء) فرقۂ باطنیہ (اسماعیلیہ) کی ایک سیاسی مذہبی اور علمی جمعیت قائم ہوئی تھی جس کے ممبر "اخوان الصفا" کہلاتے ہین، اسی نام سے اس جماعت کے علمی رسائل موسوم ہین، جو کئی سائنٹفک رسائل کا مجموعہ ہین، یہ رسائل ۱۳۰۵ھ مین بمبئی مین چھپ گئے ہین، تفصیل کے لیے دیکھو قفطی ص ۵۸ - ص ۶۳،

اور اس فن میں اس کے عمدہ مجربات ہیں، داغ دینے، کاٹنے، چیرنے پھاڑنے وغیرہ عملیات جراحی میں اس کو اچھی مہارت تھی، مگر وہ علوم نجوم نظری سے واقف نہ تھا، اور فن منطق میں اسکو کچھ دخل تھا جیسا کہ ابوالفضل حسدای بن یوسف بن حسدای اسرائیلی نے (جو اس سے بخوبی واقف تھا) اطلاع دی ہے، علوم نظریہ میں اس کا درجہ اس قدر بلند تھا کہ اس بارہ میں اندلس میں کوئی اسکا مدمقابل نہ تھا، ابوالحکم مذکور نے ۴۵۸ھ ۱۰۶۶ء میں ۹۰ سال یا اس سے زیادہ کی عمر میں بمقام سرقسطہ وفات پائی،

ابن خلدون | ابو مسلم عمرو بن خلدون الحضرمی اشبیلیہ کے شرفا میں سے تھا، علوم فلسفہ کا ماہر ہندسہ، نجوم اور طب میں مشہور تھا، اپنے اخلاق وعادات کی اصلاح و اعتدال میں وہ فلاسفہ سے مشابہ تھا، اس نے اپنے وطن اشبیلیہ میں ۴۴۹ھ ۱۰۵۷ء میں وفات پائی،

ابن صفار کے تلامذہ | ابن برغوث، الواسطی، ابن شہر، القرشی، المطش مروانی اور ابن عطار ابوالقاسم احمد بن عبداللہ بن صفار کے مشاہیر تلامذہ ہیں،

۱- ابن برغوث | محمد بن عمر بن محمد معروف بہ ابن برغوث ریاضیات کا محقق عالم، علم ہیئت و نجوم اور رصد کواکب کا ماہر خصوصی تھا، علاوہ ازیں وہ علم نحو، تفسیر، فقہ اور دقائق (معاملات) کا محقق عالم تھا، تمام علوم پر اس کو اچھی دسترس تھی، نہایت پاکباز، حلیم الطبع، نیک صفات خوش اخلاق نیک نام تھا، ۴۴۴ھ ۱۰۵۲ء میں وفات پائی،

۲- الواسطی | ابوالاصبغ عیسی بن احمد، حساب، ہندسہ اور علم الفرائض کا ماہر کامل ہے، اور قرطبہ میں ان علوم کا درس دیتا ہے، ہیئت و نجوم میں بھی اس کو کچھ دخل ہے اور وہ اب تک بقید حیات ہے،

۳- ابن شہر | ابوالحسن مختار بن عبدالرحمن بن شہر الرعینی ہندسہ اور نجوم کا ماہر اور لغت، نحو،

حدیث، اور فقہ کا متبحر عالم، شاعر بلیغ، دانشمند متکلم، فن سیر تاریخ کا عالم تھا، مریہ مین ۴۲۷ھ / ۱۰۳۶ء مین، زہیر عامری کے آخری عہد حکومت مین عہدۂ قضاۃ پر مامور ہوا، اور ۴۳۵ھ / ۱۰۴۳ء مین اسی عہدہ پر رہ کر قرطبہ مین وفات پائی،

۷- ابن عطار | محمد بن خیرۃ العطار، امیر الظافر[۱] (اسمٰعیل بن عبد الرحمن بن ذی النون) کے کاتب (وزیر) محمد بن ابی ہریرہ کا آزاد کردہ غلام اور ابن الصفار کے چھوٹے تلامذہ مین سے ہے، ہندسہ اور علم الفرائض مین دستگاہ رکھتا ہے، اور اس وقت قرطبہ مین ان علوم کا درس دیتا ہے، فن نجوم اور حرکات کواکب مین بھی اس کو دخل ہے،

ابن السمح کے تلامذہ | ابو مروان سلیمان بن محمد بن عیسٰی بن الناشئ، جو علم العدد اور ہندسہ کا ماہر ہے، اور فن طب کی طرف بھی متوجہ ہے، اور ابو جعفر احمد بن عبد اللہ معروف بہ ابن صفار متطبب (معالج) ابن السمح کے مشہور شاگردون مین سے ہین،

ابن خلدون کے تلامذہ | علماے اشبیلیہ کی یادگار ابو مروان عبد الملک بن احمد مسلم بن خلدون القرشی معروف بالسلام کے مشاہیر تلامذہ مین سے ہے،

عبد اللہ بن احمد سرقسطی | انھی علماے ریاضیات مین سے عبد اللہ بن احمد سرقسطی ہے جو علم العدد ہندسہ اور نجوم مین دستگاہ رکھتا تھا، اور سرقسطہ مین ان علوم کا درس دیتا تھا، مجھ سے اس کے شاگرد علی بن نجدہ بن داؤد مہندس نے بیان کیا کہ اس نے علم ہندسہ مین اس سے بڑھکر کسی کو پختہ کار نہین پایا، مین نے اس کا ایک رسالہ دیکھا ہے جو اس نے ابو مسلم بن خلدون اشبیلی کو لکھکر بھیجا ہے، اس مین اس نے حرکات و تعدیل کواکب سے متعلق مذہب سندھانت کی خرابی کا ذکر کیا ہے، اس کے دلائل کی ہم نے تردید کی ہے اور اپنی کتاب اصلاح

[۱] یکے از ملوک طوائف، اس نے ۴۲۷ھ سے ۴۶۹ھ تک طلیطلہ پر حکومت کی،

حرکات النجوم مین اسکی غلطیان دکھائی ہین، عبداللہ بن احمد نے شہر بلنسیہ مین ۴۴۸ھ ۱۰۵۶ء مین وفات پائی،

ابواسحاق ابراہیم الہزی ابراہیم بن احمد بن ابراہیم الہرذی[۱] اشبیلی منطق، ادب اور مسائل ادبیہ کا ماہر، مختلف علوم سے واقف، اور چابکدست صناع تھا، ادھیڑ ہونے سے پہلے ہی ۴۲۰ھ ۱۰۲۹ء مین بمقام مصر رحلت کرگیا،

ابن برغوث کے تلامذہ ابن اللیث، ابن الجلاب اور ابن حی ابن برغوث کے مشاہیر تلامذہ ہین،

۱- ابن اللیث محمد بن احمد بن لیث، علم العدد اور ہندسہ کا محقق عالم تھا، اور علم حرکات و رصد کواکب کی طرف بھی اس نے توجہ کی تھی، ساتھ ہی علم نجوم، لغت اور فقہ مین بھی دخل رکھتا تھا، بہت بامروت اور نیک نفس تھا، صوبہ بلنسیہ کے شہر شریون[۲] کی قضاۃ پر مامور ہوا تھا اور اسی عہدہ پر رہکر ۴۰۵ھ ۱۰۱۵ء مین قضا کی،

۲- ابن حی حسن بن محمد بن حی تجیبی باشندۂ قرطبہ، ہندسہ اور نجوم کا عالم اور تعدیل کواکب سے بہت شغف رکھتا تھا، اس مسئلہ مین طریقۂ سندھانت پر اس کی ایک مختصر تصنیف ہے، مصائب برداشت کرنے کے بعد اندلس سے ۴۴۲ھ ۱۰۵۱ء مین نکل کر مصر پہنچا (مصر جاتے ہوئے) اس کو سمندر مین سخت تکالیف کا سامنا ہوا تھا، پھر وہ مصر سے یمن چلا گیا، اور وہان کے حاکم امیر الصلیحی[۳] سے ملا جو خلیفہ معد المستنصر باللہ[۴] (بن علی الظاہر بن منصور الحاکم بن نزار العزیز،

---

[۱] طبقات کے ایک نسخہ مین الیہودی لکھا ہے، یہ نہین معلوم ہوسکا کہ صحیح کیا ہے، غالباً یہ الہوذی ہے، جو قبیلہ ٔ غدرہ کے ایک شخص ہوذ بن عمرو سے منسوب ہے، [۲] طبقات مین اس کو شربون لکھا ہے جو غلط ہے اصل مین یہ شریون ہے جیسا کہ یاقوت نے اسکے اعراب کو ضبط کیا ہے، (معجم البلدان ج ۵ ص ۲۶۱) [۳] طبقات کے ایک قلمی نسخہ مین یہ الصلیحی تھا مگر کوئی مصحح نے اسکی اصلاح کرکے السبحی بنادیا ہے، یہ السبحی اور شخص ہے، مصحح کو دھوکا ہوا ہے، اصل مین یہ ابوالحسن علی بن محمد بن علی الصلیحی ہے جو ۴۷۳ھ مین قتل ہوا، اس کے تذکرہ کے لیے دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص ۳۶۵، [۴] ابوتمیم معد الملقب بہ المستنصر باللہ العبیدی فاطمی خلیفہ ۴۲۷ھ ۱۵ شعبان مین اپنے باپ الظاہر العبیدی کی وفات کے بعد ۷ برس کی عمر مین بیعت لیکر مسند خلافت پر بیٹھا، ۶۰ برس تک خلیفہ رہنے کے بعد ۴۸۷ھ مین رحلت کرگیا، (ابن خلکان ج ۲ ص ۱۰۳ - ۱۰۴)

بن معد المستنصر بن اسمٰعیل المنصور بن عبد الرحمٰن القائم بن عبید اللہ المہدی جسکا رقبۂ حکومت اس وقت افریقیہ کے بعض حصص تمام ملک مصر، شام، جزیرۃ العرب، حجاز، تہامہ نجد اور یمن تک وسیع ہے) کا داعی اور یمن کا حاکم تھا، وہان ابن حی نے اس کے دربار مین بڑا رسوخ حاصل کر لیا جو عام طور پر مشہور ہے، اور امیر الصلیحی نے اس کو بڑے تزک و احتشام سے خلیفہ القائم بامر اللہ[1] کے پاس بغداد سفیر بنا کر بھیجا تھا، جہان اس نے بہت کچھ مال و دولت حاصل کر لیا، اور ہمنے سنا ہے کہ اپنی اس سفارتِ بغداد سے یمن لوٹنے کے بعد اس نے سنہ ۴۵۶ھ (۱۰۶۴ء) مین انتقال کیا،

۲۔ ابن الجلاب | حسین بن عبد الرحمٰن معروف بہ ابن الجلاب، علم ہندسہ، ہیئت اور نجوم کا محقق عالم ہے، علاوہ برین منطق اور طبیعیات سے بھی اس نے اعتنا کیا ہے، وہ اس وقت شہر مریہ مین سکونت پذیر ہے، جو امیر محمد بن معن بن محمد بن صمادح التجیبی[2] کا دار الحکومت ہے،

ابن الوقشی[3] | ابو الولید ہشام بن احمد بن ہشام بن خالد الکنانی معروف بہ ابن الوقشی، متوطن طلیطلہ مختلف علوم و فنون مین انکی مہارت بہت وسیع ہے، صائب الرائے، نقاد، اور علم ہندسہ و منطق، نحو، لغت، شعر، خطابۃ، فقہ، حدیث اور علم کلام کے متبحر عالم ہونے کے علاوہ وہ شاعر بلیغ ہین، علم الانساب اور تاریخ و سیر مین کوئی ان پر فضیلت نہین رکھتا، وہ ہر علم و فن مین کچھ نہ کچھ دخل رکھتے ہین، سنہ ۴۳۰ھ (۱۰۴۴ء) مین طلیطلہ مین مین ان سے ملا تھا، مین نے مدت مدید تک ان کی خدمت مین رہکر تحصیلِ علوم کی اور ان سے تعلیم پائی، تو مین نے ان کو علم کا ایک بحر ذخار، معدنِ شرافت

---

[1] خاندان بنی عباس کا چھبیسوان نام نہاد خلیفہ سنہ ۴۲۲ھ مین مسندِ خلافت پر بیٹھا، سنہ ۴۴۹ھ مین وہ معزول کر دیا گیا تھا مگر پھر سنہ ۴۵۱ھ مین خلیفہ بنا دیا گیا، سنہ ۴۶۷ھ اس نے وفات پائی، [2] ابو یحیی المعتصم، مریہ، بجایہ اور صمادحیہ (بلادِ اندلس) کا حکمران المتوفی سنہ ۴۸۴ھ (ابن خلکان ج ۲ ص ۳۵ - ص ۳۷) [3] سیوطی نے ابن الوقشی کا مفصل تذکرہ لکھا ہے اور اس مین صاعد سے نقل کر کے اس کا حوالہ دیا ہے (بغیۃ الوعاۃ ص ۴۰۹)

وجاہت اور مکارم اخلاق مین عجیب وغریب فضائل سے متصف پایا، اس وقت وہ ہمارے
زمانہ مین بقید حیات موجود ہین، ان کی عمر پچاس سے تجاوز کر گئی ہے، ۴۵۴ھ ۱۰۶۲ء انھون نے مجھ
سے اپنی تاریخ ولادت بیان کی تھی، وہ طلبیرہ کے قاضی مقرر کئے گئے تھے جو امیر المامون یحیٰی بن
الظافر (اسماعیل بن عبدالرحمن بن اسماعیل بن عامر بن مطرف بن موسیٰ بن ذی النون) کے
دار الحکومت طلیطلہ کے ماتحت ایک شہر ہے،

ابن خمیس | ابو جعفر احمد بن خمیس بن عامر بن دمیج طلیطلی، ہندسہ، نجوم اور طب کے عالم، علوم اللسان
مین دخل رکھتے تھے، فن شعر مین اچھی مہارت تھی، وہ قاضی ابو الولید ہشام بن احمد (ابن وقشی)
اور ابو اسحاق ابراہیم بن لب بن ادریس تجیبی معروف بہ القویدس کے اقران و اماثل مین سے
تھے، ان کا اصلی وطن قلعہ ایوب تھا، پھر وہان سے نکلکر طلیطلہ مین سکونت اختیار کی، وہین تعلیم
پائی اور علم الاعداد، ہندسہ، فرائض وغیرہ مین دستگاہ بہم پہنچائی، اور زمانۂ دراز تک اسکی تعلیم دیتے
رہے، ہیئت و نجوم سے ان کو اچھی واقفیت تھی، مین نے اس فن مین ان سے بہت کچھ اخذ
کیا ہے، علاوہ برین عربی علم و ادب مین بھی وہ فرد تھے، اور طلیطلہ مین ایک عرصہ تک انھون
نے اس کی تعلیم دی تھی، انھون نے شنبہ کی رات کو بتاریخ ۲۷ رجب ۴۵۴ھ ۱۰۶۲ء مین وفات پائی

ان مشاہیر علماے ریاضیات کے علاوہ اور لوگ بھی ہین جنھون نے علوم ریاضیہ
کی تحصیل کی تھی، ہم نے ان کا تذکرہ کچھ تو اس سبب سے نہین کیا ہے کہ وہ ان مشاہیر سے کم درجہ
تھے، اور کچھ اس وجہ سے کہ ہم ان کے اسمائ حالات اور مراتب علمیہ سے ناواقف تھے گو وہ
اندلس مین مشہور ہوئے ہون،

علماے فلاسفہ | ہمارے زمانہ کے نوجوانون مین کئی لوگون نے فلسفہ کی تحصیل کی ہے، صحیح فہم
و درک رکھتے ہین، اور اولوالعزم ہین، ان مین سے جنھون نے علوم فلسفہ کی بعض اصناف

کی تحصیل کی ہے ان کے نام یہ ہین:-

اہل طلیطلہ	ابوالحسن علی بن خلف بن احمر صیدلانی، ابواسحاق ابراہیم بن یحیٰی النقاش معروف

بہ ولد الزرقیال[1]، ابو مروان عبد اللہ بن خلف الاستیجی، ابوجعفر احمد بن یوسف بن غالب لهلالی

عیسی بن احمد بن العالم، ابراہیم بن سعید سہلی اسطرلابی،

اہل سرقسطہ	(یوسف المؤتمن) حاجب ابو عامر بن امیر المقتدر باللہ احمد بن سلیمان بن ہود،

الجذامی، ابوجعفر احمد بن جوشن بن عبد العزیز بن جوشن،

اہل بلنسہ	ابو زید عبد الرحمن بن سید،

ان سب مین علم ہندسہ کے سب سے بڑے عالم علی بن احمر صیدلانی، اور ابوجعفر احمد بن جوشن ہین، اور حرکاتِ نجوم اور ہیئتِ افلاک کا سب سے بڑا عالم ابو اسحاق ابراہیم بن یحیٰی نقاش معروف بہ ولد الزرقیال ہے جو ہمارے زمانہ کے ماہرین رصد ہیئت افلاک اور حساب و حرکات نجوم، علم زیج اور آلات نجوم وضع کرنے مین سب پر فوقیت رکھتا ہے (اسی طرح) ابو عامر بن امیر المقتدر باللہ ریاضیات مین ان سب کے ساتھ مشترک ہونے کے علاوہ منطق، طبیعیات اور الٰہیات مین بھی یکتا ہے،

ابن حزم[2]	اگر کسی نے تمام علومِ فلسفہ مین سے خاصکر فن منطق کی طرف پوری توجہ کی ہے تو وہ ابو محمد

---

[1] زرقلہ ایک آلۂ رصدی کا نام ہے جس پر اس نے الصحیفۃ الزرقیال نام کی ایک کتاب لکھی تھی (قفطی ص ۵۷) اہل یورپ کو یہ آلۂ رصد قرون وسطیٰ مین مسلمانون سے پہنچا تو وہ اس کو ARZAKHEL کہنے لگے اسی پر یورپ مین اسکا یہ نام مشہور ہوگیا، اسکی یہ کتاب (الزیج الزرقالی) کی عربی اصل مفقود ہے لاطینی مین اسکا ایک قدیم ترجمہ یورپ مین موجود ہے (علم الفلک ص ۱۷۸)

[2] مفصل حالات کے لیے دیکھو مقری ج ۱ ص ۳۶۴۔ ص ۳۶۲ المعجب ص ۲۶، ابن خلکان ج ۱ ص ۳۴۰۔ ص ۳۴۲ مطمح الانفس ص ۵۶ تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۳ ص ۳۱۴، ارشاد الاریب للیاقوت ج ۵ ص ۸۶،

ابن حزم بین ؒ(ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے) :۔

ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح بن خلف بن معدان، بن سفیان بن یزید فارسی (جو یزید بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس قرشی کا آزاد کردہ غلام تھا،)

ان کے آبا و اجداد دراصل قریۂ منت لیشم کے رہنے والے تھے، جو غربی اندلس کے ضلع لبلہ (NIEBLA) کا ایک چھوٹا سا قریہ ہے، انھون نے اور ان کے آبا و اجداد نے قرطبہ مین سکونت اختیار کی تھی، اور وہان جلیل القدر عہدون پر فائز ہوے، چنانچہ ان کے والد ابو عمر احمد بن سعید بن حزم، امیر منصور محمد بن عبد اللہ بن ابی عامر، اور اس کے بعد اس کے بیٹے مظفر کے جلیل القدر وزرا مین سے تھے، اور یہ دونون اپنی سلطنت کے مدبر و منتظم تھے، اور ابن حزم المستظہر باللہ (عبد الرحمٰن بن ہشام بن عبد الجبار بن عبد الرحمٰن الناصر لدین اللہ) کے وزیر تھے، پھر وزارت سے دست بردار ہو کر تحصیل علوم اور آثار و سنن کے جمع کرنے مین مصروف ہو گئے، پہلے علم منطق کی طرف توجہ کی، اور اس فن مین ایک کتاب تالیف کی جس کا نام التقریب لحدود المنطق[1] ہے، اس مین نہایت تفصیل سے علوم و معارف کے طریقے بتائے ہین، اور شرعی و فقہی مثالین دے کر سمجھایا ہے، اس کتاب مین ابن حزم نے فن منطق کے موجد اول ارسطو کی مخالفت کی ہے، لیکن یہ ایک ایسے شخص کی مخالفت ہے جس نے ارسطو کے مقصد کو نہین سمجھا، اور نہ اس کی کتاب کے سمجھنے مین کافی زحمت اٹھائی، اس لحاظ سے ان کی یہ کتاب بیحد غلط لچر اور پوچ ہے، ابن حزم نے علوم شرعیہ کی بکثرت تحصیل کی اور وہ باتین

[1] یہ کتاب بالکل مفقود ہے، ان کی کتاب الفصل فی الملل والنحل ج ۱ ص۴، ج ۳ ص۹ اور ج ۵ ص۸ مین التقریب لحدود الکلام کے حوالہ سے جو اقتباسات پائے جاتے ہین وہ اگر کتاب کا یہ نام صحیح ہو تو اسی کے اقتباسات ہین۔

حاصل کین جو ان سے پہلے اندلس مین کسی شخص کو حاصل نہین ہوئین، انھون نے ان علوم پر کثرت کتابین لکھین جو عمدہ موضوع پر مشتمل ہین، ان تصانیف کا بہت بڑا حصہ اصول و فروع فقہ مین مذہب ظاہریہ[1] کے مطابق ہے جس کو انھون نے اختیار کیا تھا، اور جس پر وہ عمل پیرا تھے، یہ داؤد بن[2] علی بن خلف اصفہانی اور ان کے مقلدین کا مذہب ہے[3] جو اہل ظاہر یعنی قیاس و تاویل کے منکر ہین، مجھے ان کے بیٹے الفضل ابو رافع نے اطلاع دی ہے کہ حدیث و اصول حدیث، فقہ، ملل و نحل، وغیرہ مین اُن کی تصانیف[3] کی تعداد مع تاریخ، انساب، ادب، رد و مناظرہ کے کوئی چار سو کے قریب ہے، جو تقریباً آٹھ ہزار اوراق پر مشتمل ہین، ان سے پہلے عہد اسلام مین یہ بات صرف ابو جعفر بن جریر[4] طبری کو نصیب ہوئی ہے، کہ ایک وہی اس قدر کثیر التصانیف تھے، ابو محمد عبد اللہ بن[5] محمد بن جعفر الفرغانی نے اپنی کتاب صلۂ تاریخ طبری مین بیان کیا ہے، کہ ان (طبری) کے شاگردون نے سن بلوغ سے لیکر ان کی وفات (بعمر ۸۶ سال

[1] اہل ظاہر قرآن و حدیث مین تاویل کرنے اور قیاس و رائے کو دخل دینے کے منکر تھے، امام رازی نے اپنی تفسیر مین ان "نفاۃ القیاس" کے اقوال نقل کرکے ان کے جوابات دیئے ہین (ملاحظہ ہو تفسیر کبیر) ظاہریہ کے مذہب اور اسکے بانی کے لیے دیکھو انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس ج ۴ ص ۲۱۶، الفہرست ج ۱ ص ۲۱۶، [2] ابو سلیمان داؤد بن علی بن خلف الاصبہانی، امام ظاہریہ، بغداد کے نامور فقیہ و محدث، اور امام شافعی کے پیرو تھے، ان کا خاندان اہل اصفہان کا رہنے والا تھا، یہ کوفہ مین ۲۰۲ھ مین پیدا ہوئے، بغداد مین نشو و نما پائی، اور وہین ذی الحجہ ۲۷۰ھ مین وفات پاگئے (ابن خلکان ج ۱ ص ۱۸۹، طبقات الشافعیہ للسبکی ج ۲ ص ۴۲) [3] ان کی بعض تصانیف چھپ گئی ہین، اور بعض یورپ اور ممالک اسلامیہ کے کتب خانون مین موجود ہین (دیکھو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۲ ص ۳۸۵-۳۸۶)

[4] صاحب تاریخ کبیر و تفسیر المتوفی ۳۱۰ھ ابن خلکان ج ۱ ص ۴۵۶، معجم الادباء للیاقوت ج ۶ ص ۴۲۳. [5] یاقوت نے انکے بیٹے احمد بن عبد اللہ بن احمد الفرغانی کے تذکرہ مین لکھا ہے کہ اسکا باپ مؤرخ طبری کا شاگرد تھا جسنے تاریخ کبیر طبری کا صلہ لکھا ہے (معجم الادباء ج ۱ ص ۱۵۵)

ورنہ ۳۱۰ھ) تک ان کے ایام حیات کو شمار کرکے ان کی تصانیف کی مقدار تحریر کا اندازہ لگایا جائے تو ۱۴ اوراق روزانہ کا اوسط پڑا، یہ بات فضل الٰہی اور تائید ایزدی کے بغیر نصیب نہیں ہوتی۔

این سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

علاوہ بریں ابن حزم کو نحو، لغت، شاعری، اور خطابت میں بھی بہرۂ وافی حاصل تھا، انھوں نے اپنی ایک تحریر میں مجھے لکھا ہے کہ وہ ماہ رمضان کی آخری تاریخ کو ۳۸۴ھ میں نماز سحر کے بعد طلوع آفتاب سے قبل پیدا ہوئے تھے، یکم شعبان ۴۵۶ھ میں انھوں نے رحلت فرمائی۔

ابن سیدہ[1] ابوالحسن علی بن اسمٰعیل بن سیدہ، وہ نابینا اور ان کے والد بھی نابینا تھے، عرصہ دراز تک منطق کی تحصیل میں لگے رہے، اور اس فن میں ایک مبسوط اور ضخیم کتاب لکھی جس میں انھوں نے متی بن یونس کا طریقہ اختیار کیا ہے، وہ اندلس میں نحو، لغت اور اشعار عرب کے سب سے بڑے عالم تھے، اور ان علوم کی اکثر تصانیف مثل غریب[2] المصنف، اور اصلاح المنطق وغیرہ ان کو حفظ یاد تھیں لغت میں ان کی معرکۃ الآرا کتابیں یہ ہیں:-

۱۔ کتاب المحکم والمحیط[3] الاعظم، حروف معجم پر مرتب ہے،

---

[1] ابن سیدہ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو ابن خلکان ج ۱ ص۴۲۲، نکت الھمیان ص۲۰۴، بغیۃ الوعاۃ ص۳۲۷ مطبع الانفس ص۶۹۔ [2] ابوعبیدہ کی کتاب جسکا ایک ٹکڑا کتاب الابل بیروت کی مشرقی یونیورسٹی کے مجموعہ میں بوبیج نے چھپوا دیا ہے۔ [3] ابویوسف یعقوب بن اسحاق المعروف بہ ابن السکیت کی مشہور تصنیف جو علم لغت میں ہے، بیروت کے مطبع یسوعین میں چھپ گئی ہے۔ [4] یہ لغت کی بہترین کتاب ہے، اس میں الفاظ اس ترتیب سے رکھے گئے ہیں: عین، حا، ہا، خا، غین، قاف، کاف، جیم، شین، ضاد، سین، ظا، طا، دال، تا، زا، ذال، ثا، را، لام، نون، فا، با، میم، ہمزہ، یا، واؤ، اس کے ۲ قلمی نسخے اس وقت موجود ہیں، ایک قلمی نسخہ برٹش میوزیم میں مکمل ہے (ضمیمہ فہرست نمبر ۸۰۵) دوسرا نسخہ خدیویہ لائبریری میں ناقص ہے (فہرست کتب خانۂ خدیویہ ج ۴ ص۱۸۴)

۲۔ کتاب المخصص[1] غریب المصنف کی طرح ابواب پر مرتب ہے،

۳۔ شرح اصلاح المنطق[2]

۴۔ شرح کتاب الحماسۃ[3]

انھون نے ۴۵۸ھ/۱۰۶۶ء مین تقریبًا ۶۰ برس کی عمر مین دار فانی کو خیر باد کہا،

علمائے طبیعیات و الٰہیات | محمد بن عبداللہ بن حامد معروف بہ ابن النباش البجائی (اس کا ذکر اطبا مین آئیگا) ابو عامر بن امیر (المقتدر) بن ہود، اور ابوالفضل بن فضل بن حسدی اسرائیلی کے سوا اندلس مین طبیعیات و الٰہیات کیساتھ کسی نے اعتنا نہین کیا،

اطبا | اندلس مین فن طب کو کسی نے بالاستیعاب نہین پڑھا اور نہ اس کی کوئی باقاعدہ تحصیل کرکے اطبار قدما کے برابر ہوا، کیونکہ اکثر لوگون کا مقصد علم طب کی تحصیل سے، ان کتابون کا پڑھنا نہین ہے، جو اصول طب مین مثل کتاب بقراط و جالینوس کے تصنیف کیگئی ہین، بلکہ ان مجموعات طبیہ کا پڑھنا ہے جو فروع طب مین لکھی گئی ہین، تاکہ وہ جلد فن طب کے فوائد سے متمتع ہون اور اس کے ذریعہ سے قلیل عرصہ مین امرا و اہل دول کی ملازمت سے فائدہ اٹھائین[4]، لیکن بعض لوگون نے اس مقصد کو ترک کرکے فن طب مین باقاعدہ تکمیل کی ہے، اور بہ ترتیب اس کی کتابین پڑھی ہین، چنانچہ فن طب مین سب سے پہلے جو شخص اندلس مین مشہور ہوا وہ احمد بن ایاس[5] | باشندۂ قرطبہ ہے، جس نے اصول کیساتھ فن طب کی باقاعدہ تحصیل کی

---

[1] یہ کتاب ۱۷ جلدون مین مطبع بولاق مصر سے ۱۳۱۶ھ و ۱۳۲۱ھ مین چھپکر شائع ہو چکی ہے۔ [2] ابن السکیت کی کتاب اصلاح المنطق کی شرح، [3] ابن خلکان لکھتے ہین کہ یہ کتاب ۶ جلدون مین ہے (ج ا ص ۳۴۲) [4] آجکل ہندوستان مین ہمارے اکثر اطبا کا بھی یہی حال ہے۔ [5] طبقات الاطبار مین اسکو احمد بن ابان لکھا ہے، اور غالبًا یہی صحیح ہے، مقری نے احمد بن ابان نام کے ایک عالم کا تذکرہ کیا ہے، وہ اور شخص ہین، اصل متن مین احمد بن ایاس لکھا ہوا ہے جو یقینًا غلط ہے،

تھی، اوراس کے ذریعہ بہت کچھ مال و دولت جمع کر لیا تھا، وہ امیر محمد بن عبدالرحمن اوسط کے عہدِ حکومت (۲۳۸ھ - ۲۷۳ھ) مین تھا،

ان اطبای اندلس سے پہلے لوگ عیسائی اطبا سے جنکو دیگر اصنافِ علوم کی طرح طب مین کچھ بھی تحقیق اور درک حاصل نہ تھا، طب پڑھتے تھے، اس فن مین وہ صرف ان کی کتاب ابریشیم کو جس کے معنی جامع اور مجموع کے ہین، پڑھا کرتے تھے،

الحرّانی | امیر محمد بن عبدالرحمن اوسط کے عہد مین ایک شخص حران کا باشندہ اندلس مین آیا تھا، جو وہان الحرانی کے نام سے مشہور تھا، مجھے اس کا نام[1] نہین معلوم ہو سکا، اس کے پاس عمدہ مجربات طبیہ تھے، قرطبہ مین اس نے بڑی شہرت حاصل کر لی تھی،

یحیٰی بن اسحاق[2] | مذکورۂ بالا دو طبیبون کے علاوہ ان کے غیر مشہور معاصرین مین ایک یحییٰ بن اسحاق تھا، جو عبدالرحمن الناصر کے ابتدائی عہدِ حکومت مین اسکا وزیر تھا، اس کا باپ اسحاق جو بڑا تجربہ کار طبیب اور سرجن تھا، مذہبًا عیسائی تھا، مگر یحییٰ مسلمان تھا اور امیر الناصر نے اس کو اپنے بڑے صوبون کا گورنر بنا دیا تھا، یحییٰ نے امیر کے پاس بڑا رسوخ پیدا کر لیا تھا، طب مین اس کی تصنیف سے ایک کناش (مجموعۂ طب) پانچ جلدون مین ہے، جس مین اس نے رومی اطبا کا مسلک اختیار کیا ہے،

سعید بن عبدالرحمن | بن محمد بن عبد ربہ بن حبیب بن محمد بن سالم (جو امیر ہشام الرضی[3] بن عبدالرحمن

---

[1] اس کا نام یونس بن احمد الحرانی ہے جس کے دو بیٹون عمر و احمد کا تذکرہ آگے آئیگا، الحرانی کے لیے دیکھو قفطی صفحہ ۲۵۸ [2] اس کے مفصل تذکرہ کے لیے دیکھو طبقات الاطبا ج ۲ صفحہ ۴۳،

[3] المتولد شوال ۱۳۹ھ - ۱۸۰ھ مین وفات پائی، ۱۷۲ھ مین تخت نشین ہوا تھا، اسپین مین خاندان بنی امیہ کا فرمانروا (مقری ج ۱ صفحہ ۱۵۹ - صفحہ ۱۵۷)

الداخل کا آزاد کردہ غلام تھا) احمد بن محمد بن عبد ربہ شاعر مصنف عقد الفرید[1] کا بھتیجا، ایک جید طبیب اور قادر الکلام شاعر تھا، طب مین اس کا ایک ارجوزہ[2] علم طب کے ایک خاص حصے پر مشتمل ہے، جس سے اس فن مین اس کی دسترس، اور حکما سے قدیم کے طبی طریقون پر اس کا محققانہ عبور اور قابلیت ظاہر ہوتی ہے، علاوہ برین فن نجوم ہواؤن کے چلنے اور ان کی تبدیلیون کے علم سے بھی اسے واقفیت تھی، بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن اس نے فصد لی اور اپنے چچا احمد بن عبد ربہ کو بلا بھیجا تاکہ اس حالت تنہائی مین مونس و جلیس ہو، جب اس کے چچا نے اس کو منظور نہین کیا تو اس نے اشعار ذیل لکھ کر اس کو بھیج دیئے:۔

لما عدمت مؤنسًا وجليسًا	نادمتُ بقراطًا وجالينوسا
جب میرا کوئی مونس و جلیس نہ ہوا	تو مین نے جالینوس اور بقراط کو اپنا ندیم بنایا،
وجعلت كتبهما شفاء تفردي	وهما الشفاء لكل جرح يوسي[3]
اور انکی کتابون کو مین نے اپنی تنہائی کا علاج بنالیا	اور وہ دونون ہر زخم کے مندمل کرنیوالے ہین،

جب یہ اشعار اس کے چچا کو ملے تو اس نے اشعار ذیل مین انکا جواب دیا:

ألفيتَ بقراطًا وجالينوسا	لا يأكلان ويرزئان جليسا
تو نے بقراط اور جالینوس کو دوست بنایا	جو نہ تیرے ہان کھا پی سکتے ہین ورنہ کسی طرح کا باؤل سکتے ہین،
فجعلتهم دون الأقارب جُنَّةً	ورضيت منهم صاحبًا وانيسا

تو نے اپنے اقارب کو چھوڑ کر ان کو اپنا سپر بنالیا، اور ان کو مصاحب اور ہمدم بنانے پر راضی ہوگیا،

---

[1] یہ کتاب چار جلدون مین مصر مین دوبار چھپ چکی ہے، [2] چھوٹی بحر مین لکھے ہوئے اشعار [3] ابن ابی اصیبعہ نے تیسرا شعر یہ لکھا ہے:۔ ووجدت علمهما اذا حصّلته | يذكي ويحيي للجسوم نفوسا

(طبقات جلد ۲ صفحہ ۴۴)

وأظن بخلك لا يرى لك تاركا | حتى تنادم بعدهم ابليسا

مین سمجھتا ہون کہ تیرا بخل تجھے ہرگز نہ چھوڑے گا، تاوقتیکہ ان کے بعد وہ تجھے ابلیس کا ندیم نہ بنا چھوڑے،

یہ سعید بن محمد بہت دیندار اور صحبتِ سلاطین سے محترز تھا، چنانچہ اپنی آخرِ عمر مین کہتا ہے:-

أبعد عوضي في علوم الحقائق | وطول انبساطي في مواهب خالقي

علومِ حقائق مین غوطہ زن ہونے، اپنے خالق کی عنایتون سے اسقدر بہرہ ور ہونے

وفي حين إشرافي على ملكوته | أرى طالباً رزقاً الى غير رازقي

اور عالمِ ملکوت تک پہنچ جانے کے باوجود، کیا مین اپنے رازق کے سوا کسی اور سے رزق طلب کرونگا،

فايام عمر المرء متعة ساعة | تمر سريعاً مثل لمعة بارق

انسان کے ایامِ زندگی ایک گھڑی کا لطف ہین، بجلی کی چمک کی طرح سرعت کیسا تھ گذر جاتے ہین،

وقد اذنت نفسي تبقويض رحلها | واسرع في سوقي الى الموت سائقي

میرے نفس نے محسوس کر لیا ہے کہ اسکا خیمہ اب اُکھڑنیوالا ہے، اور میرے ہنکا لیجانیوالے نے موت کیطرف لیجانے مین جلدی کی ہے،

واني وان اوغلت او سرت هارباً | من الموت في الآفاق فالموت لاحقي[1]

بالغرض اگر مین موت سے ڈر کر کہین دُور بھاگ جاؤن | پھر بھی موت تو بہر حال وہان بھی آ ملیگی،

انھی اطبا مین سے عمر بن[2] برتق اور اصبغ بن یحییٰ[3] وغیرہ بھی تھے، یہ سب عہد امیر محمد بن عبدالرحمٰن سے لیکر عہد تمیم الحکم المستنصر تک یعنی اس زمانہ تک جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے، اور ہمارے زمانہ تک

---

[1] مندرجہ بالا اشعار اس کتاب کے سوا ہم کو کسی کتاب مین نہین ملے، ابن ابی اصیبعہ نے صاعد یا ابن جلجل سے نقل کئے ہین،

[2] طبیب فاضل تھا، ابن الجزار کی خدمت مین ۶ ماہ تک قیروان مین رہا تھا، اور یہی اسکی کتاب زاد المسافر کو اندلس مین لایا تھا، خلیفہ الناصر کا درباری طبیب تھا، (طبقات الاطباء ج ۲ ص۴۸) اس کا نام عمر بن حفص بن برتق ہے،

[3] طب کا ماہر الناصر لدین اللہ کا طبیب تھا، رُوسا مین اسکی بڑی تعظیم و تکریم ہوتی تھی، (طبقات ج ۲ ص۴۸)

گذرے ہین، اندلس مین اور اطبا بھی گذرے ہین جنکے نام یہ ہین:-

ابن حفصون | احمد بن حکم بن حفصون طبیب ماہر بلند طبع، ذہین، دقیق النظر اور منطق کا محقق عالم تھا، اکثر اصناف فلسفہ مین اسکو دسترس حاصل تھی، جعفر صقلبی[۱] حاجب (چمبرلین) کا متوسل اور اس کے تمام مقربین بارگاہ پر مستولی تھا، اسی جعفر کی بدولت الحکم المستنصر باللہ کے دربار تک اس کی رسائی ہوئی تھی، حاجب مذکور کی وفات تک وہ بحیثیت طبیب ملازم رہا اس کے بعد اطبا دربار کے محکمہ سے خارج کر دیا گیا، اور مرتے دم تک گوشہ نشین رہا،

محمد بن تملیح | بہت باوقار اور سنجیدہ مزاج تھا، فن طب، نحو، لغت، شاعری اور فن روایت کا عالم اور الناصر، المستنصر کا طبیب تھا، خلیفہ حکم المستنصر کے دربار مین اس کو بڑا رسوخ حاصل تھا، جب الحکم نے قرطبہ کی جامع مسجد کے آگے کے حصہ مین کچھ عمارت کا اضافہ کیا[۲] تو اس تعمیر کی نگرانی پر اس کو مقرر کیا، چنانچہ اسی کی زیر نگرانی و امانت یہ تعمیر انجام کو پہنچی، مین نے جامع قرطبہ کی دیوار محراب پر (جسپر بچی کاری کی ہوئی تھی[۳]) اس کا نام آب زر اور بچکاری کے کام سے لکھا ہوا دیکھا ہے، اور نیز اس پر یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ تعمیر خلیفہ الحکم کے حکم سے ۳۵۸ھ ۹۶۹ء مین محمد بن تملیح کی نگرانی مین تکمیل کو پہنچی[۴]،

---

[۱] جعفر بن عثمان المصحفی، خلیفہ الحکم نے اس کو اپنا وزیر بنایا تھا، اس نے اس حد تک ترقی کی تھی کہ الحکم کا نفس ناطقہ بن گیا تھا، مگر منصور بن ابی عامر نے الحکم کی وفات کے بعد اس کو ذلیل و خوار کر دیا، سنہ مین جعفر نے وفات پائی، مطمح الانفس صـ ۹ - صـ ۱۱،

[۲] اس تعمیر پر ایک لاکھ اکسٹھ ہزار دینار سے زائد خرچ ہوا تھا جو تمام تر مال خمس سے تھا،

[۳] دیوار محراب پر بچی کاری کا ذکر مقری نے کیا ہے دیکھو ج ۱ صـ ۲۵۶، [۴] دیکھو المعجب للمراکشی صـ ۲۱، جامع قرطبہ کے مفصل اور جامع حالات کے لیے دیکھو نفح الطیب ج اول صـ ۲۵۵ تا صـ ۲۶۳ - مسالک الابصار ج ۱ صـ ۱۱۲ - صـ ۱۱۴

ابن الکتانی[1] ابو الولید محمد بن حسین معروف بہ ابن الکتانی، فن طب کا عالم اور ایسا لطیف العلاج تھا کہ لوگ اس کے علاج سے بہت جلد شفایاب ہوتے تھے، وہ سر بر آوردۂ قوم اور بہت معزز تھا، الناصر و المستنصر دونون کا طبیب تھا،

عبد الملک ثقفی طب اور ہندسہ کا عالم تھا، لیکن طب کا شوق زیادہ غالب تھا، الناصر و المستنصر کے دربار مین بحیثیت طبیب ملازم تھا،

عمرو احمد یونس بن احمد حرانی کے دونون بیٹے، خلیفہ الناصر کے عہدِ حکومت مین مشرق گئے تھے، وہان دس سال تک ٹھہرے اور بغداد پہنچے جہان انھون نے ثابت بن سنان (ثابت بن قرہ صابی کے پوتے سے) جالینوس کی کتابین پڑھین، پھر امراضِ چشم کا علاج سیکھنے کیلئے بغداد کے مشہور طبیب ابن وصیف[2] کی خدمت مین رہے، پھر جب ۳۵۱ھ مین، المستنصر کے عہدِ حکومت مین اندلس واپس آئے تو اس نے ان دونون کو اپنے پاس نوکر رکھ لیا اور تمام اطباء دربار مین ان کو شرفِ اختصاص بخشا، ان دونون مین عمر کی زندگی نے تو وفا نہ کی لیکن اسکا بھائی احمد الحاکم (المستنصر) کے پاس اس کے آخری عہدِ حکومت تک بارسوخ رہا، پھر ہشام المؤید باللہ نے اس کو خطۃ الشرط[3] (کوتوالی) اور خطۃ السوق (محکمۂ احتساب متعلق بہ بازار) کا افسر مقرر کیا، وہ امراضِ چشم کا بہترین معالج تھا، اور اس بارہ مین قرطبہ مین اسکی عجیب و غریب یادگارین ہین،

---

[1] دیکھو المقری ج ۲ ص ۱۳۳، امام ابن حزم کے استاد، مقری مین انکا نام محمد بن حسن المذحجی لکھا ہے،

[2] بغداد کا مشہور طبیب امراضِ چشم کے علاج مین ید طولی رکھتا تھا، دیکھو القفطی ص ۲۳،

[3] خطۃ الشرط کا عہدہ آجکل پولیس انسپکٹر یا کوتوال کے برابر سمجھنا چاہیئے، اسلامی سلطنتون مین یہ عہدہ ہمیشہ سپہ سالار کے ماتحت رہتا تھا، (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمۂ ابن خلدون ص ۲۳۶ - ص ۲۳۸)

محمد بن عبدون الجبلی | ۳۴۷ھ مین اس نے مشرق کا سفر کیا تھا، بصرہ اور مصر گیا، اور بصرہ اور مصر کے شفاخانون کا مہتمم رہا، فن طب کا ماہر فاضل تھا، اکثر اصول طب کو اس نے پختہ طور پر حاصل کیا تھا، منطق کی بھی صحیح طور پر خوب تحصیل کی تھی، اس فن مین اسکا استاد ابو سلیمان محمد بن طاہر بن بہرام سجستانی[1] متوطن بغداد تھا، پھر ۳۶۰ھ مین وہ اندلس مین واپس آیا، اور المستنصر والمؤید باللہ کا درباری طبیب مقرر ہوا، تحصیل طب سے قبل اس نے حساب و ہندسہ کی تحصیل کی تھی، تکسیر[2] مین اسکی ایک عمدہ کتاب ہے، مجھے ابو عثمان سعید بن محمد بن بغونش طلیطلی نے خبر دی ہے کہ محمد بن عبدون کے قرطبہ مین بلائے جانے کے وقت وہان کوئی شخص ایسا موجود نہ تھا جو تجربہ اور نکات طب مین اسکا ہمسر ہو سکے، اگرچہ ابن عبدون کی حین حیات مین اور اس کے بعد بھی، دولت عامر کے اختتام تک کئی لوگ ایسے گذرے ہین جو فن طب کے ماہر اور تجربہ کار تھے، مگر وہ ابن عبدون کے مرتبہ کو نہین پہنچے، بلکہ اسی کا تتبع کرتے رہے، مثلاً سلیمان بن حسان معروف بہ ابن جلجل[3] اور عبداللہ بن اسحاق معروف بہ ابن الشناعة، سلیمان اسرائیلی وغیرہ،

ابن الکتانی | ان اطبا مین سب سے کم سن ابو عبداللہ محمد بن حسین معروف الکتانی تھا، اس نے اپنے چچا محمد بن حسین (ابو الولید الکتانی) اور اس کے ہم پایہ اصحاب فن سے طب کی تحصیل کی تھی، وہ المنصور محمد بن ابی عامر اور اس کے جانشین (بیٹے) المظفر کا طبیب تھا، پھر فتنہ اندلسیہ کی

---

[1] منطق اور علوم فلسفہ کا عالم تھا، ملاحظہ ہو قفطی ص۱۸۵، ص۱۸۶، طبقات ج ۱ ص۳۲۲،

[2] اعداد و حروف کی تعدیل و ترتیب کا علم ہے جس سے تصرف ارواح پیدا کرکے ہر قسم کے مقاصد حاصل کئے جاتے ہین، چونکہ یہ بھی ایک طرح کا حساب ہے اس لئے اسکو علم حساب کی ایک شاخ کہہ سکتے ہین، (مفتاح السعادۃ ج ۱ ص۴۱۹)

[3] مفصل تذکرہ کے لیے دیکھو طبقات الاطباء ج ۲ ص۴۶، ص۴۸، ابن ابی اصیبعہ نے اندلسی اطبا کے حالات اسی کتاب سے نقل کئے ہین، صاعد کا ماخذ بھی یہی کتاب ہے،

ابتدا میں وہ سرقسطہ چلا گیا، اور وہیں رہنے لگا، فن طب میں اسکو اچھی طرح مہارت تھی جس میں وہ اوروں سے سبقت لے گیا تھا، منطق، نجوم اور اکثر علوم فلسفہ میں بھی اس کو دخل تھا، وزیر ابو المطرف (عبدالرحمن بن محمد بن عبد الکبیر بن وافد اللخمی) نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بہت ذہین وطباع وصائب الرائے اور صحیح نتائج پر پہنچنے والا اور بڑی دولت وثروت کا مالک تھا، ۴۲۰ھ میں اس نے تقریباً بعمر ۸۰ سال وفات پائی، میں نے اس کی ایک تصنیف میں یہ لکھا دیکھا ہے کہ اس نے مندرجۂ ذیل علماء سے منطق کی تحصیل کی تھی:-

۱- محمد بن عبدون الجبلی،
۲- عمر بن یونس بن احمد الحرانی،
۳- احمد بن حکم بن حفصون فلسفی،
۴- ابن عبداللہ محمد بن ابراہیم عاصمی نحوی[1]
۵- ابو عبداللہ محمد بن مسعود الغسانی البجانی،
۶- محمد بن میمون معروف بہ مرکوش
۷- ابو القاسم فید بن نجسم
۸- سعید بن فتحون سرقسطی معروف بہ "الحمار"
۹- ابو الحرث اسقف تلمیذ ربیع بن زید اسقف فلسفی
۱۰- ابو المروان البجانی،
۱۱- مسلمہ بن احمد المرحیط،

ابو العرب | یوسف بن محمد، فن طب کا محقق عالم تھا، ابو المطرف بن وافد اور ابو عثمان سعید بن بنغونش[2] نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اصول طب میں پختہ کار اور فروع طب کا ماہر تھا، اس کے علاوہ میں نے اور لوگوں سے سنا کہ محمد بن عبدون کے بعد کوئی شخص فن طب میں مہارت میں ابو العرب کا ہمسر نہ تھا، آخری عمر میں شراب نوشی کا شوق اس قدر غالب آگیا تھا کہ وہ کبھی صحیح الحواس اور نشہ سے خالی نہیں پایا جاتا تھا، اسلئے اکثر لوگ اس کے علم سے استفادہ کرنے سے محروم رہ گئے۔

---

[1] المتوفی ۳۳۰ھ ساکن قرطبہ (بغیۃ الوعاۃ ص۸) نحو ولغت اور ادب کا عالم، [2] اصل متن میں اس کا نام بہت غلط لکھا ہوا تھا، مقری نے اسکا ذکر کیا ہے، اور اسکا نام یہی لکھا ہے (مغری ج ۲ ص ۲۳۹)

۳۸۷ھ مین اس نے تقریبًا ۹۰ سال کی عمر مین انتقال کیا،

البغونش | مذکورۂ بالا اطبا کے علاوہ ہمارے زمانہ تک اطبا کی ایک اور جماعت بھی تھی جنمین سب سے مشہور ابو عثمان سعید بن محمد بن بغونش طلیطلی تھا، وہ تحصیل علم کی غرض سے قرطبہ گیا اور مسلمہ بن احمد سے حساب و ہندسہ اور ابن عبدون، ابن جلجل اور ابن الشناعہ وغیرہ سے فن طب حاصل کیا، پھر طلیطلہ واپس آیا اور ظافر (اسمٰعیل بن عبد الرحمن بن اسمٰعیل بن عامر بن مطرف بن ذی النون) والی طلیطلہ کے دربار مین پہنچکر بڑا رسوخ حاصل کر لیا، یہان تک کہ مدبرین سلطنت مین سے ہو گیا، اس کے بعد المامون (ذی المجدین یحییٰ بن ظافر بن اسمٰعیل بن ذی النون) کے آغاز حکومت مین مین نے اس سے ملاقات کی تھی، اس وقت اس نے علم پڑھنا چھوڑ دیا تھا، لوگون سے ملنا جلنا ترک کر کے خلوت نشین ہو گیا تھا، اور تمام وقت تلاوت قرآن مین صرف کرتا تھا، مین نے اس کو عقلمند، نیکنام، دیندار، خوش اطوار، صاف ستھرے لباس والا، اور علوم فلسفہ مین زبردست کتابون کا مصنف پایا، اس کو دیکھکر مین نے خود محسوس کیا کہ اس نے ہندسہ خوب سمجھ کر پڑھا ہے، اور منطق کی بخوبی تحصیل کی ہے، پھر اس کو چھوڑ کر جالینوس کی کتابین جمع کرنے، ان کی تصحیح و تدوین اور ان کے مطالعہ مین مشغول ہو گیا، چنانچہ ان کتابون کے سمجھنے مین اچھی خاصی مشق پیدا کر لی، لیکن مریضون کے علاج مین کوئی تجربہ اس نے حاصل نہ کیا، اور نہ شناخت امراض مین اس نے کوئی مہارت بہم پہنچائی، اس نے بعمر ۷۵ سال بوقت نماز صبح بروز دوشنبہ یکم رجب ۴۴۴ھ مین داعی اجل کو لبیک کہا،

وزیر ابو المطرف | عبد الرحمن بن محمد بن عبد الکبیر بن یحییٰ بن وافد بن مہند اللخمی، اندلس کے قدیم گھرانے اور بڑے شریف خاندان سے ہے، کتب جالینوس کو پڑھنے اور سمجھنے مین اچھی مہارت رکھتا ہے، فلاسفۂ یونان مین سے ارسطو وغیرہ کی کتابون کا مطالعہ کیا ہے، ادویۂ مفردہ کے علم

مین جو دستگاہ اس کو حاصل ہے، وہ اس کے معاصرین مین سے کسی کو نصیب نہین ہوئی،
اس موضوع پر اس کی ایک معرکۃ الآرا اور بے نظیر کتاب ہے جس مین اس نے ان تمام
دواؤن کو جو کتاب دیسقوریدوس[1] (Dioscorides) اور کتاب جالینوس (جو ادویۂ مفردہ
پر ہین) مین مذکور ہین جمع کر دیا ہے، اور اس کو عمدہ طور پر مرتب کیا ہے، جو تقریبًا پانچ سو اوراق
پر مشتمل ہے، اس نے خود مجھ سے بیان کیا کہ اس کی جمع و ترتیب، اسماء و صفاتِ ادویہ کی
تصحیح، قوئ ادویہ کی تفصیل اور ان کے درجات کی تحدید وغیرہ مین اس نے بیس سال صرف
کر دیئے، یہان تک کہ اس کو ضرورت اور مقصد کے مطابق مکمل کر لیا، طب مین اسکا پسندیدہ
طریقہ اور عمدہ مسلک یہ ہے کہ جہان تک غذا سے علاج کرنا ممکن ہوتا وہ کبھی ادویہ سے علاج
نہین کرتا، اور اگر ادویہ کی ضرورت پیش آتی ہے تو جہان تک مفرد دواؤن سے علاج ہو سکتا
ہے وہ مرکبات کبھی استعمال نہین کرتا، اور مرکبات کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تو حتی الامکان
کم سے کم دواؤن کا مرکب تیار کرتا ہے، سخت اور خطرناک امراض کے آسان اور سہل ترین
طریقۂ علاج سے متعلق اس کے عجیب و غریب مجربات مشہور ہین، وہ اس وقت (ہمارے
زمانہ مین) طلیطلہ مین اب تک بقیدِ حیات موجود ہے، اس نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ۳۹۸ھ
مین پیدا ہوا تھا،

عبدالملک بن زہر[2] ابو مروان عبدالملک بن فقیہ محمد بن مروان بن زہر اشبیلی ہے، اس نے مشرق
کا سفر کیا، چنانچہ قیروان اور مصر پہنچا، اور وہان مدت دراز تک طبابت کرتا رہا، پھر اندلس مین
واپس آیا، اور شہر دانیہ مین سکونت پذیر ہوا، جہان اس نے ایک مدت تک طب مین بڑی

[1] مشہور یونانی شجار اور فن طب کا ماہر (دیکھو مفصل تذکرہ قفطی ص۱۲۶)

[2] مطمح الانفس ص۵۵ - ص۵۸ مین ابن خاقان نے اس کا تذکرہ لکھا ہے۔ المتوفی ۵۲۲ھ کما فی ابن خلکان ج ۲ ص

ناموری حاصل کی اور تمام اطراف اندلس مین بہت مشہور ہوگیا، طب مین اسکی بعض انوکھی رائین ہین، مثلاً اس کی رائے ہے کہ حمام کرنا اجسام کو متعفن اور ترکیب امزجہ مین فساد پیدا کردیتا ہے، حالانکہ اس کی یہ رائے متقدمین اور متاخرین دونون کی رایون کے خلاف ہے، اور عوام وخواص سب اس کے غلط ہونے کی شہادت دے سکتے ہین، بلکہ اگر ترتیب واجب کے ساتھ حمام کیا جائے، تو وہ ایک اعلیٰ درجہ کی ورزش اور مسامات کو کھول کر فضول مواد سے جسم کو پاک وصاف کرنے، اور کیموسات غلیظ کو لطیف بنانے مین بہت مفید طریقہ ہے

ابن الذہبی[1] | ابو محمد عبداللہ بن محمد معروف بہ ابن الذہبی طب اور فلسفہ کی کتابون کا مطالعہ کیا کرتا تھا، مگر ان مین تحقیق کا درجہ نہ رکھتا تھا، فن کیمیا کا شوقین اور اس کی تحصیل مین بہت سرگرم رہتا تھا، ۴۵۶ھ مین اس نے بلنسیہ مین انتقال کیا، اوس کی تجہیز وتکفین کے وقت مین موجود تھا،

ابن النباش | ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن حامد البجائی، فن طب کا ماہر معالجۂ امراض مین یدطولیٰ رکھتا ہے، طبیعیات والٰہیات کا جید عالم، علم الاخلاق اور سیاسیات کا محقق اور منطق مین بھی دخل رکھتا ہے، مگر ریاضیات سے بے بہرہ ہے، وہ اس وقت ہمارے زمانہ مین مرسیہ مین موجود ہے۔

ابن خمیس | ابو بکر بن خمیس طلیطلی، علماء ریاضیات مین اسکا ذکر آچکا ہے، اس نے کتب جالینوس کی باقاعدہ تحصیل کی تھی،

ابن عساکر | ابو الحسن بن عبدالرحمن بن خلف بن عساکر الدارمی، ہمارے زمانہ کے ان نوجوانون

[1] شغف کیمیا کی وجہ سے نالباً اس کا نام ابن الذہبی مشہور ہوگیا تھا۔ ابن ابی اصیبعہ نے اس کے ایک رسالہ کا ذکر کیا ہے جو اس موضوع پر ہے کہ "پانی غذا نہین بنتا" (طبقات الاطباء، ج ۲ ص ۴۹)

مین سے ہے جنھون نے فلسفہ کی طرف توجہ کی ہے اور جالینوس کی کتابون کے ساتھ بخوبی اعتنا کیا ہے، اور ان مین سے اکثر کتابین اس نے ابو عثمان سعید بن بغونش سے پڑھی ہین ہندسہ و منطق وغیرہ کی تحصیل بھی کی ہو، معالجۂ امراض مین بہت تجربہ کار، اور اس کا طریقۂ علاج بہت عمدہ ہے، ساتھ ہی وہ ایک چابکدست صناع اور مختلف فنون لطیفہ مین دخل رکھتا ہے اور اس کے حاصل کرنے مین کوشان رہتا ہے، اگر اس کی کوشش بارآور ہوئی اور حالات نے مساعدت کی تو وہ اپنی جودت طبع اور صحت فہم کی بدولت فلسفہ مین بلند مراتب حاصل کرے گا،

علماے نجوم اندلس مین فن نجوم کا رواج زمانہ گذشتہ وحال مین ہمیشہ رہا ہے اور ہمارے زمانہ تک ہر زمانہ مین مشاہیر علم نجوم ہوتے چلے آے ہین جو مشاہیر کہ بعض ان مین سے ہمارے زمانہ مین اور بعض عہد بنی امیہ مین گذرے ہین وہ یہ ہین :-

ابن الخیاط ابوبکر یحییٰ بن احمد معروف بہ ابن الخیاط، ہندسہ وحساب مین ابوالقاسم مسلمہ بن احمد مرحیط کا شاگرد تھا، پھر احکام نجوم کی طرف متوجہ ہوا، اس مین مہارت وشہرت پیدا کی؛ عہد طوائف الملوکی مین سلیمان بن حکم بن الناصر لدین اللہ امیر المومنین و دیگر امرا کے پاس بحیثیت منجم ملازم رہا، آخر مین وہ امیر المامون (یحییٰ بن اسماعیل بن ذی النون) کے پاس ملازم رہا، طب کی طرف بھی اس نے توجہ کی تھی تحقیق کے ساتھ علاج کرتا تھا، بہت مضبوط و توانا، حلیم الطبع، نرم مزاج، نیک سیرۃ اور دیندار تھا، طلیطلہ مین ۴۴۷ھ مین تقریباً بعمر ۸۰ سال رحلت کر گیا،

عبید اللہ بن خلف الاستجی ہمارے زمانہ کے نوجوانون مین سے ابو مروان عبید اللہ بن خلف احکام نجوم کا محقق عالم ہے، قدما و متاخرین کی کتابون پر اس کو عبور حاصل ہے، مجھے نہین

معلوم کہ ہمارے زمانہ مین یا اس سے پیشتر اسرار و عجائباتِ نجوم سے کوئی شخص اس کے برابر واقفیت رکھتا ہو، شعاعون کی تیسیرات اور ان کے مواضعِ سقوط، اور بعض اصولِ نجوم کی توجیہ پر اس کا ایک فاضلانہ رسالہ ہے، مسائلِ نجوم مین اس سے پہلے کسی نے ایسا رسالہ نہین لکھا، شہر قونکہ[۱] سے اس نے مجھے یہ رسالہ لکھکر بھیجا تھا،

مشرق و مغرب مین علوم قدیمہ کے ماہرین اور مشاہیر علماے اسلام یہی لوگ تھے، اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مین تمام علما کے حالات کے استقصار کرنے کا مدعی ہون، اگر کوئی چاہے تو اس پر بہت کچھ اضافہ کر سکتا ہے کہ سب پر احاطہ کر لینے کی فضیلت تو صرف خدا ہی کے لیے ہے،

علوم بنی اسرائیل

بنی اسرائیل علومِ فلسفہ مین مشہور نہین ہوئے، صرف علمِ شریعت اور انبیا کی تواریخ و حالات کی طرف انھون نے توجہ کی تھی، "ابتداے آفرینش" اور انبیاؑ کے حالات و اخبار سے" احبارِ یہود" دوسرے لوگون سے زیادہ واقف تھے، اور علماے اسلام مین سے حضرت عبد اللہ[۲] بن عباسؓ، کعب الاحبار[۳] اور وہب[۴] بن منبہ، نے یہ علم انھی سے حاصل

---

[۱] جنوب و غرب کے درمیان وسط اندلس کا ایک شہر جو طلیطلہ کے قریب ہے (معجم البلدان ج ۷ ص ۱۵۹) اسی کو انگلش میں cuenca کہتے ہین، [۲] حضرت عباسؓ عم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صاحبزادے اور حضور کے چچازاد بھائی، جلیل القدر صحابی اور رواۃ حدیث مین سے ہین، ترجمان القرآن اور حبر الامت آپ ہی کے القاب ہین، آپ کی تصنیف سے تفسیر ابن عباس ہے جو چھپ گئی ہے اور عام طور پر ملتی ہے، ۷۲ سال کی عمر مین ۶۸ھ مین بمقام طائف رحلت فرمائی، ان کے حالات کے لیے دیکھو اصابہ لابن حجر ج ۲ ص ۸۱۲

کیا تھا، البتہ معاملات و تاریخ شریعت یہود مین ان کا طریقۂ حساب بہت دقیق ہے، مجھے
نہین معلوم کہ یہ حساب خود ان کے علمار کا مرتب کردہ ہے یا کسی غیر قوم کے عالم نے ان کے
لیے وضع کیا ہے[1]، اس طریقۂ حساب کا نام عبُور[2] ہے، ان کے ہان (سال کے) مہینے قمری
شمار کیے جاتے ہین، اور سال کی دو قسمین ہین، ناقص اور مکبس، قمری سال کو ناقص اور
شمسی کو مکبس کہتے ہین، ان کی تاریخ کی ابتدا سے ہر انیس سال کا ایک دور ہوتا ہے، جسکو
وہ محزور کہتے ہین، اس محزور مین کسرات سنین تمام ہو کر سات مہینے بچ رہتے ہین، جنکو وہ
ہر محزور کے تیسرے، چھٹے، آٹھوین، گیارہوین، چودھوین، سترہوین اور انیسوین سال مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) کعب بن مانع الحمیری اہل کتاب کے علمائے کبار مین سے تھے، حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت مین مشرف
باسلام ہوئے، اور حضرت عمرؓ کے زمانہ مین یمن سے مدینہ مین آئے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے اہل کتاب کے
حالات معلوم کئے اور انھون نے ان سے کتاب و سنت کا علم حاصل کیا، تابعینؒ مین سے ایک جماعت نے ان سے حدیث
روایت کی ہے اور صحیح البخاری مین بھی ان کی بعض احادیث پائی جاتی ہین، حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت (۳۲ھ
یا ۳۴ھ) مین وفات پائی، تفصیل کے لیے دیکھو کتاب المعارف ص۲۱۹ یورپ، تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۱ ص۴۵، اصابہ ج ۳
ص۶۳۵، ۶۳۹۔ [a] ابوعبداللہ وہب بن منبہ صنعانی، یمن کے عالم، ۳۴ھ مین پیدا ہوئے، صحابۂ کبار سے حدیث روایت
کی تھی اور اہل کتاب کی تاریخ و شریعت پر پورا عبور رکھتے تھے، صحیحین مین ان کی احادیث موجود ہین، وہ ثقہ تھے،
اور بہت وسیع علم رکھتے تھے، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص۸۹، ابن خلکان ج ۲ ص۱۸۰۔ ص۱۸۱،

[1] ۱۹ برس کے محزور کا حساب میطن (METON) یونانی نے ۴۳۲ ق م مین ایجاد کیا تھا،

[2] عبور عبرانی زبان کا لفظ ہے، اور عبرت سے مشتق ہے جس کے معنی حاملہ کے ہین، اصطلاح مین اس لوند کے
برس کو کہتے ہین جو ہر محزور (دور) مین بچ رہتا ہے، اسکو عبور اس لیے کہا جاتا تھا کہ حاملہ کے جنین کی طرح یہ
ایک زائد چیز ہوتا تھا، (آثار الباقیہ للبیرونی ص۵۳ طبع یورپ)

ایک ایک ماہ کرکے بڑھاتے جاتے ہین، تب یہ سنین سبعہ شمسی یا کبیس ہو جاتے ہین جنمین سے ہر سال تیرہ قمری مہینون کا ہوتا ہے، ان کے ہان قمری سال ۳۵۴ دنون، ۸ گھنٹون، اور ۸۷۶ دقیقون کا ہوتا ہے، ایک گھنٹے کے ۱۰۸۰ دقیقے ہوتے ہین، اور سال شمسی کے دن ۳۶۵ ¼ ہوتے ہین۔ اس حساب سے سنہ شمسیہ، سنہ قمریہ سے ۱۰ روز ۲۱ گھنٹے اور ۲۰۴ دقیقے زیادہ ہوتا ہے، یہودیون کے ہان اس حساب سے ابتداے عالم کو یعنی آدم علیہ السلام سے لیکر اس وقت (یعنی ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء) تک ۲۵۵ وان محزور[1] چل رہا ہے جس کو ۴۰۲ برس گذر چکے ہین،

تفرق یہود یہ "امت یہود" نبوت کا خاندان اور اسکی کان ہے کہ اکثر انبیار علیہم السلام انھی مین سے ہوئے ہین، ان کا وطن شام تھا، اور وہین ان کا پہلا اور آخری بادشاہ ہوا ہے، آخر مین روم کے بادشاہ طیطوس[2] رومی نے ان کو وہان سے ہمیشہ کے لیے نکال دیا، انکے ملک کو تاراج، اور ان کی جمعیت کے شیرازہ کو منتشر کر دیا، چنانچہ وہ متفرق ہو کر مختلف دیار و امصار مین جا بسے، دنیا کی آبادی مین ہر چہار سمت شاید کوئی جگہ ایسی ہو گی جہان اس قوم کے افراد نہ پائے جاتے ہون، سوائے "جزیرۃ العرب" کے، کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے

[1] محزور عبرانی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی "دور" ہین، حساب عبور کے لیے انھون نے پانچ محزور مقرر کئے ہین جنمین عمدہ ترین اور صحیح دور ۱۹ سال والا محزور ہے۔ البیرونی نے ان ادوار پر مفصل بحث کی ہے اور ان کے حساب کی پوری تشریح کی ہے، (ملاحظہ ہو آثار الباقیہ ص ۵۵۔ ۵۶ طبع یورپ) [2] سن ۴۰ء ۔ ۸۱ء طیطوس یا ٹائی ٹس بارہ[3] قیصرہ روم مین کا گیارہوان قیصر ۴۰ء مین پیدا ہوا ۷۹ء سے ۸۱ء تک برسر حکومت رہا، ۷۰ء مین اپنے باپ کے عہد حکومت مین اس نے یروشلم (بیت المقدس) کا محاصرہ کیا اور فتح کرکے اس کو تباہ و برباد کیا، (دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۳ ص ۱۹۱۱ء ۔ ۴۲۰ طبع ہم ۷)

ان کو وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ شریف کے مطابق کہ

لا یبقین دینان فی ارض العرب   سرزمین عرب مین دو دین نہ رہنے پائین،

جلاوطن کر دیا تھا،

علماے یہود | جب وہ لوگ تمام شہر و دیار مین پھیل گئے، اور غیر اقوام کے ساتھ ملے جلے تو ان مین سے بعض لوگون مین علوم نظری، اور فضائل عقلی کے اکتساب کی تحریک پیدا ہوئی، اور انھون نے حکمت و فلسفہ کی تحصیل کی،

ماسرجویہ[1] | ان علماے یہود مین سے ہے جو عہدِ اسلام مین فن طب مین مشہور ہوے، اس نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے حکم سے بشپ اہرن[2] کی کتاب کا ترجمہ کیا تھا، جو قدیم طبی کتابون مین ایک بہترین مجموعۂ طب" (کناش) ہے،

اسحاق بن سلیمان[3] | متاخرین علماے یہود مین سے اسحاق بن سلیمان ایک فاضل طبیب تھا، جو اسحاق بن عمران معروف بہ سم الساعۃ (زہر قاتل) کا شاگرد تھا، وہ عبید اللہ المہدی[4] والی افریقہ

---

[1] بصرہ کا مشہور یہودی طبیب تفصیل کے لیے دیکھو طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۶۳، ۱۶۴۔ [2] Aaron The Pres-

Tee سکا اسکندریہ کا قسیس جو آنحضرت صلعم کے زمانہ مین تھا، طب مین اس نے تیس ابواب مین ایک کتاب سریانی زبان مین تالیف کی تھی جس کا ماخذ تمام تر یونانی کتابین تھین، اس کتاب کا نام Pandectae ہے جس کے معنی یونانی زبان مین کناش یا مجموعہ کے ہین، دیکھو طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۶۳" طب عربی" از ڈونلڈ کیمبل ج ۱ ص ۵۷، قفطی نے لکھا ہے کہ ان تیس ابواب یا مقالات پر ماسرجویہ نے دو مقالے اور اضافہ کیے تھے (ص ۵۵) [3] ابو یعقوب اسحاق الاسرائیلی، یہ مصر مین پیدا ہوا، جہان وہ کحال کا پیشہ کرتا تھا، پھر قیروان چلا گیا اور سلاطینِ مصر کا طبیب بنا، جو افریقہ پر حکمران تھے، دیکھو تفصیل کے لیے طبقات الاطباء ج ۲ ص ۳۶۔ ص ۳۷، [4] سنہ ۲۹۶ھ مین دعواے خلافت کیا اور سنہ ۳۲۲ھ مین وفات پائی اس کے مفصل حالات کے لیے دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص ۲۷۲ ص ۲۷۳،

کا طبیب خاص تھا، طب کے علاوہ منطق کا ماہر اور دیگر اصناف علوم مین بھی دخل رکھتا تھا، اس نے کچھ سو سال اوپر عمر پائی، اس طویل عمر مین اس نے نہ مال و دولت جمع کیا، نہ تاہل اختیار کیا، اس کی جید تصانیف یہ ہین :-

۱- کتاب فی الاغذیہ[1]
۲- کتاب فی الحمیات
۳- کتاب فی البول[2]
۴- کتاب اسطقسات[3]
۵- کتاب فی الحدود والرسوم،
۶- کتاب بستان الحکمۃ اس مین الٰہیات کے مسائل ہین،

اسحاق نے تقریباً ۳۲۰ھ مین انتقال کیا،

سہل بن بشر[4] بن حبیب، احکام نجوم کا عالم تھا، کتاب الموالید وتحاویلہا، کتاب تحاویل سنی العالم اور کتاب المسائل والاختبارات احکام نجوم مین اسکی عمدہ اور مشہور تصانیف ہین،

حسدای بن اسحاق ہمارے ہان اندلس مین بھی علمای یہود کی ایک جماعت تھی، ان مین فن طب کی تحصیل کرنے والون مین ایک حسدای بن اسحاق ہے جو الحکم بن عبدالرحمٰن الناصر لدین اللہ کا ملازم تھا، فن طب کا ماہر اور علم شریعت یہود کا فاضل تھا، یہودیون مین یہ پہلا شخص ہے جس نے اندلس کے یہودیون کے لیے علم فقہ اور تاریخ یہود کا دروازہ کھول دیا، ورنہ اس سے پہلے ان کو اپنے احکام فقیہہ، تاریخ وسنین مذہبی اور اعیاد[5] (تہوارون) کے اوقات معلوم کرنے

---

[1] اس کتاب کا پورا نام یہ ہے "کتاب الادویۃ المفردۃ والاغذیہ" اس کتاب کے لاطینی تراجم پیڈوا اور بسل مین ۱۴۸۷ء اور ۱۵۷۰ء مین شائع ہو چکے ہین (طب عربی از کیمبل ج ۱ ص ۷۳) [2] کیمبل کی رائے مین یہ کتاب عبداللطیف بغدادی کی ہے، لیکن اس کی کوئی دلیل نہین پیش کی (طب عربی ص ۷۲) [3] لاطینی مین اس کے تراجم شائع ہو چکے ہین،

[4] ابو عثمان سہل بن بشر بن حبیب بن ہانی اسرائیلی، دیکھو قفطی ص ۱۳۲،

[5] اعیاد یہود کے لئے دیکھو بلوغ الارب ج ۱ ص ۳۶۱،

کے لیے بغداد کے علما سے یہود سے رجوع کرنا پڑتا تھا، اس لیے وہ چند سال کا اکٹھا حساب انکے پاس سے منگوا کر آغاز سال کی تاریخ وغیرہ معلوم کرتے تھے، مگر جب کہ حسدی نے الحکم کے دربار مین اپنی مہارت وقابلیت اور حسن لیاقت کی بدولت بار یاب اور بارسوخ ہو کر اہل یہود کی کتابون کو الحکم کے ذریعہ مشرق سے منگوا لیا، اس وقت سے اندلس کے یہودیون کو وہ باتین معلوم ہو گئین جنکو وہ اس سے قبل نہین جانتے تھے، اور پہلے جن امور مین ان کو تکلیف اٹھانی پڑتی تھی وہ رفع ہو گئی،

منجم بن الفوال | سرقسطہ کا باشندہ، اندلس کے عہد پرآشوب (طوائف الملوکی) مین تھا، فن طب کا فاضل ہونے کے علاوہ منطق اور تمام علوم فلسفہ مین بھی دخل رکھتا تھا، اسکی تصنیف سے ایک کتاب کنز المقل ہے جسمین اس نے سوال وجواب کے پیرایہ مین قوانین منطق اور اصول طبعیات کو اختصار اور جامعیت کے ساتھ قلمبند کیا ہے،

مروان بن جناح[1] | سرقسطہ ہی مین ایک اور شخص مروان بن جناح فن منطق کا عالم اور عربی وعبرانی زبانون کا ماہر وادیب تھا، ادویہ مفردہ کی شناخت طبی اوزان اور پیمانون کی تحدید مین اسکی ایک عمدہ تصنیف ہے[1]

اسحاق بن قسطار | الموفق مجاہد العامری اور اس کے بیٹے اقبال الدولہ علی کا ملازم تھا، اصول طب سے واقف، فن منطق سے باخبر، اور آراء فلاسفہ پر کافی عبور رکھتا تھا، عمدہ طریقہ والا نیک چلن اور نیک اخلاق تھا، مین اکثر اس کے پاس بیٹھا کرتا تھا، متانت وسنجیدگی اور کمال مروت مین کسی یہودی عالم کو مین نے اس کے مانند نہین دیکھا، وہ عبرانی زبان کا فاضل فقہ یہود کا ماہر کامل اور احبار یہود مین سے تھا، طلیطلہ مین اس نے ۴۴۸ھ مین بعمرہ ۷ سال وفات

[1] تفصیل کیلئے دیکھو طبقات الاطباء ج ۲ صفحہ ۵۰ ابن ابی اصیبعہ نے اسکا نام کتاب التلخیص لکھا ہے (ج ۲ صفحہ ۵۰)

یائی، اس عمر مین اس نے کبھی نکاح نہین کیا،

ابن جبرول[1] بعض اصنافِ فلسفہ کے علما مین سے سلیمان بن یحییٰ معروف بہ ابن جبرول متوطن سرقسطہ فن منطق کا دلدادہ، لطیف الطبع اور متبصر عالم تھا، اس نے کچھ اوپر تیس برس کی عمر مین تقریباً ۴۵۰ھ مین انتقال کیا،

حسدای بن یوسف ہمارے زمانہ کے نوجوان یہودی عالمون مین سے ایک ابوالفضل حسدای بن یوسف بن حسدای متوطن سرقسطہ اندلس کے ایک شریف یہودی خاندان اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد مین سے ہے علوم و فنون کی باقاعدہ تحصیل کی ہے، اور عربی زبان مین بخوبی مہارت رکھتا ہے شعر و بلاغت سے بھی اس نے بہت کچھ حاصل کیا ہے، حساب، ہندسہ، فلسفہ اور نجوم مین بھی دستگاہ رکھتا ہے، فن موسیقی مین بھی اس کو دخل ہے اور گانے کا شوق رکھتا ہے منطق کی پختہ طور پر تحصیل کی ہے اور بحث و نقد مین خوب مہارت پیدا کی ہے، طبیعیات کی طرف متوجہ ہوا تو اس فن مین ارسطو کی کتاب سمع الکیان پڑھنی شروع کی، یہانتک کہ اس پر حاوی ہو گیا، پھر کتاب السماء والعالم شروع کی ۴۵۸ھ مین جبکہ وہ اس کتاب کی مشکلات کو حل کر رہا تھا، مین اس سے جدا ہوا، اگر زمانے نے اس کو مہلت دی اور اسکی توجہ ایسی ہی رہی تو وہ فلسفہ و حکمت کی انتہا کو پہنچ جائے گا، اور ان پر احاطہ کرلیگا، باانیہمہ وہ ابھی بالکل نوجوان ہے جو سن کمال کو بھی نہین پہنچا ہے، (یہ خدا کی دین ہے) اور خدا جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے مخصوص کر دیتا ہے،

ہمارے یہان اندلس مین یہی مشاہیر علما سے یہود ہین جو علوم فلسفہ کے ماہر خیال کیے جاتے ہین

---

[1] یہ مغرب مین Avicebron یا Avicebrol کے نام سے مشہور ہے،

علمائے شریعت یہود | اور علمائے شریعت کی تعداد مشرق و مغرب مین اس قدر وسیع ہے کہ ان کا احصار نہین کیا جا سکتا، مشرق کے مشاہیر یہود مین سے سعید بن یعقوب الفیومیؒ[1] ابو کثیر یحییٰ بن زکریا الطبرانیؒ[2] اور ابراہیم التستریؒ[3] داؤد القومشیؒ[4] وغیرہ احبار یہود مختلف مذاہب کے متکلمین کے ساتھ بحث و مناظرہ کرنے مین مشہور ہوئے،

ہمارے یہان اندلس مین ابو ابراہیم اسمٰعیل بن یوسف الکاتب معروف بہ ابن نغدلہؒ[5] کو (جو امیر بادیس بن حبوس والی غرناطہ کا وزیر تھا) شریعت یہود اور اس کی حمایت و دفاع کا جو علم تھا وہ اس سے پہلے اندلس

---

[1] بغداد کا یہودی عالم بغداد کے وزرار اور قضاۃ کے پاس اکثر حاضر ہوا کرتا تھا، یہودیون کے معاملات مین اس کے فیصلے ہمیشہ تسلیم کیے جاتے تھے، ابو کثیر طبرانی کا شاگرد تھا، ۳۳۰ھ کے بعد اس نے وفات پائی مسعودی نے اس کو دیکھا تھا، (التنبیہ والاشراف ص۱۱۳)

[2] اس نے تقریباً ۳۲۰ھ مین انتقال کیا، مسعودی کہتا ہے کہ مین نے بلاد فلسطین اور اردن مین اس سے نسخ ادیان اور فرق مابین مذاہب پر کئی مناظرے کئے تھے۔ (التنبیہ ص۱۱۳)

[3] یہ بغداد مین چوتھی صدی ہجری مین تھا، مسعودی کہتا ہے کہ وہ بغداد سے مجھ سے ملنے آیا تھا، (التنبیہ ص۱۱۴)

[4] یہ بیت المقدس مین رہا کرتا تھا ۳۳۴ھ مین اس نے وفات پائی،

[5] اصل مین اسکا نام شموئیل ہالیوی بن جوزف نغذلہ ہے، Samuel Halevi ben Joseph Nagdela اندلس کے بربری خاندان بنو زیری کے فرمانروا بادیس بن حبوس کا وزیر اور کاتب تھا اور اسی نے اس کو غرناطہ کا حاکم بنانے مین مدد کی تھی، ابن نغذلہ نے ۴۵۹ھ (۱۰۶۶ء) مین انتقال کیا، تفصیل کے لیے دیکھو المقری ج ۲ ص۳۵۵ اصل متن مین اس کو ابن الغزال لکھا ہے جو صحیح نہین ہے،

کے علماے یہود مین سے کسی کو نہ تھا، اس نے سنہ ۴۴۸ھ مین انتقال کیا،

یہ ہے جو کچھ کہ علماے امم کے نامون اور ان کے حالات و تصانیف سے متعلق میرے ذہن مین محفوظ تھا، والحمد للہ علی کل حال، مین سنہ ۴۶۰ھ مین اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوا[1]،

---

[1] خاتمہ کی یہ عبارت طبقات کے ۳ قلمی نسخون مین سے صرف ایک کے آخر مین پائی جاتی ہے،

دارالمصنفین کی فلسفیانہ تصنیفات

ابنِ رُشد

مشہور مسلمان اندلسی حکیم جو مسلمانوں میں ارسطو کے فلسفہ کا بہترین شارح سمجھا جاتا ہی اور جس کی تصنیفات مدتوں تک یورپ کی یونیورسٹیوں مین پڑھائی جاتی تھین، اس کے سوانح اور اسکے فلسفہ پر تبصرہ اور اسی ضمن مین مسلمانون کے علم کلام و فلسفہ پر بھی ریویو۔ اور یورپ مین اسلامی علوم کی اشاعت کی تاریخ اور فلسفۂ جدیدۂ وقدیمہ کا موازنہ بھی آگیا ہی، ابن رشد کے متعلق اتنا بڑا ذخیرہ معلومات کسی مشرقی زبان مین کیا کسی مغربی زبان مین بھی نہین مل سکتا ضخامت ۴۰۰ صفحے، قیمت ے؍

مقالۂ رُوسُو

جس مین فرانس کے مشہور قلمی انقلابی ہیرو روسو نے علوم و فنون کے افادی اثرات و نتائج کی تنقید کی ہی، ضخامت ۱۵ صفحے، قیمت ۸؍

روح الاجتماع

موسیو لیبان کی کتاب جماعتہائے انسانی کے اصول نفسیہ کا اردو ترجمہ، جس مین انسانی جماعت کے اخلاق پبلک رہنماؤن کی خصوصیات اور جماعتون کے بننے اور بگڑنے کے قوانین نفسی بیان کئے گئے ہین۔ ضخامت ۲۳۲ صفحے، قیمت ۱۲؍

انقلاب الامم

ڈاکٹر لیبان کی مشہور کتاب "قومون کی ترقی وتنزل کے قوانین نفسی" کا خلاصہ

طبع دوم، قیمت ۱۲؍ ضخامت ۱۶۲ صفحے،

برکلے،

مشہور فلاسفر برکلے کے حالات زندگی اور اس کے فلسفہ کی تشریح قیمت مجلد ۱۲؍

غیر مجلد ۸؍ ضخامت ۱۲۶ صفحے،

مکالمات برکلے

برکلے کی ڈائلاگس کا ترجمہ، جسمین مکالمہ کی صورت مین برکلے نے مادیت کا ابطال

کیا ہے، قیمت ۸؍

مبادی علم انسانی،

مادیت کی تردید مین برکلے کی مشہور کتاب "پرنس آف ہیومن نالج" کا نہایت فہمید

اور سنجیدہ ترجمہ جس مین حواس انسانی پر بحث کرکے مادیت کا ابطال کیا ہے، ضخامت ۱۳۶

صفحے، قیمت مجلد ۱۲؍ غیر مجلد ۸؍،

نٹشے

مشہور جرمن فلاسفر فریڈرک نٹشے کی سوانحعمری اور اس کے افکار وخیالات اور تصانیف پر بحث

وتبصرہ ہے، مصنفہ پروفیسر مظفر الدین ندوی ایم اے حجم ۱۰۲ صفحے، قیمت ۸؍

ملنے کا پتہ:- منیجر دار المصنفین اعظم گڈھ،